مسلمانان ہند

تا ١٣ جلد

حصہ اول و دوم جلد اول

یعنی

[illegible] کے ہندوستان مین آنے اور حکومت کرنے کی مجمل مستند اور
[illegible] تاریخ جو اس قابل ہو کہ مدارس اسلامیہ ہند کے نصاب مین
داخل کیجائے اور ہر مسلمان لڑکے اور لڑکی کو یہ زبان یاد کرادی جائے

جسمین

خلافت فاروقی سے سلطان تیمور صاحبقران کے حملے تک کے تمام حالات
بہت اچھی اور سادی زبان مین بیان کردیے گئے ہین۔

مصنفہ

حکیم محمد سراج الحق ایڈیٹر سخن سنج و منیجر و پبلشر دلگداز

باہتمام خاکسار مصنف ١٩٢٨ء مین

دلگداز پریس لکھنؤ مین چھپ کے شائع ہوئی

طبع ثانی ایکہزار

کارخانہ روض الریاحین لکھنؤ کا اعلیٰ عطر

(آپ ایک دفعہ آزما کے تو دیکھیں)

عطر کے لیے لکھنؤ مشہور ہی مگر افسوس کہ جو عطر ہے وہ باہر والوں کو نہیں ملتا کیونکہ کہیں مال کی روانگی نوکروں کے ذمے ہے۔ اور ان کے دغل و فصل کا خمیازہ ان غریبوں ہی کو اٹھانا پڑتا ہی جو باہر سے منگواتے ہیں اور بے دیکھے خریدنے پر مجبور ہیں۔ اور بعض اشتہار دینے والوں کی یہ حالت ہی کہ روپئے کا مال دو کو اور کبھی چار کو بھیجدیتے ہیں یہ عام خرابیاں دیکھ کے ہم نے ذمہ لیا ہی کہ باہر کے جو صاحب طلب فرمائیں ان کے لیے معتبر اور مستند کارخانوں کے عطر اور اعلیٰ درجے کے تیل وغیرہ خاص طور پر اہتمام کر کے مال کو بخوبی جانچ کے اور بکفایت خرید کر کے روانہ کر دیا کریں جس کا بہت اچھا اور قابل اطمینان انتظام کیا گیا ہی عطر کے شائق ایک بار امتحاناً ہی منگوا کے دیکھ لیں کہ ہمارے ... انھیں کیسا اچھا عطر اور کن داموں کو ملتا ہے

فہرست حسب ذیل ہی

عطر حنا فی تولہ صہ للعہ ہے ۸ر عہ	عطر بیلہ فی تولہ ہے ۸ر عہ	عطر سہاگ فی تولہ ۸ر عہ
〃 موتیا 〃 عہ للعہ ہے ۸ر عہ	〃 مٹی 〃 عہ	〃 اگر غرقی 〃 صہ
〃 چنبیلی 〃 ہے صہ للعہ ہے ۸ر عہ	〃 جوہی 〃 ۸ر عہ	〃 اگر عہ رعہ رسے
〃 کیوڑا 〃 للعہ ہے ۸ر عہ	〃 گلاب 〃 عہ عہ عہ ۸ر	〃 مخلوط اتقی 〃 صہ ۸ر
〃 خس 〃 ۸ر عہ	〃 سنگترہ 〃 ۸ر عہ	〃 مہک پری 〃 ۸ر
〃 قفنہ 〃 ہے ۸ر عہ	〃 سیوطی 〃 ۸ر عہ	〃 ناگیسر اصلی 〃 ہے ۸ر
〃 چمپا 〃 ۸ر عہ	〃 عروس 〃 ۸ر	〃 محبوب پسند 〃 عہ
〃 مولسری 〃 ۸ر عہ	〃 شہناز 〃 ۸ر	روح پانڑی اصلی 〃 ہے ۸ر
〃 پانڑی 〃 ۸ر عہ	〃 برگ حنا 〃 ۸ر	خس اصلی 〃 صہ للعہ
〃 راحت روح 〃 عہ	روح گلاب 〃 سے صہ	عطر صد برگ 〃 ۸ر عہ
شمامۃ العنبر 〃 صہ	عطر مجموعہ 〃 ۸ر	یہ عطر داد کی مجرب دوا ہے

حکیم محمد سراج الحق منیجر کارخانہ روض الریاحین کٹرہ بن سنگجان لکھنؤ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہندوستان کے مسلمان فاتح و تاجدار

حامداً و مصلیاً و مسلماً

[illegible] کی بہت سی تاریخیں لکھی گئیں جو بجائے خود مکمل و مبسوط ہیں۔ مگر ایسی کوئی [illegible] نہیں نظر آتی ہے جس سے ہمارے وطن ہندوستان کے تمام مسلمان حملہ آوروں والیوں اور تاجداروں کے حالات ایسے اجمال کے ساتھ معلوم ہو سکیں کہ بڑی کتابوں کے ورق نہ الٹنا پڑیں ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی سچی اور مختصر تاریخ اپنے بچوں اور اپنی عورتوں تک کو یاد کرا دیں اور اس غرض کے حاصل ہونے کے لیے مجھے فی الحال کوئی کتاب نہیں نظر آتی ہے لہذا خاکسار ایڈیٹر سخن سنج نے اس کوشش کو اپنے ذمہ لیا اور تمام مسلمان حملہ آوروں حاکموں اور تاجداروں کی ایک مکمل فہرست مع ان کے عہد اور مختصر حالات کے سخن سنج کے ذریعہ سے پبلک میں پیش کرتا ہے۔ جو انشاءاللہ تعالےٰ باوجود اختصار کے نہایت مفید اور ضروری ثابت ہوگی اس کے ساتھ یہ بھی التزام کیا گیا ہے کہ ہر واقعہ کے سنین ہجری و عیسوی دونوں بتائے گئے ہیں۔ مسلمانوں کے ہندوستان میں آنے کا آغاز عہد معدلت عہد فاروقی سے ہوا۔ لہذا اسی خلافت راشدہ کے زمانے سے میں اپنی اس مختصر تاریخ کا آغاز کرتا ہوں۔

خاکسار سراج الحق ایڈیٹر سخن سنج منیجر گلداز
کٹرہ بزن بیگ خان لکھنؤ
۵ جنوری سنہ ۱۹۱۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عہد حضرت فاروق اعظمؓ

۱۳ - ۲۳ھ
۶۳۴ - ۶۴۴ء

نحمدہٗ و نستعینہٗ علےٰ رسولہ و آلہ

خلافت فاروقی
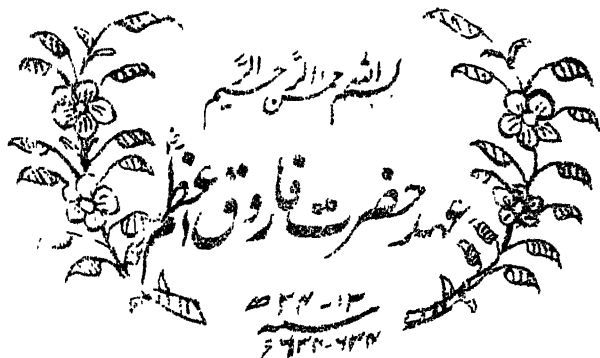
اس عہد ہمایون مین والی عمان عثمان بن ابی عاص ثقفی نے بغیر حضرت فاروق سے اجازت حاصل کیے ۱۵ھ (۶۳۶ء) مین جہازون کا ایک بیڑہ تیار کر کے سواحل سندھ کے شہر تھانہ پر حملہ کیا اور بہت سامال غنیمت لیکر واپس گیا۔ اس کامیابی کی اطلاع اور مزید حملہ کی درخواست جب حضرت عمرؓ کے سامنے پیش ہوئی تو آپنے بموجب احکام سابقہ کے جو دریائی حلونکی ممانعت مین تھی نامنظور کی اور یہ شہر بدستور اگلے ہندو حکمران کے قبضے مین رہا۔

عثمان بن ابی عاص کی درخواست اگرچہ نامنظور ہوئی مگر اُنھون نے اپنے بھائیون مغیرہ اور حکم کو روانہ ہی کردیا جنھون نے ۱۵ھ (۶۳۶ء) مین شہر دیبل اور بھڑوچ پر علیحدہ علیحدہ حملے کیے اور کامیاب ہوکر مال غنیمت سے لدے پھندے واپس آئے۔ اسکے بعد مدت تک کسی کو حضرت عمر فاروق کے احکام سے سرتابی کی جرأت نہین ہوئی۔

خلافت عثمانی ۲۳ - ۳۵ھ ۶۴۴ - ۶۵۵ء

خلافت حضرت عثمان غنیؓ - جنکی نسبت یہ نہین کا بیان ہے کہ اس عہد بابرکت مین بھی سندھ ستان

پر حملہ ہوا - مگر مستند مورخین اس بیان کو تسلیم نہیں کرتے

حضرت علی کرم وجہہ کی خلافت

سنہ ۳۵ تا ۴۰ ہجری - ۶۵۶ تا ۶۶۱ء

اس عہد میں تغار بن شعیر نے براہ خشکی ارض سندھ میں ۳۸ ھ میں قبائلیوں پر حملہ کیا جن کو شکست دی اور کامیاب و بامراد واپس گئے -

حضرت معاویہ کی خلافت

سنہ ۴۱ تا ۶۰ ہجری - ۶۶۱ تا ۶۷۹ء

مہلب بن ابی صفرہ ۴۴ ھ میں مہلب بن ابی صفرہ نے ہندوستان کا جہاد کیا جو کابل کے پہاڑوں کے پیچیدہ راستوں سے نکل کے پنجاب پر حملہ آور ہوا لاہور ملتان اور شہر قندابیل پر یورشیں کیں اور خوب مال و اسباب لیکر خوشی کے ساتھ واپس گیا -

سنان بن سلمہ - ابتک جو حملے ہوئے تھے انکا مقصد شوق جہاد تھا مگر جس شخص نے سب سے پہلے ملک گیری کی غرض سے ہندوستان پر حملہ کیا وہ سنان بن سلمۃ الی مکران تھا - اسکو جناب معاویہ نے مقرر کیا تھا - اس نے سواحل سندھ پر قبضہ کیا اور یہاں کا انتظام کرکے آگے بڑھا تھا کہ بجانب بدھا ۵۹ ھ میں لڑکر شہید ہو گیا -

---

سلخ محرم ۳۴ ھ کو خلیفہ ہوئے - اور مسلمانوں کی باہمی نااتفاقی کی وجہ سے ۳۵ ھ میں کمال صبر و سکون اور نہایت مظلومی کے ساتھ اپنے گھر میں گھر کر شہید ہوئے ۔ ۳۵ ھ آپ ۳۵ ھ میں مسند نشین خلافت ہوئے - آپکے عہد میں مسلمانوں کے دو گروہ شیعان علی و شیعان عثمان پیدا ہوئے - آپکا سارا عہد اسی کشمکش میں گزرا - ۴۰ ھ میں ایک بدبخت کوفی نے شہید کر دیا - آپکے بعد آپکے صاحبزادے حضرت حسن مسند خلافت پر بیٹھے مگر مسلمانوں میں باہمی عداوت ملاحظہ فرما کے چھٹے مہینے خلافت سے دست بردار ہو کر حضرت معاویہ کی خلافت قبول کر لی اور آپ ہی پر خلافت راشدہ کا خاتمہ ہو گیا -

منذر بن جارود - یہ بھی حضرت معاویہ کی طرف سے مکران و سواحل سندھ کا والی تھا اور ساحلی شہروں کو فتح کر کے سنہ ۶۲ھ میں یہیں انتقال کیا۔

یزید[1] بن معاویہ کا عہد

سنہ ۶۰ تا ۶۴ھ

منذر بن حارث - یزید کے زمانے میں عبید اللہ بن زیاد والی بصرہ تھا اور تمام مشرقی ممالک اسلام پر متصرف تھا۔ اسکی طرف سے منذر بن حارث یہاں کا والی مقرر ہو کے چلا مگر سندھ تک نہ پہونچنے پایا تھا کہ راستے ہی میں موت نے آگھیرا۔

حکم بن منذر - منذر کے بعد اسکا بیٹا حکم یہاں کا والی مقرر ہوا جو فقط چھ مہینہ حکمران رہا۔

ابن حری باہلی - اسکے بعد ابن زیاد نے ابن حری باہلی کو یہاں کا والی مقرر کیا جس نے بہت سے مقامات فتح کیے۔

عہد آل مروان

سنہ ۶۵ تا ۱۳۲ھ

عبد الملک بن مروان کی خلافت

سنہ ۶۵ - ۸۶ھ

سعید بن سلم - سنہ ۷۵ھ میں حجاج بن یوسف ثقفی والی عراق مقرر ہوا اور اسکی جانب سے

---

[1] حضرت معاویہ کی وصیت کے مطابق خلیفہ ہوا۔ حضرت حسین کی مظلومانہ شہادت کا واقعہ اسی کے وقت میں پیش آیا۔ اسکے بعد اسکا بیٹا معاویہ وارث خلافت ہوا مگر اس نے خلافت کا حقدار حضرت علی کے خاندان کو بتا کے اس مختصر عہد سے دست برداری کی۔

اِسی سال سندھ کی حکومت سعید بن اسلم کے ہاتھ مین آئی۔ سعید نے قبیلہ علافی کے کسی شخص کو کسی جرم پر قتل کر ڈالا اُسکے انتقام مین موقع پا کر علافیون نے سنہ ۸۵ھ مین سعید کو شہید کیا اور خود سواحل سندھ پر قابض و متصرف ہو گئے۔

مجاعہ بن سعر تمیمی (۸۵ھ) جب یہ خبر حجاج کو پہونچی تو اُسنے مجاعہ کو علافیونکی سرکوبی پر مقرر کیا مجاعہ کے مقدمۃ الجیش عبدالرحمن کو تو علافیون نے حملہ کر کے قتل کر دیا مگر خلافت سے مقابلہ کرنا آسان نہ تھا لہذا بغیر لڑے بھڑے راجہ داہر کے علاقہ مین چلے گئے۔ جہان پہونچتے ہی اُنھون نے پہلی کارروائی یہ کی کہ راجہ راَمل کی آٹھ ہزار فوج پر جو راے داہر کا ملک چھیننے کو ہندوستان سے آئی تھی چھاپہ مار کر تباہ و برباد کر دیا۔ راے داہر نے اِن لوگون کو فرشتۂ غیب سمجھکر اُنکی بہت ہی عزت تمدردانی کی۔ مجاعہ ایک ہی سال حکومت کر کے راہی ملک عدم ہوا

محمد بن ہارون اِسکی جگہ سنہ ۸۶ھ مین ابن ہارون کا تقرر ہوا اور اسے خلافت سے علافیونکے قلع و قمع کی ہدایت کی گئی اور وہ بموجب حکم خلافت پانچ سال (۸۶ تا ۹۱ھ) تک اِس خاندان کا پتہ لگاتا رہا۔

خلافت ولید بن عبدالملک

سنہ ۸۶-۹۶ھ
۷۰۵-۷۱۴ع

اِسی زمانہ مین چند مسلمان لڑکیان اور کچھ حاجی جو سرآندیپ سے مع اُن تحفون کے جو سرآندیپ کے مسلمان راجہ نے خلیفہ کی خدمت مین بھیجے تھے ایک جہاز پر جا رہے تھے ادھر سے گذرے اور حاکم دیبل نے انھین گرفتار کر لیا۔ چند باقی ماندہ لوگون نے حجاج کی خدمت مین

ل اِسکے عہد مین مشرق سے مغرب تک توحید کی آواز بلند ہوئی اور اندلس سے چین تک اُسکی حکومت ہو گئی۔

فریاد کی جس نے راجہ داہر کو انکی طلبی کا خط محمد بن ہارون کو بھیجا تاکہ وہ کسی معتمد شخص کے ذریعہ سے راجہ داہر کے پاس بھیجدے۔ راجہ داہر کو جب یہ خط ملا تو اس نے جواب لکھا کہ جس قوم نے ان لڑکیوں کو اسیر کیا ہے وہ میرے اختیار سے باہر ہے"

جب یہ خبر حجاج کو پہونچی تو اس نے خلیفہ ولید سے باضابطہ سندھ پر فوج کشی کی اجازت لی اور عبداللہ بن نبہان کو دیبل کی فتح کو روانہ کیا مگر عبداللہ لڑائی مین شہید ہوا۔ اب حجاج نے بدیل والی عمان اور محمد بن ہارون کو سندھ پر فوج کشی کا حکم دیا۔ بدیل بھی حملہ کرتے وقت شہید ہوا۔

عماد الدین محمد بن قاسم۔ حجاج کو جب خبر پہونچی تو اسکے غصہ کی کوئی انتہا نہ تھی اب اس نے اپنے نوخیز و نوعمر چچازاد بھائی محمد بن قاسم بن محمد بن حکم بن ابی عقیل ثقفی کو جو اسکی دامادی کی عزت سے بھی بہرہ یاب تھا اس مہم کے واسطے منتخب کیا۔ محمد بن قاسم نے سواحل سندھ پر قدم رکھتے ہی قنبر پور اور آرابیل کو فتح کیا اور یہان سے بڑھکر شہر دیبل (ٹھٹھہ) کا محاصرہ کرلیا۔ یہان اُس زمانہ مین ایک بہت بڑا بتخانہ تھا جو عام خلائق کا مرجع تھا۔ چند روز تک محاصرہ رہا مگر آخر مین جب بتخانہ کی چوٹی پر سنگ باری کی گئی اور اس کا گنبد شکست ہوا تو تھوڑے دنون کے بعد سنہ ۹۳ھ مین شہر فتح ہوگیا۔ محمد بن قاسم نے بعد تشخیص جزیہ و محاصل یہان چار ہزار مسلمان بھی آباد کیے اب یہ بہادر سپہ سالار شیوستان (سیوان) کی طرف بڑھا۔ راستے مین راجہ نیرون نے اطاعت قبول کی۔ شیوستان کا حاکم راجہ بجہرا تھا جو ایک ہفتہ کی لڑائی کے بعد شہر سیسم مین بھاگ گیا اور رعایا نے اطاعت قبول کی۔ اسی مقام پر شہر جنیکے سفیر بھی اطاعت کا اقرارنامہ لیکر

حاضر ہوئے اور انکی جان بخشی ہوگئی۔ اب محمد بن قاسم نے شہر سیسم کی راہ لی۔ راستہ مین بلہان کے راجہ کاکا نے حاضر ہوکر اطاعت کا حلف اُٹھایا اور خلعت سے سرفراز ہوکر اپنے علاقہ کا بدستور مالک رہا۔ سیسم مین صرف دو روز لڑائی ہوئی۔ لڑائی مین راجہ بجھرا مارا گیا۔ اور اہل شہر نے ۹۳ھ مین اطاعت قبول کی۔

اسی سال محمد بن قاسم داہر کے علاقہ کی طرف بڑھا علاقہ بیٹ کا والی موکا گرفتار ہوکر حاضر کیا گیا جسے دیکھکر محمد بن قاسم کو ایسا رحم آیا کہ اُسے حکومت کا پروانہ نسلاً بعد نسلاً لکھدیا اور یہ فیاضی دیکھکر موکا حلقہ اسلام مین داخل ہوگیا۔

راے داہر کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو ایک جرار لشکر مقابلہ کو بھیجا جسے کامل شکست ہوئی۔ یہ شکست دیکر محمد بن قاسم نے بذریعہ کشتیونکے پل کے دریاے سندھ کو عبور کیا۔ دریا کے عبور کرنے مین داہر کے بیٹے نے بہت مزاحمت کی مگر اسکا کچھ زور نہ چلا اور میدان جنگ مین مارا گیا۔ راے داہر یہ خبر وحشت اثر سنکر بڑے تزک و احتشام سے مقابلہ کو آیا۔ سات روز کے مقابلہ کے بعد راے داہر مارا گیا اور شکست خوردہ سپاہی راور کے قلعہ مین جمع ہوئے یہ واقعہ ۱۰ رمضان المبارک ۹۳ھ مطابق جون ۷۱۲ء جمعرات کے دن کا ہے۔ قلعہ راور مین راے داہر کا بیٹا جے سنگھ مع اُسکی رانی کے تھا۔ جے سنگھ نے محمد بن قاسم کو قلعہ کی طرف آتے دیکھکر معہ مال و اسباب و عیال و اطفال کے برہمن آباد کی راہ لی مگر راے داہر کی رانی مقابلہ پر آمادہ ہوئی محمد بن قاسم نے اس سے جنگ کرنا عار سمجھا لیکن فوج والون نے قلعہ کا محاصرہ کرلیا تھا جب قلعہ فتح ہوگیا تو رانی جیتی جی آگ مین جل گئی۔ یہان سے محمد بن قاسم نے برہمن آباد کی

راہ لی - راستہ میں چیج وقلعہ بہرور اور دہیلہ فتح کرتا ہوا برہمن آباد پہونچا جے سنگھ یہان سے بھی لڑائی کا اہتمام کرکے بھاگ گیا۔ محمد بن قاسم نے برہمن آباد کا محاصرہ کرلیا چند روز بعد جے سنگھ نے کچھ فوج کیساتھ آکر مسلمانون کی رسد کا راستہ روکدیا مگر بعد شکست کھاکر کشمیر بھاگ گیا۔ اہل قلعہ پر بھی چند روز بعد آخر سنہ ۹۳ھ مین قبضہ ہوگیا اور یہان علاوہ مال غنیمت کے راجہ داہر کی رانی لاڈی اور رائے داہر کی دو لڑکیان قبضہ مین آئین۔ لڑکیان تو مال غنیمت کے ساتھ خلیفہ کی خدمت مین بھیجدی گئین مگر رانی لاڈی مشرف باسلام ہوکے محمد بن قاسم کے نکاح مین آئی۔ یہان کا انتظام کرکے شہر اروڑ کو جو ایک مضبوط قلعہ تھا سنہ ۹۴ھ مین فتح کرتا اور راجہ کسکا کو مطیع کرتا ہوا وہ ملتان کی طرف جو دارالسلطنت کی حیثیت رکھتا تھا روانہ ہوا۔ درمیان مین کئی قلعہ خصوصاً سکہ اور اسکندرہ کئی کئی روز کی لڑائی اور ایک مدت کے محاصرے کے بعد فتح ہوئے۔ اور سکہ کے فتح کرنے مین اکثر نامی گرامی مسلمان افسر شہید ہوئے۔

اسی سال محمد بن قاسم دریائے راوی کے پار اتر رہا تھا کہ ملتان کی فوج نے مزاحمت کی کئی روز کی لڑائی کے بعد اہل فوج شہر کے پھاٹک بند کرکے بیٹھ رہے اور محمد بن قاسم نے شہر کا محاصرہ کرلیا۔ یہ محاصرہ بہت دنون تک رہا اور اسمین مسلمانون کو بہت تکلیفین اٹھانا پڑین۔ خصوصاً رسد نہ پہونچنے کی وجہ سے گدھون کا گوشت کھانا پڑا۔ ملتان کا حاکم گورسنگھ جب مجبور ہوا تو کمک لینے کے بہانے سے رات کے وقت شہر سے نکل گیا۔ چند روز کے بعد مسلمانون نے شہر کی دیوار توڑ کے قبضہ کرلیا۔ کہتے ہین کہ یہان مسلمانون کے ہاتھ بہت دولت آئی اور وہ روپیہ بھی اسی وقت ادا کیا گیا جسکا وعدہ حجاج نے سندھ پر چڑھائی کرتے وقت خلیفہ سے کیا تھا اور

جسکی تعداد ۱۲ کرور درہم تھی۔ یہ فتح ۹۵ھ ۷۱۴ء مین ہوئی۔ یہانکا والی محمد بن قاسم نے امیر داؤد نصر بن ولید یمانی کو مقرر کیا اور کئی ہزار مسلمان بھی یہان آباد کیے۔ اب ملک سندھ و اُسکے قرب کا علاقہ فتح ہو چکا تو محمد بن قاسم نے قنوج کے راج پر چڑھائی کی اجازت خلیفہ سے چاہی اجازت کے ملتے ہی محمد بن قاسم نے اشتہار جنگ دیدیا۔ محمد بن قاسم اسی ارادہ مین تھا کہ اُسے حجاج کے مرنیکی خبر پہنچی اور وہ اس انتظار مین ٹھہر گیا کہ دیکھین اب اس کا کون جانشین ہوتا ہے مگر اس زمانہ مین بھی اُس سے بیکار نہ بیٹھا گیا بلکہ بیلمان پر فوج بھیجکے اُسے باجگذار بنایا اور کیرج کے راجہ دوہر کو جسکے پاس داہر کے لڑکے نے پناہ لی تھی معرکۂ کارزار مین مار کے اُسکے علاقہ پر ۹۵ھ ۷۱۴ء مین قبضہ کر لیا۔

خلیفہ سلیمان بن عبد الملک

سنہ ۹۶-۹۹ھ ۷۱۴-۷۱۷ء

خلیفہ سلیمان کو حجاج کے خاندان سے ذاتی عناد تھا جس نے خلیفہ ہوتے ہی یزید بن مہلب کو والی بصرہ مقرر کیا اور محمد بن قاسم کے بجائے یزید بن ابی کبشہ کو بھیجا۔ یزید بن کبشہ نے سندھ مین پہونچتے ہی ۹۶ھ ۷۱۵ء مین محمد بن قاسم کو گرفتار کیا اور مجرمونکی طرح عراق کی طرف روانہ کر دیا جہان پہونچتے ہی وہ واسط کے قیدخانہ مین بند کر دیا گیا۔ اور آخر دم تک اُسے اس قید سے رہائی نہ نصیب ہوئی۔

محمد بن قاسم کے انجام کے متعلق یہ عجیب لغو اور بے سروپا قصہ مشہور ہے کہ اُس نے سندھ کی جن شہزادیون کو اسیر کرکے خلیفہ کے پاس بھیجا تھا۔ اُنھون نے ظاہر کیا کہ محمد بن قاسم نے

آنکھین خراب کرنیکے بعد آپکے پاس بھیجا ہے۔ اس پر برافروختہ ہو کے خلیفہ نے محمد بن قاسم کو حکم دیا کہ جہان موجود ہو اپنے تئین بیل کی کھال مین سلوا کے میرے پاس حاضر ہو۔ محمد بن قاسم نے اس حکم کی تعمیل کی بیل کی کھال مین اپنے تئین سلوایا اور لوگون سے کہا کہ مجھے اسی طرح بھیج دو مگر اس واقعہ کے دوسرے ہی روز شدت تکلیف سے مرگیا۔

یزید بن ابی کبشہ۔ اپنے ورود کے اٹھارھوین ہی دن مرگیا اور اُسکے بجائے حبیب حسین مہلب کا تقرر ہوا"

حبیب بن مہلب۔ حبیب بن مہلب جبتک آئے آئے سندھ مین غدر ہوگیا اور وجہ یہ تھی کہ محمد بن قاسم کے ساتھی اُسکی گرفتاری کے بعد اپنے اپنے گھرون کو چلے گئے تھے جے سنگھ نے کشمیر سے آکر برہمن آباد پر قبضہ کرلیا۔ مگر حبیب نے آتے ہی یہ ہنگامہ لڑ بھڑ کر فرو کیا۔ جے سنگھ نے مسلمان ہو کر اطاعت قبول کرلی اور برہمن آباد پر قابض رہا۔

خلافت عمرؓ بن عبد العزیز

(۹۹ تا ۱۰۱ھ)

عمر بن مسلم باہلی (۹۹ھ تا ۱۰۱ھ) عمر بن عبد العزیزؓ نے خلیفہ ہوتے ہی حبیب بن مہلب کو معزول کیا اور اسکی جگہ عمر بن مسلم باہلی کو مقرر کیا جو ۱۰۱ھ تک سندھ پر حکومت کرتا رہا۔ وہ حسب فرمان خلافت حدود سندھ کے علاقہ کچھ پر حملہ آور ہوا اور اسے فتح کرکے بلاد اسلام مین شامل کیا اسکے وقت مین عمر بن عبد العزیز نے تمام راجگان ہند کے نام تبلیغی خطوط بھیجے جنھین پڑھکر قرب وجوار کے اکثر راجہ مسلمان ہوگئے اور اسی زمانہ سے اہل سندھ مین عربی عادات و اخلاق کا رواج ہوا

سلطان مروان کا پوتا لیکن ایسا نیک نفس متقی اور پرہیزگار تھا کہ علمائے اہل سنت اسے خلفائے راشدین کے ذیل میں شمار کرتے ہین

خلافت یزید بن عبد الملک اور خلافت ہشام بن عبد الملک

۱۰۱ تا ۱۰۵ ۔ ۱۰۵ تا ۱۲۵ھ

جنید بن عبد الرحمن مری۔ عمر بن مسلم کی معزولی کے بعد بموجب حکم ہشام سندھ کا والی جنید ہوا (۱۰۷ تا ۱۱۱ھ) اسکے وقت مین جے سنگھ مرتد ہو گیا جسے قتل کر کے اسکے علاقہ کو اپنے قبضہ مین کیا کیرج کو دوبارہ فتح کیا۔ مارواڑ جیلمیر اور مالوہ وغیرہ پر عربی فوجین روانہ کین جو ہر جگہہ کامیاب ہوئین خود شمال کی طرف بڑھکر جینایت کے راج پر قبضہ کیا اور ۱۱۱ھ ۷۲۹ء مین واپس ہوا۔

تمیم بن زید عتبی۔ اسکے وقت مین نہ کوئی شہر فتح ہوا اور نہ کہین حملہ کیا گیا مسلمان آپس مین لڑتے رہے (۱۱۱ تا ۱۱۵ھ) اور اکثر نامور مسلمانون نے یہان کی سکونت ترک کر دی اور اسی جھگڑے مین یہ مارا گیا۔

حکم بن عوانہ کلبی۔ حکم نے اپنے زمانے مین دو شہر منصورہ اور محفوظہ آباد کیے اسکے وقت (۱۱۵ تا ۱۲۲ھ) مین ہر طرف امن رہا اور ۱۲۲ھ ۷۴۰ء مین ایک لڑائی مین شہید ہوا۔

عمرو بن محمد قاسم۔ حکم کے بعد ولایت سندھ کے دو شخص ایک یزید بن عرار دوسرے (۱۲۲ تا ۱۲۵) عمرو بن محمد قاسم مدعی ہوئے خلافت سے عمرو بن محمد کا تقرر ہوا جسنے کچھ فتوحات حاصل کیے رعایائے سندھ اس سے راضی رہی۔ مگر خلافت کے حکم سے ۱۲۵ھ ۷۴۲ء مین معزول ہوا۔

ولید[1] بن یزید بن عبد الملک کی خلافت

۱۲۵ تا ۱۲۶ھ
۷۴۲ تا ۷۴۳ء

یزید بن عرار (۱۲۵ تا ۱۳۰ھ) خلیفہ ولید بن یزید بن عمر کا طرفدار تھا لہذا سندھ کی حکومت اسے دی اسکے وقت

---

[1] اسکی بداعتدالیون سے تنگ آکر لوگون نے بلوہ کر دیا اور اسی کے محل کے اندر گھسکر قتل کر ڈالا۔

شامین عربی زبان نے بہت ترقی کی۔ اِسکے عہد حملے ہندستان پر کیے اور ہر حملے مین کامیاب و بامراد رہا۔

یزید بن ولید اور ابراہیم بن ولید کی خلافت

سنہ ۱۲۶ھ و سنہ ۱۲۷ھ — ۷۴۴ء

اِن دونون خلیفون نے یزید کو بدستور والی سندھ رکھا۔

عہد مروان[۱] بن محمد

سنہ ۱۲۷ھ–۱۳۲ھ — ۷۴۴ء–۷۴۹ء

اِس نے بھی یزید ہی کو بحال رکھا مگر خود یزید کے ایک عزیز منصور بن جمہور نے جو خلافت سے باغی ہوکر سندھ مین پناہ گزین ہوا تھا اسے شکست دیکر سنہ ۱۳۰ھ مین دیوار مین چنوا دیا۔ منصور بن جمہور۔ اب خلافت اسقدر کمزور ہو گئی تھی کہ منصور کا کچھ نہ بگاڑ سکی اور یہ بہ خود سر حکومت کرنے لگا سلطنت بنی اُمیہ کا رقبہ افریقہ کا کل شمالی حصہ ایشیا مین شام اور ایشیائے کوچک سے لیکر پنجاب اور چین تک۔ یورپ مین فرانس اور اطالیہ کا حصہ زیرین اندلس کا سارا ملک اور تمام جزائر بحر روم۔ اِس عہد کا لباس سر پر ٹوپی اور اُس پر عمامہ انگلے مین گھٹنون کے نیچے تک کرتا اسپر صدری اور پھر اُسپر عبا۔ ٹانگون مین پاجاما سر پاتہ بندھا عورتین اِس زمانہ مین گھونگھٹ نکال کے باہر نہین کرا اور گھوڑون پر سوار ہوکر بازار کی سیر اور

حاشیہ: سلطنت بنی اُمیہ ۱۳۲ھ — ۷۴۹ء۔ وسعت اِس عہد کا لباس و وضع

[۱] اِسے مروان الحمار بھی کہتے ہین اور یہ بنی اُمیہ کا آخری خلیفہ تھا۔ اِسکے عہد مین سازشون کا بازار گرم ہوا۔ اور بہ کار بنی عباس کا بیا ابو مسلم خراسانی نمودار ہوا۔ اور بنی اُمیہ کو پے در پے شکستین ہونے لگین سنہ ۱۳۲ھ مین زود شکست کھا کر بھاگا اور گرفتار کرکے قتل کیا گیا اور سارے بنی اُمیہ اور بوڑھے جوان بچے تلوار کے گھاٹ اُتار دیئے گئے اور جب کوئی باقی نہ رہا تو قبرین کھود کر لاشین نکالی گئین[illegible]

خرید و فروخت کرتین اور مردونکے ساتھ جماعت نمازین شریک ہوتین۔

آخر تک جہاد مین لشکر حضرت صدیق اکبر کی ہدایتون پر عمل کرتے یعنی پھلدار اور سایہ رکھنے والے درخت نہ کاٹتے۔ اور کھیتیان پامال نہ کرتے بچے عورتین بوڑھے بچے اور بیمار قتل سے مستثنیٰ ہوتے۔ ابتدا مین سرداران فوج ہی دینی امور کے ذمہ دار تھے۔ بعد ازان والی خراج و فوج اور قاضی و محتسب جداجدا مقرر ہونے لگے۔ میدان جنگ مین معمول تھا کہ کوئی حریف کسی تنہا سردار یا سپاہی کو مقابلہ پر بلاتا تو وہ بلا تامل جاکے مقابلہ کرتا۔ ادنی و اعلی سب قانون شرع کے پابند تھے۔ اور ایک ادنی سپاہی کے عہد و پیمان کی پابندی بڑے سے بڑے سردار کو کرنا پڑتی۔ اگر کوئی شخص مرافعہ (اپیل) کرتا تو اسکا فیصلہ مجلس شوریٰ مین ہوتا۔ اہل ہنود کے مقدمات انھین کے پرہتون وغیرہ کے ذریعہ سے بصورت پنچایت فیصل ہوتے۔ مقدمات کے واسطے آج کل کی طرح کوئی اسٹامپ یا خرچہ نہ لیا جاتا۔ ہندو رعایا جزیہ ادا کرنیکے بعد اپنے مذہبی رسوم بے روک ٹوک ادا کرتی۔ اور اُسکے جان و مال کی حفاظت سلطنت کے ذمہ ہوتی۔ جزیہ کی رقم والی اپنی مرضی سے تشخیص کرتا اور وہ اکثر بہت قلیل ہوتی۔

اسلامی حکومت سے قبل جو معاش رعایا کی مقرر ہوتی وہ اسلامی حکومت مین بھی بدستور ادا کیجاتی۔ اراضی کا لگان آبپاشی شدہ زمین سے ½ اور غیر آبپاشی شدہ زمین سے ⅓ لیا جاتا اور جس صوبہ سے وصول کیا جاتا اُسی مین خرچ کیا جاتا اگر کچھ بچ رہتا تو خزانہ خلافت مین داخل کر لیا جاتا۔ سونے کے سکے کو اس زمانہ مین دینار اور چاندی کے

سکے کو درھم کہتے تھے۔

اس عہد کے مسلمان بہت زیادہ سرخ و سفید رنگ اور قوی الجثہ ہوتے۔ انکے ہاتھ پاؤن مضبوط اور سینے کشادہ ہوتے اور صورت ایسی رعب دار ہوتی کہ دشمن کا کلیجہ صورت دیکھتے ہی لرزنے لگتا۔ انکی خوراک خرما گیہون کی روٹی چاول اور دیگر زمین کی پیداوار اور جملہ اقسام کے گوشت اور میوہ ہوتے مقدار خوراک کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ خلیفہ سلیمان بن عبد الملک نے ایک دعوت مین بیس چپاتیان چھ مرغیان ایک مسلم دنبہ کا گوشت اور ایک سو ستر انار کھلائے تھے۔

خلافت عباسیہ

سنہ ۱۳۲-۶۵۶ھ
۷۴۹-۱۲۵۸ء

ابوالعباس سفاح کی خلافت

سنہ ۱۳۲-۱۳۶ھ
۷۵۰-۷۵۴ء

سنہ ۱۳۲ھ مین خلافت خاندان بنی اُمیہ سے منتقل ہو کر خاندان عباسیہ مین آئی اور ابوالعباس اسکا پہلا خلیفہ ہوا۔ اسکا نائب ابو مسلم خراسانی تھا جسنے مغلس عبدی کو ایک فوج کے ساتھ سندھ کا والی مقرر کرکے روانہ کیا مگر اس کو شکست ہوئی۔

موسیٰ بن کعب تمیمی۔ اب ابو مسلم نے موسیٰ کو بیس ہزار فوج کیساتھ سندھ کا والی مقرر کرکے روانہ کیا جس نے سنہ ۱۳۴ھ مین منصور کو شکست دی اور خود حکومت کرنے لگا۔
۱۳۴-۱۴۰ھ

لہ انکا سلسلہ نسب حضرت محمد صلعم کے چچا حضرت عباس سے اسطرح ملتا ہے کہ عبد اللہ ابو العباس بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب

ابوجعفر منصور کی خلافت

۱۳۶-۱۵۸ھ
۷۵۴-۷۷۵ء

عینیہ بن موسیٰ ۔ موسیٰ سنہ ۱۴۱ھ ۷۵۸ء مین اپنے بیٹے عینیہ کو اپنا نائب بنا کے بغداد چلا گیا۔ (۱۴۱ تا ۱۴۲ھ) اور وہان چند روز رہکر رہ نورد عالم بالا ہوا۔ خلافت نے عینیہ بن موسیٰ ہی کو سندھ کا حکمران منظور کر لیا جس سے رعایائے سندھ عام طور پر ناراض ہوگئی اور اس پر بغاوت کا الزام قائم کیا۔ خلافت کی جانب سے عمر بن حفص اسکی سرکوبی پر متعین ہوا جس نے سنہ ۱۴۲ھ ۷۵۹ء مین اُسے شکست دی اور خود حکمرانی مین مصروف ہو گیا۔

عمر بن حفص ۔ (۱۴۲ تا ۱۵۱ھ) یہ علویون کا طرفدار تھا اسکے وقت مین عبداللہ اشتر خلافت سے بھاگ کے سندھ مین پناہ گزین ہوئے اور یہان بہت سے اپنے ہم خیال بنا لیے۔ جب یہ خبر خلیفہ ابوجعفر منصور کو معلوم ہوئی تو سنہ ۱۵۱ھ ۷۶۸ء مین اسے سندھ سے ہٹا کے افریقہ بھیجدیا۔

ہشام بن عمرو تغلبی ۔ (۱۵۱ تا ۱۵۷ھ) ابوجعفر منصور نے اس کا تقرر بجائے عمر کے کیا اور عبداللہ اشتر کے گرفتار کرنے کی تاکید کی یہ بھی علویون کا طرفدار تھا لہذا چند روز تک عبداللہ اشتر کو کوئی ضرر نہین پہونچا مگر چند روز بعد اسکے بھائی سفیح نے باوجود بھائی اور اپنی فوج کی مخالفت کے عبداللہ اشتر کو شہید کر ڈالا۔ ہشام نے کشمیر کو فتح کیا اور ملتان جو باغی ہو گیا تھا اُسے پھر مطیع بنایا۔ سنہ ۱۵۷ھ ۷۷۴ء مین اسے وطن کی پھر یاد آئی اور بغداد پہونچکر انتقال کیا۔

معبد بن خلیل تمیمی ۔ بجائے ہشام کے منصور کے حکم سے والی مقرر ہوا
۱۵۰ تا ۱۵۹ء

خلیفہ مہدی کی حکومت

۱۵۸-۱۶۹ھ

معبد چندہی روز حکومت کرنے پایا تھا کہ ۱۵۹ھ مین داعی اجل کو لبیک کہی۔

روح بن حاتم۔ خلیفہ مہدی نے اُسے سندھ کا والی مقرر کیا مگر جاٹون کی فساد کی وجہ سے چندہی روز بعد معزول کردیا اور بسطام کو مقرر کیا۔

بسطام بن عمر۔ پورا تسلط بھی نہ کرنے پایا تھا کہ خلیفہ مہدی نے پھر روح کو مقرر کیا

روح بن حاتم دوبارہ۔ ۱۶۱ھ مین پھر معزول ہوا اور اسکے بجائے نصر مقرر ہوا۔

نصر بن محمد۔ نصر سندھ مین پہونچا ہی تھا کہ اسکے بجائے عبد الملک بن شہاب کا تقرر ہوا۔

عبد الملک بن شہاب سمعی۔ اسکا تقرر ۱۶۱ھ مین ہوا اور ورود سندھ کے سترھوین دن معزول ہوا۔

نصر بن محمد دوبارہ۔ عبد الملک کی جگہ اسکا تقرر دوبارہ عمل مین آیا۔ مگر سندھ تک آنے بھی نہ پایا تھا کہ موقوفی کا پروانہ ملا۔

زبیر بن عباس۔ نصر کے بجائے اس کا تقرر ہوا مگر اُس نے بغداد ہی سے حکومت کرنا چاہی خلیفہ مہدی کو یہ گوارا نہ ہوا کہ اس قدر دور و دراز سے حکومت کی جاوے لہذا معزول کردیا۔

مصبح بن عمرو تغلبی۔ اب سندھ کی حکومت مصبح کے ہاتھ مین آئی اسکے

وقت میں یمانی و نزاری[۱] کا جھگڑا شروع ہوا جسمیں بہت سے عربی قبائل کٹ مرے یہ خبر جب خلیفہ کے گوش گزار ہوئی تو اُسنے اُسے بھی معزول کر دیا۔

لیث بن طریف۔ مسیح کی معزولی کے بعد خلیفہ مہدی نے لیث اپنے غلام کا تقرر حکومت سندھ پر کیا جو اپنی خوش نصیبی سے مہدی کی خلافت ختم ہونیکے بعد بھی سندھ کا حاکم رہا۔ اسکے وقت میں جاٹون نے شور و ہنگامہ مچایا مگر لیث نے فوج طلب کرکے ان کو شکست دی۔

موسٰی ہادی کی خلافت

سنہ ۱۶۹-۱۷۰ھ
۷۸۵-۸۶ء

اس خلیفہ کی مدت حکومت اسقدر کم تھی کہ ارض سندھ کی طرف توجہ ہی نہ کر سکا اور لیث بے کھٹکے حکومت کرتا رہا۔

ہارون الرشید اعظم کی خلافت

سنہ ۱۷۰-۱۹۳ھ
۷۸۶-۸۰۸ء

[۱] قبائل اوس و حمیر جو قحطان کی نسل سے تھے یمانی کہلاتے تھے اور انھیں میں مدینے کے انصاری بھی شامل تھے اسکے علاوہ مکہ معظمہ اور دیگر مقامات عرب کے قبائل جو حضرت اسمٰعیل کی نسل سے تھے نزاری و عدنانی کہلاتے۔ وصل خزاعی مشہور شاعر بنی عدنان نے ایک قصیدہ بنی یمانیون پر حملہ کرکے ان قبائل کو اس طرح لڑا دیا کہ ہر جگہ دنیا میں جہان جہان عرب آباد تھے تلوارین چل گئی ۹۳ اسکے عہد میں اسلامی معاشرت میں ایرانی معاشرت شامل ہوئی اور ہر قسم کے علوم و فنون عربی ادب میں شامل کئے گئے۔ اسکے دربار کی شان کسریٰ و پرویز سے بھی بڑھی ہوی تھی اسکی آمدنی ایک پدم چالیس کروڑ روپیہ کے قریب تھی رہ گذر پر کنوئین تالاب و سرائین بنوائین۔ اور اسکی بیوی زبیدہ نے بھی مہمان خانے اور نہرین بنائین ڈاک کا انتظام اسکے عہد میں ہوا۔

سالم یونسی ۔ ۱۸۴ھ میں خلیفہ ہارون الرشید نے لیث کو معزول کر کے سالم کو والی سندھ مقرر کیا جس نے چار سال تک نیک نامی کے ساتھ حکومت کی۔

اسحٰق بن سلیمان ہاشمی ۔ ۱۸۴ھ میں والی سندھ مقرر ہوا اگرچہ چند ہی روز تک حکومت کرنے پایا تھا کہ موت نے آگھیرا۔ اِسنے مرتے وقت اپنے بیٹے کو اپنا جانشین کیا۔

یوسف بن اسحٰق۔ اِسکا طرز انتظام ہارون کو ناپسند ہوا لہذا معزول کر دیا۔

طیفور بن عبداللہ۔ اِسکے وقت میں نزاری و یمانی کے تعصب نے اسقدر زور پکڑا کہ لوگوں نے احکام خلافت کو بالکل بالائے طاق رکھدیا خلیفہ نے یہ حال سنا تو اُسے معزول کر دیا اور اسکے بجائے جابر کا تقرر عمل میں آیا۔

جابر بن اشعث طائی۔ جابر نے تھوڑے ہی دنوں حکومت کی تھی کہ خلیفہ نے سعید کو والی سندھ کیا۔

سعید بن مسلم بن قتیبہ۔ سعید ایک آرام طلب شخص تھا اس نے اپنے بجائے اپنے بھائی کثیر بن مسلم کو اپنا نائب بنا کر بھیجا مگر سندھ پہونچکر اُس سے کچھ ایسی بد اخلاقیاں ظہور میں آئیں کہ خلیفہ نے اُسے بھی معزول کر دیا۔

عیسیٰ بن جعفر بن منصور۔ اب ہارون نے عیسیٰ اپنے چچازاد بھائی کو سندھ کے سیاہ و سفید کا مالک کیا۔

محمد بن عدی۔ عیسیٰ نے اپنی طرف سے محمد بن عدی کو اپنا نائب مقرر کر کے سندھ کو روانہ کیا جس نے یہاں آکر ایسی کارروائیاں کیں کہ باہمی تعصبات کی پھر آگ بھڑک

اُٹھی اور عام ناراضی پھیل گئی۔ ملتان والون نے اسے سخت شکست دی اور یہ بھاگ کر بغداد پہونچا۔

ہارون الرشید نے جب یہ حال سُنا تو حکومت سندھ اپنے ہاتھ مین لے لی اور عبد الرحمن کو اپنی طرف سے مامور کیا۔

عبد الرحمن۔ عبد الرحمن سے انتظام نہ سنبھل سکا تو ایوب بن جعفر کو مقرر کیا۔

ایوب بن جعفر بن سلیمان۔ یہ بھی کچھ انتظام نہ کرسکا تو رشید نے داؤد کو ۱۸۴ھ مین مقرر کیا۔

داؤد بن یزید بن حاتم مہلبی۔ داؤد نے اپنے بھائی مغیرہ کو نائب کرکے سندھ روانہ کیا۔

مغیرہ۔ مغیرہ نے نزاریون کو جو یمانیون پر ظلم کررہے تھے دبانا چاہا مگر نزاری جن کی قوت بہت بڑھی تھی کب دبنے والے تھے مقابلہ کو تیار ہو گئے اور مغیرہ کو شکست دی جب یہ خبر داؤد کو ملی تو سندھ کی طرف آگ بگولا ہوکر لپکا سندھ پہونچکر نزاریون کو شکست دی مگر نزاری اپنے فتنہ و فساد سے باز نہ آئے۔ لہذا داؤد نے اُنکا قتل عام شروع کیا اور وہ شہر اور قصبہ اور محلے جہان جہان نزاری آباد تھے کھنڈ واڑا لے۔ اسکے بعد اسنے بہت امن سے حکومت کی۔ اس زمانے مین ہندوستان کے بڑے بڑے راجہ حکومت سندھ کا لوہا مانے ہوئے تھے اور ہارون الرشید کی خدمت مین سالانہ تحفہ و تحائف ارسال کرتے رہتے تھے۔

محمد امین کی خلافت

۱۹۳-۱۹۸ھ
۸۰۹-۸۱۳ء

خلیفہ محمد امین اپنی عیش و عشرت اور خانہ جنگیوں کی وجہ سے سندھ کی طرف توجہ نہ کر سکا۔

مامون کی خلافت [1]

۱۹۶-۲۱۸ھ
۸۱۱-۸۳۳ء

چونکہ داؤد نے اتنی مدت مین سندھ کا انتظام بہت اچھا کیا تھا لہذا مامون نے بھی اُسے بحال رکھنا مناسب سمجھا یہانتک کہ ۲۰۵ھ آیا اور ملک الموت نے اُسے جام فنا پلا دیا۔

بشیر بن داؤد۔ مامون نے داؤد کے مرنے پر اُسکے بیٹے بشیر کو سندھ کا حکمران بنایا۔ بشیر نے کچھ ایسی فضول خرچی کی کہ سرکاری رقم بھی داخل خزانہ نہ کر سکا اور دشمنون نے مامون سے یہ آگ لگائی کہ وہ باغی ہو گیا ہے۔ مامون نے سندھ کی حکومت پر حاجب بن صالح کا تقرر کیا۔

حاجب بن صالح۔ اسنے مکران پہونچکر خلیفہ کو غلط اطلاع دی کہ بشیر نے بیعت توڑ دی ہے اور لڑائی پر آمادہ ہے اور اس سے اسکا مطلب یہ تھا کہ بشیر کو لوٹنے مارنیکا موقع ملے۔

غسان بن عباد۔ مامون نے اس درخواست پر حاجب کو واپسی کا حکم دیا اور اسکے بجائے بہت سی فوج غسان کے ہمراہ کر کے ہدایت کی کہ بشیر کو گرفتار کر کے وہان کا حاکم موسیٰ کو مقرر کر دو اور واپس آؤ۔ مگر بشیر سے یہان بالکل بغاوت نہ ظاہر ہوئی اور اس نے بموجب حکم خلافت فوراً موسیٰ کو چارج دیدیا۔ غسان ۲۱۶ھ/۸۳۱ء مین سندھ کا انتظام کر کے واپس گیا۔

موسیٰ بن یحییٰ۔ موسیٰ نے جو سب سے پہلا کام کیا وہ یہ تھا کہ راجہ بالا کو گرفتار کر کے قتل کیا اور وجہ یہ تھی کہ راجہ بالا باوجودیکہ حکومت اسلام کا مطیع تھا مگر اسے سوئمبر جنگ کا شوق ہوا۔

[1] بڑا علم دوست۔ اسکے زمانے مین اسلام کی علمی و تہذیبی زندگی کمال کو پہونچ گئی۔

اس غرض کے پورا کرنے کے واسطے اُس نے اطراف کے راجاؤن کو دعوت دی اور غسان کو
بھی خوشامد درآمد سے دعوت مین شریک کرنا چاہا اور مطلب یہ تھا کہ دھوکے ہی دھوکے مین
اس سے بھی اپنی عظمت منوالون اور جو ہندو راجہ شریک ہون اُن پر اپنا اثر ڈالون۔ غسان کو جب
اس جلسہ کا حال معلوم ہوا تو راجہ کی اس بیوقوفی پر ہنسا اور شرکت سے انکار کر دیا۔ موسیٰ کو یہ بات
بہت ناگوار گذری۔ ادھر غسان بغداد گیا اور اُدھر موسیٰ نے اس راجہ کو پکڑوا بلایا۔ راجہ
اپنی جان کے معاوضے مین پانچ لاکھ درہم دیتا تھا مگر موسیٰ نے نہ مانا اور اُسے مار ڈالا۔

اب ملک سندھ کے کئی ٹکڑے ہو گئے تھے۔ اور اکثر حصون پر خاص خاص عربی نژاد
خاندان حکمران ہو گئے تھے اسکے وقت مین ملک سندان کے صوبہ دار فضل بن ماہان نے جو اسکا
ماتحت تھا اپنی حکومت کی سند خلیفہ سے حاصل کرلی اور آزاد ہو گیا بعض مورخین کا بیان
ہے کہ اسی زمانہ مین طاہر ذوالیمینین کی جانب سے جو تمام مشرقی ممالک خلافت کا حاکم
تھا اُسکا بیٹا یہانکا والی مقرر ہوا اور یہی کیفیت بنی سامان کی بھی بیان کی جاتی ہے مگر معتبر
شہادتون سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگون کو کوئی تعلق سندھ سے نہ تھا

سنہ ۸۳۳-۴۱

المعتصم باللہ کی خلافت

سنہ ۲۱۸-۲۲۷ھ
۸۳۳-۸۴۱ء

معتصم کے ابتدائی زمانہ مین بھی موسیٰ ہی حکمران رہا اور حکومت کرتے ہوئے سنہ ۲۲۱ھ ۸۳۶ء
مین رہگزاے عالم جاودانی ہوا۔

۱ اس نے عربی النسل خاندانون کو نافرمان اور کاہل دیکھکر ترکی غلامون کی ایک نئی فوج بھرتی کی اور اس
نئے لشکر کے رہنے کے واسطے شہر سامرہ (سرمن راے) آباد کیا۔

۲۲۳-۲ھ سنہ ۸۳۸ء

عمران بن موسیٰ - موسیٰ نے مرتے وقت اپنے بیٹے عمران کو اپنا جانشین بنایا جسے بعد کو المعتصم باللہ نے بھی والی سندھ تسلیم کرلیا اس نے ایک شہر بیضا کے نام سے آباد کرکے اسکو ایک فوجی مستقر قرار دیا - اور اکثر باشندون کو جو خودسر ہوگئے تھے زیر کیا - قوم میڈ کے لوگ جو خودسر ہوگئے تھے اور احکام خلافت سے سرتابی کرتے تھے ان کو زیر و زبر کیا - جاٹون کو سزائین دین اور چونکہ یہ فرقہ بہت جرائم پیشہ تھا لہذا پہچان کے واسطے حکم دیا کہ وہ لوگ اپنے ہاتھون پر ایک خاص قسم کی مہرین گدوائین اور ایک کتا بھی اپنے ساتھ رکھین اسکے وقت مین پھر وہی یمانیون اور نزاریونکا جھگڑا اُٹھ کھڑا ہوا - اور چونکہ عمران بموجب انصاف یمانیون پر ظلم کا روادار نہ تھا لہذا نزاریون نے عمر بن عبد العزیز ہباری کو اپنا سردار بناکے اسپر حملہ کیا اور اسکا کام تمام کردیا -

۲۳۲ھ سنہ ۸۴۶ء

عنبسہ بن اسحٰق ضبی - عمران کے مارے جانے کی خبر جب معتصم کو پہونچی تو اُس نے فوراً عنبسہ کو والی مقرر کرکے روانہ کیا عنبسہ کے دل پر عمر بن عبد العزیز کا خوف اسقدر غالب تھا کہ اس نے اسکی طرف بالکل توجہ نہ کی اور عمر بن عبد العزیز نے بھی سوائے اطاعت وفرمان برداری کے چارہ نہ دیکھا - ہان دیگر مسلمان سردارون نے جہان جہان سرتابی کی اُن کو بخوبی سزا دی - اسی کے وقت مین معتصم نے اپنے مشہور سپہ سالار افشین کو بابک خرمی کی گرفتاری کے صلے مین ایک بہت بڑی جاگیر سندھ مین مرحمت فرمائی -

الواثق باللہ

سنہ ۲۲۷-۲۳۲ھ
۸۴۲-۸۴۶ء

الواثق باللہ کے عہد مین بھی حکومت عنبسہ ہی کے ہاتھ مین رہی اس نے شہر دیبل کی مرمت کی اور از سر نو آباد کیا اور اس مین ایک جیلخانہ بھی تعمیر کیا۔

المتوکل علی اللہ

سنہ ۲۳۲-۲۴۷ھ
۸۴۶-۸۶۱ء

۲۳۲ھ
۸۴۶ء

ہارون بن خالد مروزی۔ المتوکل نے خلیفہ ہوتے ہی عنبسہ کو معزول کیا اور ہارون کو سندھ کی حکومت مرحمت کی۔ اسکے وقت مین یمانیون اور نزاریون کا جھگڑا اچھلا۔ اور جب اس نے اصلاح کرنا چاہی تو مفسدون نے ۲۴۰ھ ۸۵۴ء مین اسکا کام تمام کردیا۔

عمر بن عبد العزیز ہباری۔ اب نزاریون کے سردار عمر بن عبد العزیز کی قوت بہت بڑھی ہوئی تھی جس نے ہارون کے مارے جاتے ہی دربار خلافت مین اپنے تقرر کی درخواست بہت سے تحف و ہدایا کے ساتھ بھیجی۔ متوکل دیگر ممالک کے فسادون سے جو اُس زمانے مین اُٹھ کھڑے ہوئے تھے اسقدر پریشان تھا کہ عمر بن عبد العزیز کی درخواست فوراً منظور کرلی۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ اب خلافت بغداد مین اتنی قوت ہی نہ تھی کہ ایسے دور و دراز ملک کی طرف توجہ کرے اسکے علاوہ متوکل کے بعد پانچ خلیفہ اس قدر جلد جلد بدلے کہ کسی کو ادھر توجہ کرنیکی نوبت ہی نہ آئی۔ متوکل ۲۴۷ھ ۸۶۱ء مین ترکی غلامون کے ہاتھ سے مارا گیا اور اسکا بیٹا المستنصر باللہ جو قتل کی سازش مین شریک تھا

خلیفہ ہوا مگر پورے سال بھر بھی حکومت نہ کرنے پایا تھا کہ دنیا سے سدھارا اسکے بعد مستعین باللہ خلیفہ ہوا جسے ۲۵۱ھ ۸۶۵ء مین انھین ترک سرداروں نے تخت سے علیحدہ کیا پھر معتز باللہ خلیفہ ہوا اور ۲۵۵ھ ۸۶۹ء مین بڑی ذلت سے قتل کیا گیا۔ تب مہتدی باللہ کے ہاتھ خلافت آئی۔ مگر گیارہ ہی مہینے کے بعد ۲۵۶ھ ۸۷۰ء مین تخت سے علیحدہ کیا گیا اور معتمد علی اللہ خلیفہ ہوا۔ اُس نے دیگر ممالک کے ساتھ سندھ کو بھی تالیف قلوب کے لیے یعقوب بن لیث صفاری کے حوالے کر دیا جسکی طاقت اِن دنون بہت بڑھی ہوئی تھی۔ اور عمر بن عبد العزیز اسکا مطیع ہو کر بدستور حکومت کرتا رہا۔ ۲۶۵ھ ۸۷۹ء مین یعقوب کے بجائے عمر بن لیث صفاری حکمران ہوا۔ اور عمر بن عبد العزیز نے اسکی بھی اطاعت قبول کی۔ مگر اب اُسکی حکومت صرف منصورہ ہی کے علاقے مین محدود تھی جس مین تقریباً تین لاکھ گاؤن تھے۔ اب سندھ کے اور حصون ملتان اور سندان وغیرہ پر مسلمانون کے دوسرے خاندان حکمران تھے۔

عبد اللہ بن عمر ہباری۔ عمر کے مرنے پر اس کا بیٹا عبد اللہ غالباً ۲۷۰ھ ۸۸۳ء مین یا اسکے کچھ پہلے سندھ کا حاکم ہوا۔ اسکے وقت مین صفاری خاندان بھی کمزور ہو کر ۲۸۹ھ مطابق ۹۰۲ء مین احمد معتضد باللہ کے مرتے ہی جو المعتمد کے بعد ۲۷۹ھ ۸۹۲ء سے ۲۸۹ھ تک خلیفہ رہا تھا تباہ ہو گیا اور خاندان ہباری کا حاکم منصورہ عبد اللہ بن عمر ہباری خود مختار ہندو راجاؤن کے مانند حکومت کرنے لگا۔ لیکن مسجدون مین البتہ خلیفہ بغداد المکتفی باللہ[1] اور جعفر

[1] ۲۸۹ھ ۹۰۱ء سے ۲۹۵ھ ۹۰۷ء تک خلیفہ رہکر راہگزائے عالم جاودانی ہوا۔

جعفر المقتدر[1] المعتز کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ عبداللہ نے چوتھی صدی ہجری کے شروع میں انتقال کیا
عمر بن عبداللہ ہباری۔ عمر اپنے باپ کی وفات پر غالباً سنہ ۳۰۲ھ ۹۱۴ء میں اسکا جانشین ہوا
اسکے بعد سے بالکل پتہ نہیں چلتا کہ کون حاکم ہوا۔ اور اسکا کیا نام تھا۔ اور اس نے
کب تک حکومت کی۔ ہاں سنہ ۳۶۰ھ ۹۷۰ء میں پتہ چلتا ہے کہ ہباری ہی خاندان کی یہاں
حکومت تھی لیکن اب خلیفہ بغداد المطیع للہ کے نام کے بعد یہاں کی مسجدوں میں عضد الدولہ
دیلمی کا نام بھی خطبہ میں لیا جاتا تھا۔ سنہ ۳۷۵ھ ۹۸۵ء میں علامہ مقدسی کے بیان سے جنہوں نے
خود یہاں کا سفر کیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ منصورہ میں اسلام کو رونق ہے علم اور اہل علم کی کثرت
ہے شریعت کی پابندی کیجاتی ہے خطبہ خلیفہ بغداد عبدالکریم الطائع للہ کے نام کا
پڑھا جاتا ہے اور ہباری خاندان حکمران ہے۔

مُلتان

اس زمانہ میں سندھ کا وہ کل رقبہ جو خلافت بغداد کے زیرنگین تھا مختصر چھوٹی چھوٹی
ریاستوں میں منقسم ہو گیا تھا۔ اور جہاں جو حاکم تھا آزاد و خود مختار تھا۔ سب سے پہلے مامون ہی کے
عہد میں اسکی اجازت سے فضل بن ماہان نے علاقہ سندان کی سند آزادی حاصل کر لی تھی
پھر اسکے بعد سے برابر ہوتا رہا کہ جس حاکم کو موقع ملتا خلافت عباسیہ سے براہ راست
اجازت لیکر سندھ کی حکومت سے آزاد ہو جاتا۔ حاکم ملتان جو قریشی النسل ہونیکا دعویدار تھا

---

[1] المکتفی کے بعد تیرہ سال کی عمر میں خلیفہ ہوا مگر تھوڑے دنوں کے بعد سنہ ۲۹۶ھ میں تخت سے اتارا گیا اور اسکی جگہ المعتز کو دی گئی یہ بنی عباس کا نامور شاعر اور عربی ادب کا بہترین جاننے والا تھا مگر چند ہی گھنٹے تخت خلافت پر متمکن ہوا تھا کہ انھیں کے غلاموں نے بزور تخت سے اتار کر پھر المقتدر کو خلیفہ بنایا (بقیہ صفحہ ۳۶)

امیر داؤد بن ولید یمانی کی نسل سے تھا۔ اسکو محمد بن قاسم نے ملتان کی فتح کے بعد ملتان کا حاکم بنایا تھا اور اسکی اولاد ابتک نسلاً بعد نسلاً ملتان کی حکومت اور حاکم سندھ کی اطاعت کرتی چلی آئی تھی۔ یہ خاندان المتوکل علی اللہ کے عہد مین آزاد ہوگیا۔ چنانچہ ۳۰۳ھ؁ ۹۱۵ء؁ مین جو شخص یہان کا آزاد حکمران تھا اِسکا نام ابو اللباب المنبہ بن احمد قرشی شامی تھا۔ اسکی قلمرو مین ایک لاکھ بیس ہزار گاؤن اور قصبہ تھے۔ اور اسکی سرحد شمال کی طرف خراسان سے اور جنوب کی طرف منصورہ کے علاقہ سے ملی ہوئی تھی۔ ۳۷۵ھ؁ ۹۸۵ء؁ تک پتہ چلتا ہی کہ ملتان اور دیگر چھوٹی چھوٹی اسلامی ریاستون مین خطبہ خلیفہ بغداد ہی کے نام کا پڑھا جاتا تھا۔ اور حاکم سُنی المذہب تھے مگر اس زمانہ مین اسمعیلی شیعون کی یہان کثرت ہوگئی تھی۔

۳۷۵ھ؁[۹۱] مین علامہ مقدسی کے بیان سے معلوم ہوتا ہی کہ ملتان کے حاکم نے ملاحدہ[۹۲]

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵) جو ۳۱۲ھ؁ تک خلیفہ رہا۔ مگر اس سال پھر مفسدون نے زور کیا۔ اور اُسے تخت سے اُتار کے القاہر باللہ کو خلیفہ کیا مگر چند ہی روز بعد ارکان دولت اِس سے ناراض ہوگئے اور پھر المقتدر باللہ کو خلیفہ بنایا اور اِس مرتبہ ۳۲۰ھ؁ مین اسے قتل کرکے تخت خلافت کو خالی کیا۔

۹۱ معلوم ہوتا ہی کہ ۲۵۸ھ؁ اور ۲۷۵ھ؁ کے درمیان مین ملاحدہ نے زیادہ قوت پیدا کرلی۔ اور لاہور کے راجہ اور دیگر ہندو سردارونکی مدد سے ملتان کے قریشی النسل فرمان رواؤنکو نکال باہر کیا۔ اور خود قابض ہوگئے۔ اِسکا ثبوت فرشتہ کے اِس بیان سے بھی ملتا ہے کہ "راجہ لاہور نے راجہ بھاطنہ سے مشورہ کرکے شیخ حمید کو افغانون کے گروہ سے طلب کرکے ملتان کا امیر بنایا۔ اور شیخ حمید نے راجہ جے پال کی شکست کے بعد ۳۷۷ھ؁ مین سبکتگین کی اطاعت قبول کرلی۔ اُسکے بعد اُس کا بیٹا شیخ نصیر ہوا۔ جس کا بیٹا شیخ ابو الفتح محمود غزنوی کے وقت مین حاکم ملتان تھا۔

۹۲ مسلمانون مین شیعہ و سنی کی تفریق کا آغاز حضور سرور عالم محمد رسول اللہ صلعم کی وفات کے وقت سے ہوا جبکہ ایک گروہ نے دعویٰ کیا کہ پہلے تین خلیفہ غاصب تھے۔ خلافت دراصل حضرت علی کا حق تھی۔ جنکے لیے حضور رسالت جانشینی کی وصیت فرما گئے تھے۔ یہ لوگ خلیفہ کے لفظ کو چھوڑ کر نائبین و جانشینان رسول اکرم کے لیے امام کا لقب استعمال کرتے ہین یہی لوگ شیعیان علی یا شیعہ ہین۔

کی پیروی اختیار کرلی تھی۔ اور وہ خلافت مصر کا مطیع تھا۔ چنانچہ مصر ہی کے احکام پر عملدرآمد کرتا تھا اور سکہ بھی مصر کے سکہ کے موافق بنوایا تھا۔ غرض ملاحدہ کا یہان زور تھا

بعدازان ہر امام کی وفات کے بعد اِن لوگون مین اختلافات ہوتے رہے اور ہر امام کے ہر فرزند نے دعویٰ امامت ضرور کیا۔ حضرت علی کے صاحبزادے محمد بن حنفیہ نے اُنکے بیٹے ہاشم نے حضرت امام علی زین العابدین کے صاحبزادے زید بن علی نے اُنکے فرزند یحیٰی ابن زید نے اور اسکے بعد ہر امام کے فرزندون نے انکی وفات پر دعویٰ امامت کیا مگر اِن سب کا گروہ انکے پیرو انکی زندگی تک زور و شور پر رہا اور انکے فنا ہونے پر ختم ہوگیا۔ مگر جعفر صادق کے بعد شیعیان اثنا عشری نے تو موسیٰ کاظم کو امام تسلیم کیا۔ مگر ایک گروہ بعد کے زمانے مین اُنکے بڑے بیٹے اسمٰعیل کی امامت کا دعویدار ہوا جنھون نے پدر بزرگوار کی زندگی ہی مین سفر آخرت کیا تھا۔ اِن لوگون نے بعدازان سلسلہ امامت کو اسمٰعیل بن جعفر صادق کی اولاد مین جاری رکھا۔ اور موسیٰ کاظم اور ان کی اولاد سے علٰحدہ ہو گئے۔ آخر کار ۲۹۶ھ ۹۰۸ء مین عبیداللہ مہدی نے افریقہ مین تاج و تخت حاصل کر کے اِس فرقہ کو بڑی قوت دیدی۔ اِس نے اپنے آپ کو اسمٰعیل بن جعفر صادق کی نسل مین بتایا اور خود اپنے امام صاحب العصر ہونیکا دعویٰ کیا۔ یہ سلطنت افریقہ مصر شام و عرب پر قابض ہوگئی۔ اور جہانتک اسکی حکومت تھی اسماعیلیت کا دور دورہ تھا۔ اِس فاطمی دولت کی بدولت اسماعیلی امامون کا سلسلہ ۵۶۷ھ ۱۱۷۱ء تک جاری رہا۔ جب کہ سلطان صلاح الدین نے آخری اسماعیلی امام العاضد کے مرتے ہی مصر و مغرب مین عباسی خطبہ پڑھوا دیا۔ اور اسماعیلیون کا استیصال شروع ہوگیا۔ ان لوگون کا یہ اعتقاد ہے کہ امامت دنیا مین کبھی ظاہر ہوتی ہے اور کبھی مخفی رہتی ہے۔ چنانچہ وفات سرور عالم سے حضرت علیؓ کی جانشینی تک مخفی رہی۔ اُسوقت سے اسمٰعیل بن جعفر صادق کی وفات تک ظاہر رہی۔ انکی وفات کے ساتھ مخفی ہوگئی تو مدت کے بعد جب عبیداللہ مہدی کے وقت مین آشکارا ہوئی تو مدت تک برابر ظاہر رہی یہانتک کہ ۵۶۷ھ ۱۱۷۱ء مین العاضد کی وفات کے ساتھ پوشیدہ ہوگئی اور اسوقت سے آج تک مخفی ہے امام برابر ہوتے ہین مگر دنیا والے ان کو نہین جانتے۔ یہ خالص اسماعیلی تھے۔ مگر انھین فاطمی خلفا یا ائمہ اسماعیلیہ مین سے المستنصر باللہ کے عہد مین جو ۴۲۷ھ ۱۰۳۵ء سے ۴۸۷ھ ۱۰۹۴ء

اسکے بعد سے بالکل پتہ نہین چلتا کہ کیا واقعات پیش آئے اور کس طرح ملتان کیا بلکہ سارا سندھ فرقہ ملاحدہ کا پیرو ہو گیا۔ کیونکہ ۳۹۶ھ (۱۰۰۶ء) مین جب سلطان محمود نے ملتان پر حملہ کیا ہے تو سارا سندھ قرامطہ یا اسماعیلیون سے بھرا ہوا تھا۔ اور اسوقت ملتان پر ابو الفتح حکومت کر رہا تھا جو اپنے ملحدانہ مذہب سے تائب ہو کر سلطان محمود کا

تک حکمران رہا حسن بن صباح آکے اُسکا پیرو ہوا۔ ملاقات مین حسن نے اس سے پوچھا کہ آپکے بعد امام کون ہو گا۔ مستنصر نے اپنے بڑے بیٹے نزار کا نام لیا۔ حسن بن صباح کے جانیکے بعد جب مستنصر باللہ مرا تو وزیر افضل کی کوشش سے نزار سلطنت سے محروم ہو گیا اور المستنصر کے دوسرے بیٹے ابو القاسم احمد نے المستعلی کے لقب سے وارث حکومت و امامت ہو کر بڑے بھائی نزار کو ایک دیوار مین زندہ چنوا کر مار ڈالا نتیجہ یہ ہوا کہ مصر مین اور مصری اسماعیلیون کے اعتقاد مین تو امامت المستنصر سے المستعلی پر اور اسکے بعد اسکے جانشینون پر منتقل ہوئی۔ مگر حسن بن صباح نے مستعلی کو امام جائز نہ مانا اور یہی کہتا رہا کہ مستنصر کے بعد امامت نزار بن مستنصر کا حق ہے۔ یہی عقیدہ خراسان و فارس کے اسماعیلیون کا رہا جو حسن بن صباح کے پیرو تھے یہانتک کہ حسن بن صباح کے بعد اسکی گدی پر بیٹھنے والون مین سے چوتھے جانشین علی ذکرۃ السلام نے خود اپنے آپ کو نزار بن مستنصر کی نسل مین شامل کر کے امامت کا دعوی کیا اور لوگون سے بیان کیا کہ نزار بن مستنصر کے ایک صاحبزادے حسن بن صباح کے سامنے ہی الموت مین آکے مقیم ہو گئے تھے وہی نزار کے بعد امام تھے جس روز اُنکے گھر مین بچہ پیدا ہوا اسی روز میرے مورث محمد بن کیا بزرگ کے گھر مین بھی بچہ پیدا ہوا دونون بچے چپکے سے بدل لیے گئے۔ لہذا مین اگرچہ بظاہر محمد کا بیٹا مشہور ہون اور اُسکے آغوش مین پلا ہون مگر اصل مین نزار کے فرزند کا بیٹا فاطمی نژاد ہون۔ لہذا امامت فاطمی کا حقیقی وارث اور اس عہد کا امام واجب الاحترام ہون۔ یون خراسان مین اسماعیلی امامون کا ایک نیا سلسلہ شروع ہوا چند روز بعد اسی علی ذکرۃ السلام نے یہ بھی دعوی کیا کہ میری امامت کے ساتھ ہی بندون پر سے سوا اطاعت امام کے تمام شرعی تکلیفین اُٹھا دی گئین۔ جس کا جو جی چاہے کرے گنہگار نہ ہو گا۔

مطیع ہوا۔ مگر بعد کو سنہ ۱۰۴۷ھ مین جب داؤد بن ابوالفتح نے جو باپ کے مرنے پر جانشین ہوا تھا پھر

اِسی اعتقاد کی وجہ سے مسلمانون نے اِس فرقہ کا نام ملاحدہ رکھدیا۔ یہ بڑے خوفناک لوگ تھے اور اُنھین کے فدائی ساری دنیائے اسلام مین پھیلے ہوئے تھے جو ہر دربار ہر محفل مین چھپے رہتے اور موقع پاتے ہی جسکی نسبت ہدایت ہوتی اُسکو قتل کر ڈالتے۔ اسی طرز عمل کی وجہ سے یہ لوگ باطنی بھی کہلاتے تھے۔ بہرحال اب اسماعیلی، وہ لوگ تھے جو مصر مین تھے اور وہان کے خلفائے فاطمین کو امام مان رہے تھے اور ملاحدہ اور باطنی وہ اسماعیلی تھے جو خراسان مین رہتے اور نزار اور علے ذکرۃ السلام کی نسل کے حکمرانان التموت کو امام برحق خیال کرتے تھے۔ ہندوستان مین پہلے یعنے مصری اسماعیلیون کی زندہ یادگار بوہرے ہین اور دوسرے یعنے ایرانی اسماعیلیون یا باطنیون اور ملاحدہ کی زندہ یادگار خوجے ہین جن کے پیشوا سر آغاخان علی ذکرۃ السلام ہی کے نسل کے اڑتالیسوین امام ہین۔

اب رہے قرامطہ یہ خارجیون اور باغیون کے نمونے کا ایک بالکل نیا گروہ تھا۔ سنہ ۲۷۸ھ مین ایک نہایت ہی دیندار اور متقی و پرہیزگار شخص نے اطراف کوفہ مین لوگون کو اپنا معتقد بنانا شروع کیا۔ ایک دن سر راہ بیمار پڑا تھا اِسکے ایک عقیدتمند پیرو کے بیٹے نے ثواب سمجھکر قرمیطہ نام ایک بیل والے سے کہا کہ انھین اپنے بیل پر ڈال کے میرے گھر پر پہونچا دو جسکی وجہ سے وہ قرمطی یعنے قرمیطہ والا مشہور ہو گیا۔ چند روز مین لوگون کو اپنا گرویدہ بناکے اِس شخص نے نئے نئے اور عجیب و غریب عقائد و خیالات بتانا شروع کیے کبھی اپنے آپ کو علیلی کہتا اور کبھی حکمتہ اللہ اپنا لقب ظاہر کرتا۔ اسی قدر نہین کبھی مہدی کبھی محمد بن حنفیہ کا بیٹا کبھی جبرئیل بن جاتا۔ چند روز کے اندر اعتقادات کے ساتھ روزے نماز اور اذان ہر چیز مین اِس نے ترمیمین کر دین۔ یہان تک کہ اِس پر نئی سورتین بھی اترنے لگین سنہ ۲۸۱ھ مین ایک اِس سے اور بھی زیادہ مکار شخص بحرین مین نمودار ہوا جسکی شان یہ تھی کہ امام مہدی کا قاصد بنکر آتا۔ بتاتا کہ وہ ظہور کے لیے تیار ہین اونٹ کسا کھڑا ہے۔ روانگی مین فقط اِس بات کا انتظار ہے کہ اپنے خیر مقدم کے لیے مسلمانون کا ذوق و شوق دیکھ لین۔ وہ باربار آکے لوگون کو بہکاتا۔ اور امام کے نام سے بے انتہا دولت تحصیل کر کے غائب ہو جاتا۔ اِس کی طرف

ملاحدہ کا مذہب اختیار کیا۔ تو سلطان محمود نے دوبارہ حملہ کرکے داؤد کو گرفتار کیا اور قید کرکے

لوگونکی گرویدگی اسقدر بڑھی ہوئی تھی کہ اپنی بہو بیٹیون تک کو خود لیجا کر اسکے پاس سُلا دیتے۔ اِس فتنے کی خبر حکمرانان دولت عباسیہ کو ہوئی تو اِستیصال کے درپے ہوئے۔ اب اِن لوگون نے جو قرامطہ کہلاتے تھے جوش وخروش سے مقابلہ شروع کیا۔ اور ابوسعید جنابی نے بحرین مین ایسی قوت پیدا کرلی کہ خلافت کے بنائے کچھ نہ بنتا تھا۔

اِس پر طرہ یہ ہوا کہ ذکرویہ بن مہرویہ نام ایک اور شخص القائم بالحق کے لقب سے کوفہ مین ظاہر ہوا وہان کام نہ چلا تو صحرائے عرب کے اندر ایک غیر معلوم جگہ مین تہ خانہ بنا کے اِس مین بہت دنون تک رہا۔ ۲۸۹ھ/۹۰۱ع مین آخر سماوہ کے لوگون نے اِسکے بیٹے یحیےٰ کو اسمٰعیل بن جعفر صادق کا پوتا تسلیم کرکے اِسکے ہاتھ پر بیعت کرلی اور وہ امام صاحب العصر بن گیا اب اِن لوگون نے ہر طرف تاختین شروع کین۔ اور ساری اسلامی دنیا مین ہلچل پڑ گئی۔ یحییٰ کے ایک بھائی صاحب شامہ نے شام کے مسلمانون مین خون کی ندیان بہا دین۔ اور ایسے مظالم کیے جو آجتک نہین سُنے گئے۔ دوسرے بھائی علی نے ۲۹۳ھ/۹۰۶ع مین سارے یمن پر تسلط حاصل کرلیا۔ اِسکے بعد خود ذکرویہ نے خروج کیا۔ مگر خلافت کے بہادر سردارون نے سب باپ بیٹون کا زور توڑ دیا۔

لیکن بحرین مین جنابی نے جو قوت پیدا کرلی تھی کسی طرح نہ ٹوٹ سکی۔ اِسکے بیٹے ابوطاہر نے عراق کو پامال کرنا شروع کردیا اور خود بغداد مین تہلکہ پڑ گیا۔ حاجیون کے قافلے لٹنے لگے اور آخر ۳۱۷ھ/۹۲۹ع مین قرمطیون نے مکہ معظمہ پر حملہ کرکے خانہ کعبہ کی بے حرمتی مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا حجر اسود کو کعبہ سے کھود لے گئے۔ غلاف کعبہ کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔ سارے مکہ کو لوٹا اور حرم واہل حرم کی کوئی بے حرمتی اُٹھا نہ رکھی۔

قرمطیون کی یہ پولیٹکل مصلحت تھی کہ بنی عباس کی عداوت مین کبھی کبھی عبیداللہ مہدی بانی دولت اسماعیلیہ مصر کے طرفدار بن گئے۔ اور برائے نام اِسے امام مان لیا۔ اگرچہ انھین جب کبھی ضرورت معلوم ہوئی تو ان سے لڑنے مین بھی کمی نہ کی۔ مگر اس سے اِتنا فائدہ ضرور ہوا

اپنے ہمراہ لے گیا اور جہان تک ممکن ہوا ملاحدہ کو نیست و نابود کر دیا[ساہ]

کہ کعبہ کی بے حرمتی کا حال سُنکر جب عبید اللہ مہدی نے اظہار ناراضی کیا تو ابو طاہر نے حاجیون سے درگزر کرنیکا وعدہ کیا مگر حجراسود بحرین ہی مین رہا۔ ان لوگون کی کوشش کی تھی کہ مکہ اور کعبہ کی مرکزیت و مرجعیت کو مٹا کے اپنے شہر ہجر کو مسلمانون کا قبلہ بنائین۔ اسمین کامیابی ہوتی نہ نظر آئی تو بتیس[۳۲] سال بعد خود ہی حجراسود کو واپس لا کے کعبہ مین نصب کر گئے۔

بہرحال یہ لوگ دراصل پولیٹکل باغی تھے۔ اور مذہب کے پردے مین بغاوت و خودسری کے جذبات کو ظاہر کیا کرتے۔ خوارج کے جانشین تھے۔ اِسلیے کہ ان کی پامالی کے بعد انھین لوگون نے ان کی جگہ لے لی تھی۔ ظاہر مین اسماعیلی ائمہ مصر کو مانتے تھے مگر پس مین ان کے بھی نہ تھے۔ یہ لوگ بھی ہندوستان مین بہت پھیل گئے تھے۔ اور ابتدائً اسماعیلیون اور ملاحدہ باطنین دونون سے متمائز اور الگ تھے۔ مگر جب بحرین و عمان مین ان کی پولیٹکل قوت ٹوٹ گئی تو تقریباً سب کے سب اسماعیلیون مین شامل ہو گئے اور آج قرامطہ کے نام کا کوئی فرقہ دنیا مین موجود نہین ہے۔

ساہ مندرجہ بالا بیانات مولانا اشہر مدظلہ کی مشہور تاریخ سندھ سے لیے گئے اور مولانائے ممدوح نے وہ تاریخ بہت ہی تحقیق و محنت سے مختلف عربی فارسی انگریزی تاریخون اور مشہور قدیم سیاحون کے سفرنامون اور جغرافیو نسے مرتب کی ہے۔

دوسرا باب

عہد سلاطین خاندان سبکتگین و محمود

۳۶۷-۵۸۳ھ
۹۷۷-۱۱۸۸ء

۳۸۷ھ / ۹۹۷ء

ناصرالدین سبکتگین۔ یہ فرمان روا یزدجرد شاہ ایران کی نسل اور خاندان آل ساسان سے تھا۔ اسکے باپ کا نام جوق قرابحکم تھا۔ حاجی نصر نام ایک تاجر نے امیر البتگین کے حاجب کے ہاتھ اسکو بطور غلام کے فروخت کیا۔ اور حاجب نے البتگین کی خدمت مین پیش کیا۔ جس نے لائق و فائق دیکھکر اُسکو معزز خدمات پر سرفراز کیا۔

امیر البتگین نے ۳۵۲ھ ۹۶۳ء مین رحلت کی اسکی جگہ اسکا بیٹا اسحاق حاکم ہوا جو چار سال حکومت کرکے ۳۵۵ھ ۹۶۶ء مین انتقال کر گیا۔ پھر بلکاتگین جو قوم ترک کا سردار تھا حاکم ہوا آٹھ سال حکومت کرکے ۳۶۳ھ ۹۷۳ء وہ بھی راہی ملک عدم ہوا۔ اب غزنین کی حکومت امیر پری کو ملی جسکے عہد مین سبکتگین نے ہندوستان پر حملہ کیا اور بہت سے مال غنیمت کے ساتھ کثیر التعداد لونڈی غلامون کو غزنین مین پکڑ لیگیا۔

۳۶۶ھ مطابق ۹۷۶ء و بقول بعض مورخ ۳۶۷ھ ۹۷۷ء مین امیر پری کے بجائے خود سبکتگین مسند نشین ہوگیا۔ اب ۳۶۹ھ ۹۷۹ء مین راجہ جے پال نے غزنین پر چڑھائی کی سبکتگین نے سرحد ہند پر آکے روکا چند روز لڑائی رہی اور انجام یہ ہوا کہ جے پال نے پچاس ہاتھی اور دس لاکھ درہم نقد دینے کا وعدہ کرکے صلح کر لی۔ مگر جب اپنے ملک مین واپس آیا تو بجائے وعدہ وفا کرنے کے ان مسلمانون کو قید کر لیا جو پیشہ زرانہ

وصول کرنیکے لیے اسکے ساتھ آئے تھے۔ ساتھ ہی ہندوستان کے راجاؤن کے پاس قاصد بھیکران کو اپنی مدد کو بلایا جب سب رجواڑے خصوصاً راجگان دہلی اجمیر، قنوج وکالنجر کی فوج مدد کو آگئی تو جے پال نے بجائے روپیہ بھیجنے کے سبکتگین سے یہ کہلا بھیجا کہ اپنے جن آدمیون کو ہم ضمانت کے طور پر آپکے پاس چھوڑ آئے ہین انکو فوراً واپس کردیجیے ورنہ آپکے آدمی قتل کرڈالے جائینگے۔ سبکتگین کو جیسے ہی یہ پیام پہونچا طیش مین آکے اُٹھ کھڑا ہوا۔ جسقدر فوج جمع ہوسکی ہمراہ لیکے ہندوستان پر چڑھ دوڑا۔ اور وہی چار روز کی معرکہ آرائی مین سارے راجاؤن کو شکست دیکر دریائے سندھ کے اُس پار کے علاقہ یعنی ولایت پشاور پر قابض ہوگیا۔ یہ واقعہ ۳۷۶ھ ۹۸۶ع کا ہی۔ اسکے بعد سبکتگین امیر نوح کی مدد کو بلخ گیا۔ اور وہان کئی لڑائیان لڑکر فتحیاب ہوا امیر نوح سامانی کو بخارا کی طرف روانہ کیا کہ وہان جاکے اپنے تخت پر قابض ہو۔ اِس خدمت کے صلہ مین امیر نوح سامانی نے اسے ناصر الدین کا اور اُسکے فرزند محمود کو سیف الدولہ کا خطاب عطا فرمایا۔ اور محمود کو خراسان کی سپہ سالاری پر ممتاز کیا۔ ۳۸۵ھ ۹۹۶ع مین ابو علی سنجوری اور فائق کو شکست دی اور ۳۸۷ھ مطابق ۹۹۷ع مین بعمر ۵۶ سال حدود بلخ مین وفات پائی مقبرہ بعض مورخین کے بیان کے مطابق افغان شال دیا بر فی مین ہے اور بعض مورخین کا قول ہے کہ غزنین کے شاہی محل سہل آباد مین مدفون ہوا اِسنے ۲۰ سال اور کچھ ماہ حکمرانی کی اور اُسکی سلطنت ہندوستان مین دریائے سندھ کے مغربی کنارے تک تھی۔

۳۸۹-۳۸۸ھ
۹۹۹-۹۹۸ء

امیر اسمٰعیل بن امیر ناصر الدین سبکتگین سنہ ۳۸۷ھ ۹۹۷ء مین بمقام بلخ تخت نشین ہوا۔ محمود اسوقت نیشاپور مین تھا باپ کے مرنیکی خبر سنتے ہی لشکر لیکر غزنین کی طرف بڑھا لڑائی ہوئی اور اسمٰعیل نے شکست کھائی۔ جسکے بعد چند روز تک غزنین مین بھائی کیساتھ آزادانہ زندگی بسر کرتا رہا۔ مگر سنہ ۳۸۹ھ ۹۹۹ء مین محمود کے حکم سے جرجان کے قلعہ مین قید کردیا گیا۔ گو تاریخ فصیحی کا مصنف کہتا ہے کہ بجائے قلعہ جرجان کے وہ کالنجر کے قلعہ مین قید تھا۔ اسی قید مین وہ دنیائے فانی سے رخصت ہوا۔ مدت سلطنت ایک سال چند ماہ تھی

۴۲۱-۳۸۹ھ
۱۰۳۰-۹۹۹ء

امین الملت یمین الدولہ سلطان المعظم نظام الدین ابوالقاسم محمود بن سبکتگین غازی بھائی کے مقابل فتحیاب ہوکر سنہ ۳۸۸ھ ۹۹۸ء مین اور بقول بعض مورخین کے سنہ ۳۸۹ھ ۹۹۹ء مین اس نے سریر فرمان روائی پر قدم رکھا۔ غزنین کا انتظام کرکے بلخ کی راہ لی اور امیر بخارا کے باغی امرا سے کئی لڑائیان لڑکر کامیاب ہوا۔ اسی زمانے مین ایلک خان سامانی خاندان کے آخری بادشاہ عبد الملک کو قتل کرکے بخارا پر قابض ہوگیا۔ اور محمود کو خراسان کی فتح کی مبارکباد دیکر اس سے تعلقات دوستی و یکجہتی پیدا کرلیے۔ اسی سال خلیفہ بغداد القادر باللہ نے محمود کو یمین الدولہ امین الملت کے خطاب و خلعت سے سرفراز فرمایا۔ اور یہی پہلا بادشاہ ہے جس نے اپنے نام کے ساتھ سلطان کا لفظ استعمال کیا۔ پکا دیندار اور بہت بڑا مجاہد تھا۔ اس کا زائچہ ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زائچہ ولادت سے ملتا ہوا تھا۔ اسکی ولادت بروز عاشورہ

ؔ۱ یہ ۳۸۱ھ ۹۹۱ء مین مسند خلافت پر بیٹھا اور اکتالیس سال چار مہینے سلطنت کرکے ۴۲۲ھ ۱۰۳۱ء مین راہی عدم ہوا۔

۹۹۷ع ۳۸۷ھ میں جمعرات کی رات کو ہوئی۔ مگر فرشتہ نے محمود کا سنہ ولادت ۹۶۷ع ۳۵۷ھ تحریر کیا ہے۔ اِس بادشاہ نے ہندوستان پر سترہ حملے کیے۔

پہلا حملہ ۱۰۰۰ع ۳۹۰ھ میں ہوا۔ محمود تھوڑی فوج کے ساتھ ہندوستان کی طرف بڑھا۔ اور چند سرحدی قلعہ فتح کرکے واپس چلا گیا۔

دوسرا حملہ یہ حملہ ۱۰۰۱ع ۳۹۱ھ میں پشاور کے علاقہ میں دس ہزار سواروں کے ساتھ راجہ جے پال پر ہوا ۱۰۰۲ع ۳۹۲ھ میں جے پال کو شکست ہوئی جو اپنے پندرہ بیٹوں کے ساتھ گرفتار ہوا۔ اِسکے بعد سلطان نے قلعہ بھٹندہ [۱] فتح کرکے مسمار کیا۔ اور جے پال کو ساتھ لیے ہوئے غزنین واپس آیا۔ اِس حملہ میں منجملہ دیگر مال غنیمت کے سولہ ہیرے مالا محمود کے ہاتھ آئے جن میں سے ہر ایک کی قیمت جوہریوں نے ایک لاکھ اسی ہزار دینار تشخیص کی۔ بعد ازان جے پال جزیہ اور خراج ادا کرنے کا اقرار کرکے رہا ہوا۔ مگر چونکہ کئی مرتبہ شکست کھا چکا تھا اِسلیے اپنے بیٹے انندپال کو اپنا جانشین بنایا اور خود چتا پر بیٹھ کے جل مرا ۱۰۰۳ع ۳۹۳ھ میں سلطان سیستان گیا اور وہان کے حاکم حنیف کو غزنین میں پکڑ لایا۔

تیسرا حملہ یہ حملہ ۱۰۰۴ع ۳۹۵ھ میں بھاتیہ (بھیڑ) کے راجہ بجیرا (بھیرا) پر ہوا۔ تین روز گھمسان لڑائی کے بعد چوتھے روز راجہ کا لشکر بھاگ نکلا۔ بھاتیہ کا بہت ہی اونچا اور مضبوط قلعہ جسپر راجہ کو ناز تھا فتح ہوا۔ اور راجہ نے خودکشی کرلی۔

---

[۱] بھٹندہ کا ٹھیک پتہ نہیں ملتا۔ اکثر مورخین اسے ہنڈ کہتے ہیں۔

چوتھا حملہ۔ یہ حملہ ۳۹۶ھ ۱۰۰۵ء مین ملتان پر ہوا۔ راستے مین آنندپال کی فوج نے
سلطان سے مزاحمت کی مگر شکست کھا کر بھاگ نکلی اور خود آنندپال نے بھی کشمیر
بھاگ کر جان بچائی۔ اب سلطان نے ابوالفتح حاکم ملتان پر حملہ کیا۔ ابوالفتح نے خراج
دینا قبول کیا اور اپنے ملحدانہ مذہب سے توبہ کی۔ اِسی زمانے مین خبر ملی کہ ایلک خان نے
خراسان پر حملہ کیا ہے سلطان نے آنندپال کے مفتوحہ علاقہ پر ایک ہندو نومسلم راجہ
مسمّی بہ سکھپال (آب سار) کو جو پشاور مین گرفتار ہوا تھا۔ اور ابوعلی سمجوری کے
ہاتھ پر ایمان لایا تھا حکمران کر کے خراسان کی راہ لی۔ اور وہان پہونچکر ۳۹۷ھ ۱۰۰۶ء مین
ایلک خان کو شکست دی۔ محمود ایلک خان کا تعاقب کر رہا تھا کہ قاصد نے آب سار
کے مرتد و باغی ہو جانیکی خبر پہونچائی۔ یہ سنتے ہی محمود فوراً پلٹ پڑا۔

پانچوان حملہ۔ یہ حملہ ۳۹۷ھ ۱۰۰۶ء مین اسی نومسلم راجہ پر ہوا جو بعد جنگ گرفتار کر لیا گیا۔

چھٹا حملہ۔ یہ حملہ ۳۹۹ھ ۱۰۰۸ء مین آنندپال پر ہوا جس نے ہندوستان کے بہت سے
راجاؤن کو اپنی مدد پر بلایا تھا۔ اِن مین سے قابل ذکر دہلی و گوالیار و اجمیر و کالنجر
و اجین و قنوج کے راجہ ہین اِس لشکر کی تعداد اُس لشکر سے بہت زیادہ تھی جو
سبکتگین کے مقابلہ پر جمع ہوا تھا۔ لڑائی اور حب الوطنی کا جوش اِسقدر تھا کہ عورتون
نے اپنا سارا زیور فروخت کر کے فوج کی امداد کے واسطے بھیجا۔ بڑھیون اور غریب
عورتون نے چرخہ کات کات کر حامیان وطن کی مدد کی۔ گکھڑون کی قوم نے بھی
پشت کی طرف سے سلطان کے لشکر پر حملہ کر کے تین چار ہزار مسلمان شہید کر ڈالے

اور بہت نقصان پہونچایا عین لڑائی مین انندپال کا ہاتھی ڈر کر بھاگا - اور گرد کی
فوج نے بھی اس کا ساتھ دیا - مسلمانون نے تعاقب کر کے ہزارون آدمی قتل کر ڈالے
اور بہت سامال غنیمت ان کے ہاتھ آیا - اسکے بعد سلطان قلعہ نگرکوٹ اور بھیم نگر فتح
کرتا ہوا واپس گیا - سنہ ۴۰۱ھ ۱۰۱۰ء مین غور کے علاقہ پر حملہ کر کے محمد بن سوری کو گرفتار کیا
اور اُس نے زہر کھا کر جان دی -

ساتوان حملہ - داؤد بن ابو الفتح والی ملتان پر سنہ ۴۰۱ھ ۱۰۱۰ء مین ہوا - اور سلطان اس کو
مقید کر کے غزنین لے گیا اور فرقہ ملاحدہ و قرامطہ کو نیست و نابود کر دیا -[1]

آٹھوان حملہ سنہ ۴۰۲ھ ۱۰۱۱ء مین تھانیسر پر ہوا - چونکہ یہ مقام راجہ دہلی کے علاقہ مین تھا
لہذا راجہ دہلی نے تمام ہندوستان کے راجاؤن کو لڑنے کے واسطے بلایا تھا - لشکر
جمع نہونے پایا تھا کہ سلطان بت خانے توڑ کر اور بہت سامال غنیمت لیکر واپس گیا -
سنہ ۴۰۳ھ ۱۰۱۲ء مین اس نے غرجستان کو فتح کیا -

نوان حملہ سنہ ۴۰۴ھ ۱۰۱۳ء مین قلعہ نندونہ پر ہوا - اس قلعہ پر جے پال کا نواسہ حکمران تھا
جو درہ کشمیر مین بھاگ گیا - محمود قلعہ فتح کرتا ہوا درہ ہائے کشمیر مین گیا - ان کے قرب

[1] حبیب السیر اور روضۃ الصفا اور یمینی نے ساتوین مہم مقام نارابن پر جسکا آجکل پتہ نہین چلتا
بیان کی ہے وہ لکھتے ہین کہ وہان کے راجہ نے سالانہ پچاس ہاتھی جو ہندوستان کے نفائس سے
لدے ہوئے ہون بھیجنے کا وعدہ اور دو ہزار سپاہی سلطان کی خدمت کے واسطے ہمیشہ موجود رکھنے کا
اقرار کر کے صلح کی - مگر فرشتہ اور دیگر تاریخون مین اس کا ذکر نہین ہے -

نوار کا علاقہ فتح کیا۔ دین اسلام کی تبلیغ کی اور بہت سے لوگون نے اسلام قبول کیا۔
دسوان حملہ ۴۰۶ھ ۱۰۱۵ء مین کشمیر پر ہوا سلطان نے قلعہ لوہ کوٹ کا محاصرہ کیا۔ مگر بوجہ
سردی و برف باری کے بے نیل مرام واپس گیا۔ واپسی مین اس نے بہت تکلیفین اُٹھائی
ایک ایسے مقام مین جا پھنسا جسکے چارون طرف پانی ہی پانی تھا۔ اسمین بہت سا
لشکر ضایع ہوا اور بمشکل اس آفت سے نجات ملی۔ اسکے بہنوئی خوارزم شاہ کو
چند اوباشون نے مار ڈالا تھا۔ اسلیے ۴۰۷ھ ۱۰۱۶ء مین سلطان نے خوارزم پر چڑھائی کی اور
وہانکی حکومت اپنے سپہ سالار التونتاش کو عطا کی اور اُسے خطاب "خوارزم شاہ"
سے بھی سرفراز کیا۔ اسی سال ولایت ہرات اپنے فرزند امیر مسعود کو اور ولایت گورکان
دوسرے فرزند امیر محمد کو دی۔

گیارہوان حملہ ۴۰۹ھ ۱۰۱۸ء مین ایک لاکھ سوار اور بیس ہزار پیادون کے ساتھ قنوج پر ہوا
راجہ قنوج نے بغیر لڑائی کے اطاعت قبول کی اور بعض مورخ لکھتے ہین کہ مسلمان ہوگیا۔
اسکے بعد سلطان میرٹھ گیا۔ وہان کا راجہ بھاگ گیا اور اہل شہر نے دس ہزار درہم
اور تیس ہاتھی نذرانہ پیش کرکے جان بچائی۔ یہ نذرانہ اور بہت سا مال غنیمت حاصل
کرکے وہ متھرا اور دیگر بلاد ہند کو لوٹتا ہوا غزنین واپس گیا۔ اس حملے مین بیشمار دولت

سلہ یہ ترتیب بظاہر غلط معلوم ہوتی ہے مگر فرشتہ اور اکثر مورخین انگریز نے بھی اسی طرح لکھا ہے
نظام الدین نے جو ترتیب لکھی ہے وہ بہت صحیح معلوم ہوتی ہے ان مورخون کی نظر اس
تاریخ پر نہین پڑی [illegible] (باقی صفحہ ۳۹)

اور تین سو پچاس ہاتھی سلطان کے ہاتھ آئے۔ اور ایک مرغ جو قمری کی شکل کا تھا اور اسمین یہ خاصیت تھی کہ اگر اسکے سامنے زہر آلود کھانا آجاتا تو وہ تڑپنے لگتا اور اسکی آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے۔ اس مرغ کو سلطان نے دیگر تحفون کے ساتھ خلیفہ بغداد کی خدمت مین بطور ہدیہ کے ارسال کیا۔ ایک پتھر بھی ملا جسکی یہ خاصیت تھی کہ کیسا ہی برا زخم ہو اسے گھسکر لگانے سے اچھا ہو جاتا سلطان نے اس مرتبہ غزنین مین قیام کرکے سنگ مرمر اور سنگ رخام کی بڑی بڑی سلوں سے ایک عالیشان مسجد تعمیر کرائی اور اُسے تجملِ دولہن بنا دیا۔ چنانچہ اس عہد کے سخن سنجون نے اس مسجد کا نام "عروس فلک" رکھا مسجد کے متصل ایک بہت بڑا کتب خانہ اور مدرسہ قائم کیا۔ اور بہت سے دیہات اُن کے مصارف کے لیے وقف کر دیے۔ ایک

(بقیہ صفحہ ۳۸) چل کے جمنا کو پار کیا اور بادون (بلند شہر) کو فتح کیا۔ اسکے بعد میرٹھ کو فتح کرکے مہابن کے قلعہ کلچین کو فتح کیا۔ پھر قنوج گیا۔ اور اسکے سات قلعون پر قبضہ کیا۔ اسکے بعد وہ منج گیا۔ یہ برہمنون کا ایک مشہور شہر تھا بہ ظن غالب منجھاون ہے جسکے کھنڈر آجکل بھی پانڈو ندی کے کنارے کانپور سے دس میل جنوب پر ہین اور یہ قنوجی برہمنون کا صدر مقام تایا جاتا ہے۔ اسکے بعد چندل بھول کے قلعہ اسنی کی طرف گیا جو کانپور سے اور مشرق طرف ہٹ کر گنگا کے کنارے ہے یہ مقام فتحپور سے دس میل شمال و شرق مین تھا اور اسی مقام مین بعد کے زمانہ مین جے چند اپنا خزانہ جمع کرتا تھا۔ اسکے بعد سروا پر قبضہ کیا جو میرے خیال مین یا تو شیوترا مقام ہے جو کین ندی پر کالنجر اور باندا کے درمیان مین ہے اور یا اس سے مراد سرسوا گدھ ہے جو کوپنج کے قریب ہے۔ پھر بندیلکھنڈ کے علاقہ مین تاخت کرکے واپس گیا۔

عجائب خانہ بھی تعمیر کیا اور اسمین ساری دنیا کے عجائبات جمع کیے ۱۱۰۲ ؁ھ ۱۰۱۴ ؁ء مین علما و صلحا
کی گذارش پر قرامطہ کے مقابلہ پر فوج روانہ کی - اِن بدمعاشون نے مکہ کے جانے کا
راستہ بند کر رکھا تھا - اور مسلمان ان کی لوٹ مار کے خوف سے حج کو نہ جا سکتے
آخر قرمطیون کا سرغنا احمد بن علی شیخ مارا گیا اور اہل اسلام کو حج نصیب ہوا -

بارہوان حملہ - اِس حملے کے اصلی مقام اور سنہ مین مورخون نے اختلاف کیا ہے
عتبی اور میر خوند و خوند میر اس حملہ کی کوئی تاریخ نہین بتاتے - نظام الدین احمد ۴۱۰ ؁ھ ۱۰۱۹ ؁ء
اور فرشتہ و بعض دیگر مورخ ۴۱۲ ؁ھ ۱۰۲۱ ؁ء بتاتے ہین عتبی کہتا ہے کہ یہ حملہ راہب پر ہوا
البیرونی اس مقام کا پتہ گنگا کے اس پار دریائے رام گنگا یا سئی ندی کے قریب بتاتا ہے دیگر
مورخین جمنا کے کنارے بیان کرتے ہین - نظام الدین ایک دوسرے بیان کا حوالہ
دیکر لکھتا ہے کہ جب سلطان محمود نے سنا کہ راجہ نندا نے راجہ قنوج کو اس الزام پر
مار ڈالا کہ وہ سلطان کا مطیع ہو گیا ہے تو اس نے ۴۱۰ ؁ھ ۱۰۱۹ ؁ء مین اسکے ملک پر حملہ کیا -
جب جمنا کے کنارے پہونچا تو جے پال کے پوتے نے جو نندا کی مدد کو آیا تھا سلطان کے
مقابل خیمے ڈالے - لیکن دونون فوجون کے درمیان ایک بڑی گہری ندی حائل تھی
اور بغیر سلطان کی اجازت کے کوئی اُسکے پار نہ جا سکتا تھا - اتفاقاً سلطان محمود کے
شاہی گارڈ [۱] کے آٹھ جوانمرد سردار ایک ساتھ دریا مین کود پڑے اور اُس پار نکل کے

[۱] فرشتہ بیان کرتا ہے کہ یہ آٹھ آدمی اُمرا مین سے ہونگے - اور غالباً مع خدم وحشم کے
دریا کے پار اُترکر اُنھون نے یہ کارنمایان انجام دیے ہونگے -

جے پال کے پوتے کی ساری فوج مین تہلکہ ڈالدیا۔ آخر راجہ کو شکست ہوئی اور وہ اپنے چند مخصوصین کے ساتھ بھاگا۔ لیکن جن لوگون نے دریا سے اُترکر اُسے شکست دی تھی وہ سلطان کے پاس واپس نہین آئے بلکہ اسکے پیچھے براہم باڑی[1] تک بڑھتے چلے گئے اور وہان اُس پر حملہ کرکے بہت سا مال غنیمت حاصل کیا اور بتخانہ منہدم کردیا۔ البیرونی کہتا ہے کہ جے پال کا پوتا بمطابق ۴۱۲ھ مین مارا گیا۔ سلطان وہان سے بڑھتا ہوا نندا کے علاقہ مین گھس گیا۔ راجہ نندا ایک لاکھ پچاس ہزار پیدل چھتیس ہزار سوارون اور چھ سو چالیس ہاتھیون کو لے کر مقابل ہوا۔ یہ فوج دیکھکر محمود کے دلمین خوف پیدا ہوا فوراً سجدے مین گر کر خدا سے فتح و نصرت کی دعا مانگی۔ رات ہوئی تو نندا کے دلمین خود بخود ایک قسم کی دہشت پیدا ہوئی۔ اور خیمہ خرگاہ چھوڑکر اپنے ہمراہیون کے ساتھ

---

[1] یہ نام صرف نظام الدین لکھتا ہے دیگر مورخین فقط ایک شہر کہتے ہین لیکن نظام الدین کے اِس بیان کی تصدیق ابوریحان کے اِس بیان سے ہوتی ہے کہ قنوج کی تباہی کے بعد باڑی ہندو حکومت کا دارالسلطنت قرار پایا۔ باڑی کے دارالحکومت ہونیکی تصدیق گزیٹیر سے بھی ہوتی ہے۔ اسمین تحریر ہے کہ مسلمانون کے قبل باڑی بہت بڑا شہر اور ہندوستان کا ایک دارالسلطنت تھا۔ اسکے علاوہ موجودہ آبادی کے گرد برسات کے موسم مین اکثر قدیم اینٹون کی بنیادون کا نکلنا اور قلعہ کے کھنڈر نکا جو راجہ منوان کے نام سے مشہور عبرت روزگار ہین اور گنج شہیدان کا موجود ہونا یہ سب اسکی دلیل ہین۔ یہ قصبہ بلکل تباہی کی حالت مین ہے۔ اور لکھنؤ سے ۳۲ میل جانب شمال ہے۔

میدان جنگ سے بھاگ گیا۔ علی الصباح جب سلطان کو یہ خبر ملی تو تصدیق کے لیے گھوڑے پر سوار ہو کر تن تنہا گیا۔ اور جب یقین ہو گیا کہ یہ کوئی سازش یا فریب نہیں ہے تو فوج کو حملہ کرنے اور خیمہ و خرگاہ کے لوٹنے کا حکم دیا۔ اِس جنگ میں بہت سا مال غنیمت اور ۵۸۰ ہاتھی جو قریب کے جنگل میں چھپا دیے گئے تھے مسلمانوں کے ہاتھ آئے اور سلطان فتح و کامرانی کے ڈنکے بجاتا ہوا واپس گیا۔

تیرہواں حملہ ۴۱۲ھ ۱۰۲۱ء میں حوالی کشمیر پر ہوا۔ اِس حملہ کا مقام بعض مورخ قیرات اور ناردین اور بعض مورخ قیرت بتاتے ہیں۔ بعضے لکھتے ہیں کہ یہ بودھوں کا مشہور شہر تھا۔ طبقات اکبری میں نوز اور قیرت تحریر ہے۔ البیرونی اِن مقاموں کا پتہ دریائے کابل کے کنارے بتاتا ہے کیونکہ وہ دریائے کابل کے بیان میں لکھتا ہے کہ وہ (دریائے کابل) ملک لمغان میں سے ہو کر گزرا ہے اور قلعہ درتہ کے قریب نوز اور قیرات کی ندیاں بھی اُس میں شریک ہو گئی ہیں۔ بہر حال یہاں کے باشندے بت پرست تھے اور شیر کی پوجا کرتے تھے۔ سلطان محمود بہت سے سنگ تراش لوہار اور بڑھئی اپنے ہمراہ لے کر اس علاقہ پر حملہ آور ہوا۔ یہاں کا حاکم مسلمان ہو کر مطیع ہوا۔ اور اس کے کل علاقہ اور قرب و جوار کے باشندے بھی کثرت سے ایمان لائے جس کی تصدیق یہ سرزمین خود ہی زبان حال سے کر رہی ہے۔

چودھوان حملہ سنہ ۴۱۲ھ ۱۰۲۲ء مین لوہ کوٹ پر ہوا۔ مگر قلعہ تسخیر نہو سکا۔ آخر اسکو چھوڑ کر سلطان لاہور آیا وہان قیام کرکے قرب وجوار کے مقامات پر قبضہ کیا اور اپنے نام کا خطبہ و سکہ جاری کیا اور عربونکی زبردست سلطنت سندھ کے بعد اس نے مین مین مسلمانونکی عجمی سلطنت کی بنیاد پڑی۔ اور چونکہ یہان کے منتظم ایرانی تھے لہذا ایرانی رسم و رواج کے ساتھ فارسی ادب و انشا کا رواج ہوا۔ جو مسلمانونکی آخر سلطنت تک قائم رہا۔

پندرھوان حملہ یہ حملہ سنہ ۴۱۳ھ ۱۰۲۲ء مین راجہ کالنجر کی تادیب کے واسطے ہوا۔ راستے مین قلعہ گوالیار پڑا سلطان نے اسکا محاصرہ کرلیا۔ چار ہی روز مین عاجز آکر راجہ نے صلح کرلی۔ یہ صلح کرکے محمود اپنے اصلی مقصد یعنے کالنجر کی طرف بڑھا۔ اور کالنجر کا محاصرہ کرلیا راجہ کالنجر نے تین سو ہاتھی اور دیگر تحف و ہدایا پیش کرکے صلح کرلی اور ہندی اشعار مین سلطان کی مدح لکھکر سنائی جسکو سُن کر سلطان بہت خوش ہوا۔ اور اسکو پندرہ قلعہ اپنی طرف سے مرحمت فرمائے۔

سولھوان حملہ سنہ ۴۱۵ھ ۱۰۲۴ء مین سومنات پر ہوا جسکا اب نشان بھی باقی نہین رہا سلطان ملتان کے راستے سے پٹن اور گجرات کو فتح کرتا ہوا سومنات پر پہونچا کئی روز متواتر جنگ کے بعد اسے فتح کرکے وہان کے بت خانہ کو برباد کردیا۔ اور سومنات نامی بت کو توڑ کر اپنا لقب بت شکن قرار دیا۔ پھر راجہ پرم دیو والی نہروالہ (انہلواڑہ) کے ملک کو فتح کرلیا۔ اسلیے کہ اُسنے سومنات جاتے وقت سلطان کو تکلیف

پہونچائی تھی اور اُسکے بعد سومنات مین ہندوؤنکی مدد کو آیا تھا۔ اسکے ملک کی
آب وہوا کے لطیف و فرح بخش ہونیکے باعث چند روز وہان قیام کیا۔ پھر وہانکی
حکومت ایک ہندو راجہ کے سپرد کی۔ اور سندھ اور منصورہ ہوتا ہوا غزنین واپس
گیا۔ راستے مین ایک ہندو راہبر نے سلطان کو دشت بے آب مین گرفتار کرادیا تھا
مگر خدا کے فضل و کرم سے نجات ملی اور بخیریت غزنین پہونچگیا۔

سترھوان حملہ۔ یہ حملہ سنہ ۴۱۸ھ / ۱۰۲۷ء مین جاٹون پر ہوا۔ ان لوگون نے سلطان کے
لشکر کو سومنات کی واپسی کے وقت تنگ کیا تھا۔ سلطان نے ملتان پہونچکر ایسی
کشتیون کی تیاری کا حکم دیا جن مین سامنے اور داہنے بائین لوہے کی تین سلاخین
مضبوطی کے ساتھ جڑی ہوئی ہون۔ یہ کشتیان جب تیار ہوگئین تو جاٹون سے
دریائی مقابلہ ہوا۔ اور اس مقابلہ مین قوم جاٹ زیادہ تر دریا مین ڈوب کر فنا
ہوئی۔ اور جو لوگ دریا برد ہونے سے بچے وہ تلوار کے گھاٹ اُتارے گئے۔

سنہ ۴۱۹ھ / ۱۰۲۸ء مین سلطان قرامطیون اور ملاحدہ کو سزا دینے کی غرض سے ملک رے مین
گیا۔ اور مجدالدولہ حاکم رے اور اُسکے بیٹے کو قید کرکے غزنین بھیجا۔ اور ان کا بکلی
استیصال کرکے اس علاقہ کو اپنے فرزند مسعود کے سپرد کیا۔ اور خود ایران کو فتح کرتا ہوا
غزنین واپس آیا۔

وفات۔ ۲۳ ربیع الآخر سنہ ۴۲۱ھ / ۱۰۳۰ء کو جمعرات کے دن بمقام غزنین سوء القینہ
یا سِل کے عارضہ مین جو اب بہت ترقی کر گیا تھا۔ سلطان محمود نے ۶۳ سال کی

عمر مین ۳۳ سال حکومت کرکے سفر آخرت کیا اور قصر فیروزہ غزنین مین دفن ہوا
اسکے دو سکے دستیاب ہوئے ہین وہ یہ ہین (۱) یمین الدولہ محمود سلطان بن
ناصر الدین سبکتگین بت شکن (۲) یمین الدولہ امین الملۃ والی امیر المومنین القادر باللہ

ہندوستان مین اسکا رقبہ فرمان روائی سندھ، کشمیر، پنجاب، قنوج، کالنجر
اور اسکے تمام مضافات اور ملتان سے نہروالہ گجرات تک تھا۔

اس بادشاہ کو خداوند کریم نے بہت سی برکتین اور خصوصیتین عطا کی
تھین جو ساز و سامان تجمل اسکی سلطنت مین تھا کسی بادشاہ کو میسر نہین ہوا
دربار کے وقت چار ہزار غلام تخت شاہی کے داہنے بائین دست بستہ کھڑے
رہتے تھے۔ ان مین سے جو دو ہزار غلام داہنی طرف کھڑے ہوتے تھے انکے
ہاتھون مین سونے کے گرز اور سر پر چار پرکی ٹوپیان ہوتین۔ اور وہ دو ہزار جو
بائین جانب کھڑے ہوتے انکے سرون پر دو پرون کی ٹوپی اور ہاتھون مین چاندی
کے گرز ہوتے تھے۔ ڈھائی تین ہزار ہاتھی دولت سرائے شاہی کے سامنے
جھوما کرتے تھے۔ ہزارون علما و فضلا و شعرا ملازم دولت تھے۔ امرا و اہل حیثیت
انعام و اکرام سے مالامال تھے۔ لاکھون وظائف تقسیم ہوتے تھے۔ علما کے واسطے
چار لاکھ درہم سالانہ کی رقم بطریق وظیفہ مقرر تھی۔ غربا گھر بیٹھے چین آرام کرتے تھے
چار سو سے زیادہ شاعر ملازم تھے اور ان کا افسر ملک الشعرا عنصری تھا یہ سب
انعام و اکرام سے مالامال تھے ایک موقع پر جب شاہزادہ مسعود خراسان کے

غزنین آیا۔ اور شعرا نے قصائد پیش کیے تو ہر ایک شاعر نے بیس بیس ہزار درہم اور عنصری و زنیتی کو پچاس پچاس ہزار درہم عطا کیے۔ عنصری کی ایک رباعی سُن کر حکم دیا کہ اسکا مُنھ جواہرات سے بھرا جائے۔ عصابری رازی کا ایک قصیدہ سُنکر چودہ ہزار درہم انعام دیے۔

اکثر مورخون نے اسکو بخل کا الزام دیا ہے مگر جو شخص اسقدر خیر و خیرات کرے ہرگز بخیل نہین ہو سکتا۔ اِسکے بخل نے زیادہ تر فردوسی کے فرضی قصہ سے شہرت پائی ہے۔ حالانکہ یہ قصہ ہی بجائے خود بالکل لغو اور بے بنیاد ہے فردوسی بھی دیگر شعرا کی طرح سلطان کا ایک ادنی ملازم تھا۔ اِس سے نہ کسی وعدہ کی ضرورت تھی۔ اور نہ کسی معاوضہ کے اقرار کی۔ ہان شاہ نامہ لکھنے کی خدمت البتہ وہ انجام دے رہا تھا۔ جسے دوران تصنیف مین سلطان کبھی کبھی سُن بھی لیا کرتا تھا اور فردوسی کو انعام و اکرام سے سرفراز کرتا تھا۔ پورا شاہ نامہ فردوسی نے لکھا بھی نہین۔ کیونکہ دو ہزار بیت کے قریب دقیقی کے لکھے ہوئے ہین جن کا فردوسی خود اعتراف کرتا ہی اور آخر کے اجزا جس مین چار ہزار اشعار ہین فردوسی کے اوستاد طوسی نے تحریر کیے ہین۔ اِن کا تذکرہ اگرچہ فردوسی نے نہین کیا ہے مگر فرشتہ و دیگر مستند مورخین تصدیق کر رہے ہین۔ یہ جو عام لوگون کا خیال ہے کہ شاہ نامہ محمود کے حکم سے لکھا گیا درست نہین کیونکہ فردوسی خود سبب تصنیف مین لکھتا ہے۔

ہمی خواہم از دادگر یک خدائے — کہ چندان بمانم بہ گیتی بجائے
کہ این نامہ شہریاران بہ پیش — بہ پیوندم از خوب گفتار خویش
بسے رنج بردم درین سال سی — عجم زندہ کردم بدین پارسی
ہمہ مردہ از روزگار دراز — شد از گفت من نام شان زندہ باز
چو عیسیٰ من این مردگان را تمام — سراسر ہمہ زندہ کردم بنام
پے افگندم از نظم کاخ بلند — کہ از باد و باران نیابد گزند

ان اشعار سے صاف پتہ چلتا ہی کہ اس تصنیف سے اسکا مطلب اپنے بزرگون کے نام کا زندہ کرنا تھا۔ اسکے علاوہ دقیقی کے اشعار نے اسقدر مقبولیت عام حاصل کی تھی کہ بچہ بچہ کے ورد زبان تھے۔ ان اشعار کی شہرت نے بھی اسے اس تصنیف کی طرف راغب کیا۔

تیسرے دفتر مین جہان دقیقی کے اشعار نقل کیے ہین وہان خاتمہ پر فردوسی تحریر کرتا ہی

من این نامہ فرخ گرفتم بفال — ہمی رنج بردم بہ بسیار سال
ندیدم سرافراز بخشندۂ — بہ گاہ کیان بر نشینندۂ
سخن را نگہداشتم سال بیست — بدان تا سزاوار این گنج کیست
جہاندار محمود با فر و جود — کہ او را کند ماہ کیوان سجود

ان اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ محمود کے دربار مین پہونچنے سے بیس سال پہلے شاہنامہ شروع ہو چکا تھا۔

یہ عجیب بات ہی کہ ہجو پر تو سب غور کرتے ہین مگر اصل کتاب کو کوئی غور سے نہین دیکھتا وہ خود کہتا ہے کہ شاہنامہ کی تصنیف مین ۳۵ سال صرف ہوئے۔

سی و پنج سال از سرای سپنج — بسے رنج بردم بامید گنج

حالانکہ محمود کی سلطنت کی مدت کل ۳۳ یا ۳۴ سال ہے۔ خاتمہ مین خود تصریح کی ہے کہ یہ کتاب سنہ ۴۰۰ھ مین ختم ہوئی۔

ز ہجرت شدہ پنج ہشتاد بار — کہ گفتم من این نامۂ شہریار

پانچ کو اسی مین ضرب دینے سے چارسو ہوتے ہین۔ اب اگر چارسو مین سے پینتیس سال مدت تصنیف گھٹائے جائین تو معلوم ہو جاتا ہی کہ فردوسی نے سنہ ۳۶۵ھ مین شاہنامہ لکھنا شروع کیا اور اُس سنہ مین محمود کی عمر فقط چار سال کی تھی۔ چار سال کا بچہ نہ کسی معاوضہ کا اقرار کرسکتا ہی ورنہ انعام کا مجوز ہوسکتا۔ سنہ ۳۶۵ھ مین تو اُسکا باپ بھی بادشاہ نہ تھا۔ محمود سے اِن دنون کسی کو کیا اُمید ہوسکتی تھی۔ اسکے علاوہ محمود سے جو شیلے مسلمان سے یہ امر بعید معلوم ہوتا ہے کہ آتش پرست مشرکین اور کفار کی اسقدر مبالغہ آمیز تعریف کراتا۔ اور اُسے اس قدر پسندیدگی و قبولیت کی نگاہ سے دیکھتا کہ فی شعر ایک اشرفی دینے کا وعدہ کرتا۔ ہجو کی نسبت بعض لوگونکا تو یہ خیال ہے کہ فردوسی نے لکھی ہی نہین۔ بلکہ ایک زمانہ بعد محمود کے دشمنون نے تصنیف کراکے شاہنامہ مین شامل کرادی اور اسکا ثبوت وہ یہ دیتے ہین کہ فردوسی نے جو اشعار خلفائے راشدین کی

شان مین لکھے ہین۔ اسی مین سے چند شعر ہجو مین محض اس خیال سے کہ ہجو فردوسی کا کلام معلوم ہو سرقہ کرکے درج کردیے ہین۔ اگر ہجو حقیقت مین فردوسی کی ہوتی تو یہ توارد نہ ہوتا۔ بعض لوگ اسکے قرمطی ہونے کیوجہ سے اور بعض لوگ حسن میمندی کی مخالفت بیان کرکے یہ کہتے ہین کہ سلطان نے شاہنامہ کا انعام فردوسی کے حوصلے سے کم تجویز کیا۔ ان باتون سے طیش مین آکر فردوسی محمود کی ہجو پر آمادہ ہوگیا۔

یہ واقعہ کہ سلطان نے اسے ہر ایک شعر کے عوض مین ایک اشرفی دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اور جب وہ ساٹھ ہزار شعر لکھکر لایا تو سلطان کو ساٹھ ہزار اشرفیان دیتے ہوئے لالچ معلوم ہوا اور بجائے اشرفیون کے روپیہ دینے کا حکم دیا اور فردوسی اسے قبول نہ کرکے وطن چلا گیا اور وہان جاکر ہجو لکھی پھر سلطان نے اپنی ہجو سنکر ساٹھ ہزار اشرفیان فردوسی کے پاس بھیجین کسی معتبر تاریخ مین نہین پایا جاتا دوسرا قصہ جو اسکے بخل کی دلیل مین پیش کیا جاتا ہے وہ اسکے مرنے سے تین روز پیشتر کل دولت وخزانون کو باہر نکالکر رکھوانے اور پھر پالکی مین بیٹھکر اسکے معائنہ کرنیکا ہے۔ لوگ کہتے ہین کہ وہ اسقدر بخیل تھا کہ مرتے وقت بھی طمع دامنگیر تھی اور سب چیزون کو دیکھ بھالکر کف افسوس ملتا ہوا دنیا سے گیا۔ حالانکہ اسکا یہ فعل محض عبرت پکڑنے اور عام خلائق کو انسان کی بے بسی دکھانیکے لیے تھا کہ مین نے باوجودیکہ اتنی دولت فراہم کی ہے مگر دربار

پروردگار مین خالی ہاتھ جارہا ہون۔ بعض لوگ اسے متعصب بھی کہتے ہین
یہ بھی غلط ہے کیونکہ سوائے بت شکنی کے ہمیشہ ہندؤنکی دلدہی کرتا رہا۔ ہندو اسکی
فوج مین ملازم تھے۔ اکثر ہندو راجاؤن کو اسنے حکومت بھی اپنی طرف سے
دی تھی چنانچہ سومنات کو جس مصیبت سے فتح کیا ظاہر ہے مگر وہانکی حکومت
ہندو راجہ مسمی بداشلیم مرتاض کو دی۔ اسکے علاوہ سوائے سومنات کے حملے کے
اور کوئی حملہ ایسا نہین پایا جاتا جسمین خود ہندؤنکی طرف سے چھیڑ نہوئی ہو۔
یا اسکی کوئی خاص وجہ نہو۔ سومنات کا حملہ البتہ مذہب کے جوش مین ہوا
اور اسکا باعث یہ ہوا کہ ہندؤن نے مشہور کر رکھا کہ سومنات دیوتا محمود کو

سید سالار مسعود غازیؒ۔ آپکا یہان بغرض جہاد تشریف لانا اور بہرائچ مین شہادت
پانا اسقدر شہرت پذیر ہے کہ بچہ بچہ آپکے اسم گرامی سے واقف ہے۔ اور اودھ کے بہت کم مقام
ایسے ہین جہان آپکے ساتھی جہاد کرنے نہ گئے ہون مگر افسوس ہے کہ باوجود کوشش کے
کسی تاریخ مین آپکے یہان تشریف لانیکا زمانہ اور جنگ کے واقعات ہمکو نہین ملے۔ مجبوراً
مرات مسعودی سے بطور تبرک کے یہ حالات ہدیۂ ناظرین کیے جاتے ہین۔ آپکی ولادت ۲۱ر
رجب سنہ ۴۰۵ھ کو اتوار کے دن اجمیر مین ہوئی آپکے والد ماجد حضرت سالار ساہو مظفر خان
کی مدد کو جنکو اجمیر کے راجہ نے تنگ کر رکھا تھا آئے تھے۔ آپ نے دس برس کی عمر مین
ظاہری علم سے فراغت کرکے خدا سے لو لگائی۔ اسی زمانہ مین آپکے والد بحکم سلطان محمود
غزنوی کاہلیر تشریف لائے اور اسے فتح کرکے یہان بود و باش اختیار کی سنہ ۴۱۵ھ مین
جب سلطان محمود سومنات کے فتح کرنے کو ہندوستان آیا تو آپکے والد کو شرکت جنگ
کے واسطے طلب کیا۔ چونکہ آپ سلطان محمود کے بھانجے تھے لہذا ماموں سے ملنے کے

تباہ برباد کر دیگا۔ اِسی خیال کے مٹانے اور ہندوؤن کو یہ تبلا دینے کو کہ بت محض بے جان چیز ہین وہ کسی کا کچھ بنا بگاڑ نہین سکتے اُس نے اتنا بڑا خطرناک سفر اختیار کیا اور کامیاب و بامراد واپس گیا۔ بعض مورخ اُسے دہریہ بتاتے ہین مگر جو شخص ہر مصیبت مین خاک پر سر رکھ کے خداوند کریم سے نہایت عجز و زاری کے ساتھ دعا مانگے وہ ہرگز دہریہ نہین ہو سکتا۔ وہ بزرگان دین خصوصاً ابوالحسن خرقانی قدس سرہٗ کا بہت ہی معتقد تھا۔

جلال الدولہ والدین سلطان امیر محمد ۴۲۱ھ / ۱۰۳۰ء مین تخت نشین ہوا

اُسکا بھائی مسعود اسوقت عراق مین تھا اکثر امرا نے اسکی طرفداری کی اور مسعود انکے

واسطے والد کے ہمراہ گئے اور سومنات کے معرکے مین شریک ہو کر سلطان کے ہمراہ غزنین تشریف لیگئے تھوڑے دنون غزنین مین قیام کر کے حسب اجازت سلطان محمود ہندوستان تشریف لائے اور لاہور مین ان مجاہدون کے علاوہ جو آپکے ساتھ غزنین سے آئے تھے اور بہت سے جانباز مجاہد آپکے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے۔ یہ فوج جمع کر کے آپ آگے بڑھے اور دہلی کے سامنے پڑاؤ ڈالا۔ رائے مہپال راجہ دہلی لڑائی مین مارا گیا اور آپ نے آگے بڑھ کے میرٹھ کے راجہ کو اطاعت پر مجبور کیا۔ پھر قنوج کو مطیع کر کے گنگا کو عبور کیا اور ستر کی آب و ہوا پسند کر کے اسکو مستقر بنایا۔ یہان سے اطراف مین فوجین روانہ کین۔ اسی زمانہ مین آپکے والد بزرگوار بھی تشریف لائے اُنھین آپ نے مستقر پر چھوڑا خود ان کی اجازت سے ۴۲۳ھ / ۱۰۳۲ء مین بہرائچ تشریف لیگئے اور دشمنون کو شکست دی پندرھوین شوال ۴۲۴ھ / ۱۰۳۳ء کو حضرت سید سالار ساہو نے آپکی عدم موجودگی مین سفر آخرت کیا۔ تھوڑے دنون بعد ایک اور فوج جسمین بہت سے راجہ شامل تھے گھگھلا ندی کے کنارے جمع ہوئی اور آپ نے

مشورے سے لشکر جمع کرکے غزنین کی طرف چلا۔ ادھر سے سلطان محمد بھی اپنا لشکر فراہم کرکے غزنین سے نکلا۔ مگر جیسے ہی مسعود کے لشکر کے قریب پہونچا نمک حرام لشکریون نے گرفتار کرکے اندھا کردیا۔ مدت سلطنت پانچ ماہ۔ اِسکے سکے یہ ہین (۱) جلال الدولہ وجمال الملۃ محمد بن محمود (۲) یمین الدولہ وامین الملۃ نظام الدین ابوالقاسم محمد بن محمود

(۵) شہاب الدین جمال الملۃ سلطان الناصر لدین اللہ مسعود بن سلطان محمود

یہ بادشاہ بسنہ ۴۲۱ھ ۱۰۳۰ء مین اپنے بھائی کی نمک حرام فوج کو لٹوا کر تخت نشین ہوا اور اپنے اندھے بھائی امیر محمد کو ایک قلعہ مین قید کردیا۔ اسی سال اس نے کچ

اسے بھی شکست دی۔ اب مجاہدین نے چارو طرف بھیل کے دور دور کے علاقون کو زیروزبر کرنا شروع کیا۔ دشمنون نے اب مجبور ہو کر مکروفریب سے آپ کو شہید کرنا چاہا مگر اسمین بھی ناکامی ہوئی۔ ہان ایک حجام ناہنجار کا وار چل گیا مگر خداوند کریم نے اِس سے بھی نجات دی۔ اِس نائی نے یہ حرکت کی کہ ایک زہر مین بجھی ہوئی ناخن گیری آپ کو دے گیا۔ آپ نے اُس سے ناخن تراشے تو زہر جسم مبارک مین سرایت کرگیا مگر خدا نے اسکو جلد زائل کردیا۔ اکثر ساحرون نے بھی اپنے عمل سے کام لیا۔ مگر ان کی بھی نہ چلی۔ اب پھر دشمنون نے دور و دراز کے راجاؤن کے پاس قاصد بھیجکر لشکر طلب کیے۔ آپکے لشکر مین مجاہدون کے دور ہونیکی وجہ سے اور دارالسلطنت سے بھی نئی فوج کے نہ آنیکے باعث بہت کمی اور پریشانی تھی۔ اسکے علاوہ اکثر مجاہدین اطراف وجوانب کی لڑائیون مین بھی روز شہید ہوتے رہتے تھے۔ جن کی وجہ سے روز بروز آپ کی قوت گھٹتی جاتی تھی۔ اِسی حال مین دشمنون کا بہت بڑا گروہ جمع ہوگیا۔ اور بہرائچ کے قریب لڑائی شروع ہوئی۔ دو تین روز کی لڑائی مین نامی گرامی مجاہد شہید ہوگئے ہنوز

ومکران کو فتح کیا اور علی ایارق کو جسے سلطان محمود نے ہندوستان کا سپہ سالار مقرر کیا تھا اور اب وہ بہت مغرور ہو گیا تھا۔ گرفتار کر کے غور مین قید کر دیا۔ اور اسکے بجائے احمد نیال تگین کو ہندوستان کا سپہ سالار مقرر کیا جس نے گنگا پار اتر کے بنارس مین جہاد کیا اور بہت سا مال غنیمت حاصل کیا۔ مگر قاضی شیرازی کی اس شکایت پر کہ اس نے بنارس کے مال غنیمت مین خیانت کی ہے تلک نامی ہندو کو سپہ سالار ہند بنایا۔ تلک نے احمد نیال تگین کو قتل کرا کے اسکا سر معہ اسکے بیٹے کے جو گرفتار ہو گیا تھا سلطان مسعود کی خدمت مین بھیجا۔ تلک کے بعد سلطان نے شاہزادہ امیر مجدالدین کو ہندوستان کا سپہ سالار مقرر کیا۔ خود سلطان

لڑائی کا فیصلہ نہوا تھا کہ آپ کی شہ رگ پر ایک تیر پڑا۔ اس کاری زخم نے آپ کو گھوڑے پر سنبھلنے نہ دیا خدمت گار نے گھوڑے سے اتار کے قریب ہی ایک مہوکے درخت کے نیچے زمین پر لٹا دیا۔ اور کلمۂ شہادت پڑھکر ۱۹ سال کی عمر مین ۱۴ رجب ۴۲۴ھ کو اتوار کے دن آپنے شربت شہادت پیا۔ تاریخ وصال "بل احیاء عند ربہم"۔ مجاہدون نے آپ کی شہادت کا حال سُنا تو بدحواس و بے دست و پا ہو گئے۔ اور اسی بدحواسی مین سب کے سب شہید ہو گئے آپ نے قیام گاہ پر کچھ لشکر حفاظت کی غرض سے سید ابراہیم کی سرداری مین چھوڑا تھا۔ یہ بزرگ آپکی شہادت کا حال سُن کر دوسرے دن صبح جائے شہادت پر تشریف لائے اور جہانتک ممکن ہوا شہدا کو کنوؤن تالابون اور گڑھون مین دفن کر کے حضرت امیر الشہدا کے جسم اقدس کو سپرد خاک کیا اور لڑائی مین مشغول ہو گئے۔ اور راجہ سہر دیو کو جسکا تیر حضرت سید سالار مسعود غازی کے لگا تھا مقابلے پر بلایا اور اسے واصل جہنم کر کے خود بھی باقی ماندہ لشکر کے ساتھ شہید ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مسعود نے بھی ہندوستان پر کئی حملے کیے۔

۴۲۴ھ ۱۰۳۲ء مین قلعہ سرستی کا محاصرہ کرکے اور ۴۲۶ھ ۱۰۳۵ء مین قلعہ ہائے ہانسی اور سونی پت وغیرہ فتح کیے۔ بعض مورخین کا بیان ہے کہ اسکی فوج نے بنگال کی سرحد تک تاخت کی اور قلعہ کرار کوٹ کو فتح کیا۔ اسکے آخری زمانے یعنی ۴۲۸ھ ۱۰۳۶ء مین طغرل بیگ بن میکال بن سلجوق نے اپنی سلطنت کی بنیاد نیشاپور مین ڈالی اور خروج کیا تین مرتبہ تو وہ لوگ شکست کھا کھا کر بھاگے مگر چوتھی بار ۴۳۱ھ ۱۰۳۹ء مین خود سلطان کو شکست[۵] فاش ہوئی اور بمشکل تمام وہ غزنین مین پہونچا جہان پہونچکر سلطنت اپنے بیٹے مودود کے سپرد کی۔ اور کل خزانہ محمودی ہمراہ لیکر بہ غرض فراہمی فوج ہندوستان کی راہ لی۔ راہ مین اسکے غلامون نے خزانہ لوٹ لیا۔ پھر سزا کے اندیشے سے سلطان محمد کو جو اُسکے ساتھ تھا قید سے نکالکر بادشاہ بنایا۔ اور سلطان مسعود کو گرفتار کرکے قلعہ گیری مین قید کیا۔ جہان اُسکے بھتیجے احمد نے ۴۳۲ھ ۱۰۴۰ء مین اسکو قتل کر ڈالا۔ بعض مورخین کا بیان ہے کہ کنوئین مین ڈھکیل کر اُس کنوئین کو خاک اور دھول سے توپ دیا۔ سلطان مسعود کی سخاوت حضرت علی

سید سالار مسعود غازی اور اُنکے واقعات اگرچہ کسی مستند اور قابل وثوق تاریخ مین نہین ملتے مگر اس نام کے ایک زبردست اور بہادر حملہ آور کے ہونے اور اُنکے بہرائچ مین آکے شہید ہونے کا واقعہ متواترات مین سے ہے جو کسی تاریخی ثبوت کا محتاج نہین۔ ہان اُنکے حالات کی جو تفصیل بیان کیجاتی ہے وہ قطعاً مشتبہ اور تاریخ کے درجہ سے گری ہوئی ہے۔

۵۔ بعض مورخ یہ واقعہ ۴۳۵ھ کا اور بعض ۴۳۲ھ کا بتاتے ہین

کرم اللہ وجہہ کے مانند اور شجاعت و مردانگی رستم کے مثل بیان کیجاتی ہے۔ مدت سلطنت گیارہ سال اور رقبۂ حکومت ہندوستان مین ہانسی اور سونی پت کے مفتوحہ علاقہ تک تھا۔ اسکے سکے مندرجہ ذیل ہین (۱) مسعود (۲) مسعود بن محمود (۳) سلطان المعظم ملک العالم (۴) ناصر لدین اللہ حافظ عباد اللہ ظہیر خلیفۃ اللہ (۵) ناصر الدین اللہ ابوسعید مسعود بن محمود (۶) ناصر الدین اللہ حافظ عباد اللہ

(۶) **جلال الدولہ سلطان امیر محمد** (دوبارہ) یہ امیر مسعود کی گرفتاری کے بعد ۴۳۲ھ مین دوبارہ تخت پر بٹھایا گیا۔ چونکہ آنکھوں سے معذور تھا اسلیے انتظام سلطنت اسکے بیٹے احمد کے سپرد ہوا۔ اس نے اپنے چھوٹے بیٹے کو پشاور اور ملتان کا سپہ سالار مقرر کیا۔ امیر مودود بن مسعود نے جب اپنے باپ کی شہادت کا حال سنا تو فوج جمع کر کے بغرض انتقام غزنین سے روانہ ہوا۔ دینور (فتح آباد) کے مقام پر چچا بھتیجون کا مقابلہ ہوا اور امیر محمد کو شکست ہوئی۔ امیر مودود نے باپ کے انتقام کے جوش مین امیر محمد کو مع اُسکے بیٹون اور ان امرا کے جو امیر مسعود کی شہادت کے بانی ہوئے تھے قتل کر ڈالا۔ اس کی دوبارہ سلطنت کی مدت صرف چار ماہ ہے۔

سنہ ۴۰

(۷) **ابو الفتح قطب الملۃ شہاب الدولہ امیر مودود** ۴۳۲ھ مین تخت نشین ہوا۔ اور اسی سال اپنے چچا امیر محمد کحول کو قتل کر کے ہندوستان پر قابض ہوا۔ اور ابو نصر بن احمد عبدالصمد کو وزارت سے معزول کر کے ہندوستان کا

۴۳۲
۱۰۴۰

سپہ سالار مقرر کیا۔ جس نے امیر محمد کے چھوٹے بیٹے کو شکست دیکر قتل کیا۔ مجدود
بن سلطان مسعود جو لاہور کے مشرقی ممالک پر قابض تھا اور قلعہ ہانسی مین دہلی
کے فتح کرنیکے واسطے بہت سی فوج جمع کی تھی مودود کے اس لشکر سے
مقابلہ کرنیکو جو اُسے سزا دینے کے لیے مقرر ہوا تھا لاہور آیا۔ مگر لڑائی شروع
نہین ہوئی تھی کہ یکا یک عید الضحیٰ کی صبح کو وہ اپنے خیمہ مین مردہ پایا گیا اور
اسکی موت کا سبب کسی کو نہین معلوم ہوا۔ اور اس طریقے سے باپ کی کل مملکت
پر مودود کا قبضہ ہو گیا۔ ۴۳۵ھ؁ ۱۰۴۳ء مین امرائے اسلام کی باہمی مخاصمت کے باعث
رائے دہلی نے ہانسی و تھانیسر کے علاقون پر قبضہ کر لیا۔ اسکے بعد نگرکوٹ کا محاصرہ
کر کے وہان کے مسلمانون کو شہر بدر کیا۔ پھر تین راجاؤن نے اتفاق کر کے لاہور
کی طرف بڑھے۔ یہان آپس مین جنگ ہو رہی تھی اور اسی نزاع کے سبب سے
تھانیسر و نگرکوٹ کی طرف توجہ نہ کی جا سکی تھی۔ مگر جب راجگان ہند لاہور سے
بھی خارج کرنیکی غرض سے سر پر آ پہونچے تو انھین ہوش آیا اور نفاق کو بالائے
طاق رکھکر مقابلہ کو نکلے۔ رایان ہند نے ان کو مستعد اور لڑنے کو تیار دیکھا تو بے
لڑے بھڑے بھاگ کھڑے ہوئے۔ سلطان مودود نے باوجودیکہ جعفر بیگ
سلجوقی کی بیٹی سے نکاح کر لیا تھا۔ مگر اسکا سارا زمانہ سلجوقیون کی سلطنت سے
لڑنے مین صرف ہوا۔ آخر نو سال سلطنت کر کے ۲۴ رجب ۴۴۱ھ؁ ۱۰۴۹ء کو بعارضہ
قولنج ۲۹ برس کی عمر مین دنیائے ناپائدار سے رخصت ہو گیا۔ اسکے سکے

مندرجہ ذیل ہین (۱) شہاب الدولہ و قطب الملۃ (۲) ابوالفتح شہاب الدولہ و قطب الملۃ (۳) ابوالفتح شہاب الدولہ فخر الملۃ

۴۴۱ / ۱۰۴۹ (۸) ابو جعفر مسعود بن مودود - مودود کی وفات کے بعد علی بن ربیع نے اس کے چار سالہ بچہ کو تخت پر بٹھایا - مگر باشتگین حاجب اسکے خلاف تھا لہذا علی اور باشتگین مین لڑائی ہوئی علی باتفاق میرک وکیل زر و جواہر و خزانہ شاہی لیکر پشاور چلا آیا اور سندھ و ملتان وغیرہ پر قبضہ کرلیا - ادھر مسعود بن مودود چھ روز کے بعد تخت سے اتار دیا گیا - مگر مورخین کا غالب گروہ اس بیان پر متفق ہی کہ مسعود بن مودود باپ کی وصیت کے موافق تخت نشین ہوا - اور بعض کے نزدیک دس دن اور بعض کے نزدیک ایک ماہ بادشاہ رہا - اسکے بعد امرائے دربار نے اسکی ماں سے متفق ہوکر اسکے چچا ابوالحسن علی کو تخت پر بٹھایا - تاریخ گزیدہ نے اسکے تخت سے علٰحدہ ہونیکی وجہ لکھی ہی کہ اُسکی ماں نے اپنے دیور علی سے نکاح کرلیا تھا جو زیادہ قرین قیاس ہی -

۴۴۱ / ۱۰۴۹ (۹) ابوالحسن علی بن مسعود - مسعود کے بعد باشتگین نے علی بن مسعود کو تخت پر بٹھایا - مگر عبدالرشید بن محمود غزنوی جو ایک قلعہ مین قید تھا باتفاق امرا خروج کرکے غزنین مین آپہونچا اور علی بن مسعود ۴۴۳ھ / ۱۰۵۱ء مین پہاڑون کی طرف بھاگ گیا - مدت سلطنت دو سال -

۴۴۳ / ۱۰۵۱ (۱۰) زین الملۃ سلطان عبدالرشید - علی کے فرار ہوجانے پر عبدالرشید بفراغ خاطر تخت نشین ہوا - علی گرفتار ہوکے آیا اور قلعہ ندی مین قید ہوا - پھر تونتگین حاجب

علی بن ... کو جسنے ہندستان پر تسلط کرلیا تھا روانہ کیا گیا۔ علی کو شکست ہوئی اور ... ت عبد الرشید کے قبضے مین آیا۔ اسکے بعد نوشتگین نے قلعہ نگرکوٹ کا محاصرہ کرکے اسکو ہندوؤن سے چھین لیا۔ سلجوقیون نے غزنین پر چڑھائی کی مگر محمود کے غلام طغرل نے دو تین لڑائیون مین انکو کامل شکست دی۔ سلجوقیون کا قلع وقمع کرکے طغرل غزنین واپس آیا اور ۴۴۴ھ ۱۰۵۲ء مین عبد الرشید اور سلطان محمود کی اولاد کو جنکی تعداد نو یا گیارہ تھی قتل کرکے خود تخت نشین ہوا۔ مدت سلطنت عبد الرشید ایک سال چند ماہ اور سکے کی عبارت "عز الدولہ زین الملۃ شرف اللہ" تھی۔

۴۴۴ھ ۱۰۵۲ء (۱۱) طغرل ۴۴۴ھ ۱۰۵۲ء مین تخت محمودی پر بیٹھا۔ چالیس دن ظلم وجور کے ساتھ سلطنت کی چالیسوین دن دربار نوروزی گرم تھا کہ ایک ترک سلحدار نے باتفاق امرا خاص سریر شہریاری پر اسے قتل کرڈالا۔

۴۴۴ھ ۔ ۱۰۵۲ء ۴۵۱ھ ۔ ۱۰۵۸ء (۱۲) جمال الدولہ فرخ زاد بن سلطان مسعود۔ طغرل کے مرنے پر امرانے اولاد محمودی کی تلاش کی۔ معلوم ہوا کہ تین شہزادہ قلعہ زعفند مین قید ہین جنکے قتل کے واسطے طغرل نے ایک جماعت روانہ کی تھی مگر قتل سے پہلے قاصد نے قلعہ مذکور مین طغرل کی موت کا پیام پہونچایا اور وہ شہزادے قتل سے بچ گئے انھین مین فرخ زاد بھی تھا جو باتفاق امرا تخت پر بٹھایا گیا۔ اِس انقلاب کی خبر پاتے ہی سلجوقیون نے چڑھائی کی مگر شکست کھائی۔ اسکے عہد مین کئی اور لڑائیان بھی سلجوقیون سے ہوئین۔ ابتدائی لڑائیون مین تو اہل غزنین فتحیاب رہے۔ مگر آخر مین سلجوقیون کی

فتح ہوئی جسمین سلجوقی بہت سے امرا کو گرفتار کرکے خراسان لے گئے۔ چند روز بعد
باہمی مصالحت سے اِن امرا کو آزادی ملی یہ بادشاہ منصف مزاج اور نیک تھا
اپنی عمر کے چونتیسوین سال سات برس حکومت کرکے ۴۵۱ھ ۱۰۵۸ء مین بعارضہ درد
قولنج انتقال کر گیا بعض مورخ اسے عبد الرشید کا بیٹا بتاتے ہین۔ اِس بادشاہ کے
جو سکے دستیاب ہوئے ہین اُنکی عبارتین حسب ذیل ہین (۱) فرخ زاد (۲) فرخ زاد
بن مسعود (۳) جلال الدولہ کمال الملتہ (۴) مندرجہ بالا سکون مین سے بعض مین
ابو شجاع کے الفاظ بھی بڑھے ہوئے تھے۔

(۱۳) ظہیر الدولہ سلطان ابراہیم بن سلطان مسعود ۴۵۱ھ ۱۰۵۸ء مین باتفاق امرا
۴۵۱ ۱۰۵۸
سریر آرائے جہانبانی ہوا۔ بہت متقی خدا ترس اور دیندار تھا۔ رجب شعبان اور
رمضان مین مسلسل روزہ رکھتا تھا خط نسخ کا اوستاد تھا۔ ہر سال ایک کلام
پاک لکھتا تھا جن کو ترتیب وار ایک سال کا مکہ معظمہ مین اور دوسرے سال کا
مدینہ منورہ بھیجا کرتا تھا۔ اسکے وقت مین سلجوقیون نے صلح کر لی اور اسنے اپنے
بیٹے کی شادی ملک شاہ سلجوقی کی لڑکی یعنے سلطان سنجر کی بہن کے ساتھ کردی۔
اِس طرف سے اطمینان کرکے ۴۷۴ھ ۱۰۸۱ء مین اِسنے ہندوستان کا جہاد کیا۔ قلعہ اجودھن
معروف بہ پاک پٹن و قلعہ رو پال وغیرہ فتح کیے۔ اور ساٹھ برس کی عمر مین بیالیس
سال سلطنت کرکے ۴۹۲ھ ۱۰۹۹ء مین راہی دار البقا ہوا۔ اِس بادشاہ کے چھتیس بیٹے
اور چالیس بیٹیان تھین۔ اسکے بعض سکے یہ ہین (۱) ابراہیم بن مسعود (۲) ابو مظفر

ابراہیم (۳) سلطان الاعظم (۴) ظہیر الدولہ (۵) ناصر الدولہ ظہیر الملۃ (۶) قاہر الملک سید السلاطین۔

(۱۴) علاؤ الدولہ مسعود ثانی بن سلطان ابراہیم۔ باپ کے بعد تخت نشین ہوا۔ سخاوت و عدالت مین فرد تھا۔ اِس نے ہندوستان کی امارت عضد الدولہ کو دی اور جب وہ مرگیا تو طغاتگین کو ہندوستان کا سپہ سالار بنایا۔ جس نے گنگا سے پار اتر کے تاخت کی اور بہت سا مال غنیمت لیکر واپس گیا۔ سولہ سال حکومت کرکے ستاون برس کی عمر مین ۵۰۸ھ مین اسنے رحلت کی۔ اِسکے بعض سکون مین یہ الفاظ منقوش تھے۔ (۱) ابو سعد (۲) سلطان الاعظم (۳) سلطان العادل (۴) علاؤ الدولت وسند الملت۔ (۵) ظہیر الایمان (۶) نظام الدین (۷) مولا السلاطین۔

(۱۵) کمال الدولہ شیرزاد بن مسعود۔ ایک سال سلطنت کرکے ۵۰۹ھ مین ارسلان شاہ کے ہاتھ سے مارا گیا۔

(۱۶) سلطان الدولہ ارسلان شاہ بن سلطان مسعود ثانی۔ اِسنے تخت نشین ہوتے ہی اپنے بھائیون کو قید کرلیا۔ مگر بہرام شاہ بھاگ کر اپنے مامون سلطان سنجر کے پاس پہونچا اور اسے زیادہ مدد پر آمادہ کرکے ۵۱۰ھ مین غزنین پر چڑھ آیا۔ ارسلان شاہ تو تاب مقاومت نہ لاکر لاہور چلا آیا۔ مگر سلطان سنجر غزنین مین بہرام کو تخت پر بٹھا کر غزنین کے خزانے سے بے انتہا مال خصوصاً ۵ تاج سترہ تخت طلائی و نقرئی اور ایک ہزار تین سو جواہر سے مرصع زیور اپنے ہمراہ لے کر خراسان واپس گیا

۵۰۸ھ ۱۱۱۴ء
۵۰۹ھ ۱۱۱۵ء
۵۱۰ھ ۱۱۱۶ء

اسکے جانیکے بعد ارسلان شاہ ہندوستان کی فوج جمع کرکے غزنین پر حملہ آور ہوا۔ بہرام شاہ بھاگ کر قلعہ بامیان مین چلا گیا اور دوسرے سال پھر سلطان سنجر کی مدد سے غزنین کا مالک ہوا۔ ارسلان شاہ نے پھر بھاگ کر جان بچائی۔ مگر اسی سال گرفتار ہو کر بعمر پینتیس سال کچھ کم تین سال سلطنت کرکے قتل ہوا۔ اسکا سکہ یہ ہے "سلطان الاعظم سلطان الدولہ ملک ارسلان بن مسعود۔

(۱۷) **معز الدولہ بہرام شاہ بن سلطان مسعود ثانی** - یہ بہت ہی رعیت پرور بادشاہ تھا۔ اسکی تخت نشینی پر شعراء نے بہت سے قصائد لکھے سلطان سنجر کے دربار مین ایک قصیدہ سید حسن نے پڑھا جسکا بہت ہی مشہور شعر یہ ہے۔

منادی بر آمد ز ہفت آسمان	کہ بہرام شاہ است شاہ جہان

بہرام شاہ نے ہندوستان پر کئی حملے کیے۔ سب سے پہلا حملہ ۵۱۲ھ مین سپہ سالار ہند محمد باہلیم پر ہوا۔ جسے ارسلان شاہ نے مقرر کیا تھا۔ اِس زمانہ مین اس سے اکثر حرکات ناشائستہ ظہور مین آئے تھے اسے شکست دیکے گرفتار کر لیا۔ مگر جب اسنے اپنے افعال ناشائستہ سے توبہ کی تو پھر اسے سپہ سالار ہند مقرر کیا۔ اِسکے بعد محمد باہلیم نے ایک قلعہ ناگور مین تعمیر کرکے بہت سی عربی و عجمی فوج بھرتی کی بعض سرداران ہنود کو جو اسلام سے سرکشی کرتے تھے اپنا ممد و معاون بنایا اور سلطنت ہند کا مدعی ہوا۔ بہرام شاہ اسکی سرکوبی کو دوبارہ پہونچا۔ محمد باہلیم اپنے سرکش بیٹون کے ساتھ مقابلے کو تیار ہی تھا۔ ملتان کے قریب جنگ ہوئی۔ اور محمد باہلیم کو

کفران نعمت کی سزا ملی شکست کھا کر مع رفقا کے بھاگا۔ اور بھاگتے ہین اپنے بیٹون اور معزز سردار ونکے ساتھ اسطرح دلدل[۱] مین دھنس گیا کہ پتہ ونشان بھی نہ تھا۔ اب بہرام شاہ نے اسکی جگہ سید حسن بن ابراہیم علوی کو سپہ سالار مقرر کیا ۵۲۱ھ ۱۱۲۷ء مین بہرام شاہ نے اپنے داماد قطب الدین سوری غوری کو قتل کرڈالا۔ اسکا انتقام لینے کے لیے سیف الدین سوری قطب الدین کا بھائی غزنین پر چڑھ آیا۔ چونکہ بہرام شاہ مین مقابلہ کی طاقت نہ تھی لہذا کرمان چلا گیا اور سیف الدین ۵۲۲ھ ۱۱۲۸ء مین غزنین کے تاج تخت کا مالک ہوگیا۔ سیف الدین نے امرائے غزنین پر اعتبار کرکے غوری فوج اپنے بھائی علاؤ الدین کے ساتھ غور روانہ کردی امرائے غزنین نے میدان خالی پاکر بہرام شاہ سے خط وکتابت شروع کی بہرام شاہ عین جاڑے کے موسم مین جبکہ غور وغزنین کا راستہ بوجہ برف باری کے مسدود تھا غزنین پہونچا اسکے آتے ہی امرائے غزنین نے باقی ماندہ غوریون کو قتل کرکے سیف الدین کو بہرام شاہ کے حوالے کیا۔ بہرام شاہ نے سیف الدین کا منھ کالا کرکے اسکو ایک بڈھے بیل پر سوار کیا اور حکم دیا کہ سارے غزنین مین اسکی تشہیر کیجائے اسطرح تشہیر ہونے کے بعد سیف الدین قتل ہوا۔ علاء الدین کو جب اپنے بھائی کا یہ حال معلوم ہوا تو ۵۴۷ھ ۱۱۵۲ء مین لشکر لیکے غزنین پر چڑھ آیا۔ بہرام شاہ نے فوج جمع کرکے مقابلہ کیا لڑائی مین بہرام شاہ کا بیٹا دولت شاہ مارا گیا خود بہرام شاہ شکست کھا کر بھاگا۔ اور اسی

[۱] طبقات ناصری مین درزمین ہرمنی اور فرشتہ مین برزمین مجمہ تحریر ہے۔

رنج وغم مین غزنین پہونچتے ہی مرگیا۔ مدت سلطنت پینتیس سال چند ماہ[ل]۔ سکہ اسکا یہ ہے

«بہرام شاہ سلطان الاعظم یمین الدولہ»

(۱۸) تاج الدولہ والدین خسرو شاہ بن بہرام شاہ۔ باپ کے مرنیکے بعد حکمران ہوا۔ اور چونکہ علاؤالدین غزنین کے قریب پہونچ چکا تھا لہذا مع عیال واطفال لاہور چلا آیا علاؤالدین نے غزنین مین سات روز تک قتل عام کیا اور سارے شہر مین آگ لگادی غزنوی بادشاہونکی جسقدر یادگارین تھین انھین چھانٹ چھانٹ کر خاک سیاہ کیا یہانتک کہ سوائے سلطان محمود و مسعود و ابراہیم کی قبرونکے باقی تمام قبرین کھدوا کر انکی ہڈیان بھی جلا کر خاک کردین اور یہ ظلم وستم کرکے "جہان سوز" کے لقب سے مشہور ہوا۔ غزنین کی خاک توبڑون مین بھر کے سادات کے گلون مین لٹکائی اور انھین اپنے ساتھ فیروزکوہ لیگیا جہان پہونچکر ان سادات کو قتل کرکے ان کے خون سے غزنین کی خاک سنوائی اور اس سے فیروزکوہ کے برج تیار کرائے۔ خسرو شاہ نے نے علاؤالدین جہان سوز کی مراجعت کے بعد ہندوستان کی فوج آراستہ کرکے سلطان سنجر کی امداد کے بھروسے پر کمال تزک واحتشام سے پھر غزنین کا

ل؎ اس بادشاہ کے واقعات مین جو سنہ بتائے گئے ہین ان مین مورخون نے بہت اختلاف کیا ہے بعض مورخ اس جدال وقتال کے نہ ابتدا سنہ ۵۴۲ و ۵۴۳ھ مین بتاتے ہین۔ اور بعض بہرام شاہ کے آخر زمانے مین بہرام شاہ کی وفات کے سنہ مین بھی اختلاف ہے بعض مورخ سنہ ۵۴۳ھ اور بعض سنہ ۵۴۲ھ اور بعض سنہ ۵۴۴ھ کہتے ہین تاریخ الفی اور تذکرۃ الملوک بہرام شاہ کی وفات سنہ ۵۴۷ھ مین تحریر کرتے ہین۔

قصد کیا مگر اسی زمانے مین ایک نئی قوم یعنے ترکان غز[۵۱] نے سلجوقیونکے زبردست شاہنشاہ سلطان سنجر فاتح غزنین و غور کو شکست فاحش دیکر گرفتار کرلیا تھا اور اب ان لوگون نے غزنین کی طرف توجہ کی تھی۔ خسرو شاہ نے اپنے مین اُنکے مقابلہ کی طاقت نہ دیکھی اور لاہور واپس آیا۔

بعض مورخون کا بیان ہے کہ خسرو شاہ جب لاہور چلا آیا تو علاؤ الدین جہانسوز نے بلا د گرم سیر و قندھار و تگیناباد وغیرہ کو فتح کیکے سلطان غیاث الدین کو اُن کا والی بنایا۔ مگر جب خسرو شاہ ہندوستان سے نئی فوج بھرتی کرکے غزنین گیا تو علاؤ الدین نے اس طرح مصالحت چاہی کہ تگیناباد کے شہر اور قلعہ خود اسکے قبضے مین رہین اور خسرو شاہ غزنین پر قناعت کرے مگر خسرو شاہ نے اسکو نامنظور کیا۔ اسی زمانے مین سلطان سنجر کے عہد کا خاتمہ ہوگیا اور خسرو شاہ بے نیل مرام واپس آیا اور لاہور پہونچکر تقریباً آٹھ سال سلطنت کرکے ۵۵۵ھ (۱۱۶۰ع) مین راہی عالم جاودان ہوا۔ اسکے سکے پر "السلطان الاعظم معز الدولہ منقوش تھا"

[۵۱] ترکان غز ایک مدت سے دشت خفچاق مین رہتے تھے۔ ڈی گگنیز صاحب ان کو ترکمانونکے آبا و اجداد بتاتے ہین اور کہتے ہین کہ "اس قوم کو یوز اور غز اور غور اور غوزی اور غازی بھی کہتے ہین۔ اور یہی قوم ملک فرغانہ مین آجکل حکمران ہے اور یوز کے نام سے پکاری جاتی ہے۔" یہ لوگ دس سال تک غزنین پر حکمران رہے۔ اور ۵۶۹ھ (۱۱۷۳ع) مین غیاث الدین محمد نے اُنھین شکست دیکر غزنین سے نکال باہر کیا۔

۵۵۵ھ
۱۱۶۰-۱۱۸۶

(۱۶) خسرو ملک بن خسرو شاہ ختم الملوک خاندان محمودیہ۔ اس نے ۵۵۵ھ ۱۱۶۰ء مین بجائے باپ کے تخت و سلطنت کو زینت دی اور ہندوستان کے اس حصے کو جو اسکے اجداد نے فتح کیا تھا قبضہ مین کرکے عدل اور انصاف سے سلطنت شروع کی۔ مگر شہاب الدین غوری جس نے ترکان غز کو شکست دیکے غزنویون کے دار السلطنت پر قبضہ کرلیا تھا۔ دولت غزنویہ کے شہرون کو اپنے سوا دوسرے کے قبضہ مین نہ دیکھ سکتا تھا چنانچہ پہلے تو اسنے پشاور سندھ ملتان وغیرہ کو مسخر کیا پھر ۵۷۶ھ ۱۱۸۰ء مین لاہور پر حملہ کرکے خسرو شاہ کے بیٹے ملک شاہ کو کفیل کے طور پر اپنی حراست مین لیکر اور ایک مشہور ہاتھی کو اپنے قبضے مین کرکے واپس گیا۔ پھر ۵۸۰ھ ۱۱۸۴ء مین اس نے لاہور کے مضافات کو تاراج کرکے سیالکوٹ کا قلعہ تعمیر کیا۔ اور اس مین اپنا نائب و والی مقرر کیا۔ اگرچہ خسرو شاہ نے گھکڑون کی مدد لیکر اس والی کے نکال دینے کی کوشش کی مگر کچھ زور نہ چلا اور لاہور مین ناکام واپس آیا۔ ۵۸۲ھ ۱۱۸۶ء مین شہاب الدین پھر بلائے بے درمان کی طرح نازل ہوا۔ مگر اس مرتبہ خسرو شاہ سے ظاہر مین با خلاص پیش آیا۔ اور اسکے بیٹے ملک شاہ کو شاہانہ اعزاز سے اپنے معتمد ملازمونکے ہمراہ خسرو شاہ کے پاس روانہ کیا۔ خسرو شاہ اسکی یہ دریادلی دیکھ کر غافل ہوگیا۔ لیکن قبل اسکے کہ ملک شاہ اپنے باپ کے پاس پہونچے شہاب الدین غوری نے بیس ہزار منتخب سوارونکے ساتھ غیر معروف راستون سے دو منزلہ سہ منزلہ طے کرکے

بھاگ گیا کے لاہور کا محاصرہ کر لیا۔ خسرو شاہ نے جب یہ فوج دیکھی تو چارناچار امان مانگنے کے لیے شہاب الدین کی خدمت مین حاضر ہوا۔ مگر شہاب الدین نے اسے گرفتار کر کے اپنے بھائی سلطان غیاث الدین کی خدمت مین بھیجدیا۔ وہان وہ غرجستان کے قلعہ مین قید ہو کر ۵۹۸ھ مین معہ اپنے خاندان کے شہید ہوا۔ اور اسطرح سلطنت غزنویہ خاندان شنسبانیہ مین منتقل ہو گئی۔ خسرو شاہ بہت ہی حلیم و کریم بادشاہ تھا۔ اٹھائیس سال تک حکمران رہا۔ اسکا زمانہ سلطنت زیادہ تر اس کی افغان رعایا کی بغاوت اور ہندو راجاؤن خصوصاً دہلی اور اجمیر کے راجاؤنکی مخالفت مین گذرا۔ راجگان ہند افغانونکی بغاوت اور شہاب الدین کے حملے سے یہ فائدہ اُٹھانا چاہتے تھے کہ اپنا گیا ہوا علاقہ واپس لے لین۔ اسکے دو بیٹے (۱) سلطان الاعظم تاج الدولہ اور (۲) سراج الدولہ نقوش تھا۔ انکا بیٹا بہرام شاہ قلعہ سیف رود مین قید تھا وہ بھی قتل ہوا۔ روضتہ الصفا کے مورخ کا بیان ہے کہ غیاث الدین نے خاندان غزنویہ کے کل لوگون کو شربت فنا پلایا اور خاندان سبکتگین کی کوئی یادگار سوائے ان بادشاہونکی حکایتون کے باقی نہ رہی۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

باب سوم

خاندان شنبانیہ یا غوریہ

مورخ اِس خاندان کا سلسلہ ضحاک تازی سے اسطرح ملاتے ہین کہ جب
فریدون ضحاک تازی پر غالب ہوا تو اُسکی اولاد مین سے دو شخص سور و سام
بھاگ کر بامیان مین آئے اور اپنی حکومت قائم کی سور بادشاہ اور سام اسکا
سپہ سالار بنا۔ سور کی لڑکی سے سام کے بیٹے شجاع کا نکاح ہوا۔ اور جب سام مر گیا
تو شجاع اپنے خسر سے خفا ہو کر غور کے پہاڑون مین چلا آیا اور یہان حکومت
قائم کی یہ حکومت حضرت علیؓ کی خلافت کے وقت تک نسلاً بعد نسلاً چلی آئی۔
اِس عہد با برکت مین اِس خاندان کا حاکم شنسب تھا جو مسلمان ہوا اور اسی کے
نام پر اِس خاندان کا نام شنسبانیہ رکھا گیا محمود غزنوی کے وقت مین اسی خاندان کا
ایک شخص محمد سور نامی حاکم غور تھا جس سے محمود غزنوی سے لڑائی ہوئی۔ محمود غزنوی
غالب آیا اور اسے اور اسکے بیٹے حسن کو قید کر لیا۔ مگر حسن قید خانہ سے بھاگ کر
غور پہونچا اور محمود غزنوی سے معافی مانگ کر پھر غور کا حاکم قرار پایا۔ اسکے بعد اسکا
بیٹا حسین حاکم ہوا۔ حسین کے سات لڑکے ہوئے منجملہ ان کے سیف الدین غزنین آیا۔
اور بہرام شاہ نے اسکو مار ڈالا۔ اسی سبب سے غزنویون اور غوریون مین نفاق

ہوگیا اور بالآخر غوریون نے غزنویون کو تباہ کرکے چھوڑا

بعض لوگ بیان کرتے ہین کہ جب غزنویون کا تسلط غور مین ہوا تو اس خاندان کا ایک شخص سام نامی ہندوستان مین بھاگ آیا اور یہان آکر تجارت کرنے لگا اسکے بعد جب دریا کی راہ سے غور واپس جانے لگا تو راستے مین کشتی ٹوٹ گئی۔ سب اہل کشتی غرق ہوگئے۔ مگر اعزالدین حسین سام کا بیٹا ایک تختہ پر بیٹھا رہ گیا جسپر ایک شیر بھی تھا۔ تختہ کنارے لگا۔ شیر نے اپنی راہ لی اور اعزالدین حسین تختہ سے اترکر شہر مین پہونچا۔ رات کو چورون کے دھوکے مین پکڑا گیا۔ بادشاہ کی صحت کی خوشی مین سات سال قید رہنے کے بعد آزاد ہوا۔ وہانسے چلا تو قزاقون نے زبردستی اپنے گروہ مین شامل کیا۔ اتفاق کی بات کہ وہ سب قزاق مع عزالدین حسین کے ابراہیم شاہ کے سپاہیون کے ہاتھ مین گرفتار ہوئے اور ابراہیم شاہ نے سب کی گردن مارنے کا حکم دیا۔ اعزالدین حسین کو جب جلاد قتل کرنے کو لے چلا تو اسنے رو رو کر اپنی ساری کیفیت بیان کی جلاد کو رحم آیا اور اسنے اسکو لیجا کر بادشاہ کے سامنے پیش کردیا۔ بادشاہ نے اسے آزاد کرکے معزز خدمات مرحمت کیے اور اپنی ایک بیٹی کے ساتھ اسکا نکاح کردیا۔ ابراہیم شاہ کے بعد جب مسعود ثانی تخت نشین ہوا تو اس نے اسکو غور کی حکومت مرحمت کی۔ انگریزی مورخون کا خیال ہے کہ اعزالدین حسین ایک چالاک شخص تھا۔ جس نے اپنا حسب ونسب چھپانے کے واسطے

یہ داستان گڑھ لی۔

بہرحال مسعود شاہ کے وقت مین حسین غور کا حاکم تھا۔ اسکے سات لڑکے تھے منجملہ اُنکے ایک قطب الدین جو بہرام شاہ کا داماد تھا اور بہرام شاہ کے حکم سے قتل ہوا۔ اور دوسرا سیف الدین جس نے اپنے بھائی قطب الدین کے انتقام مین غزنین پر قبضہ کیا اور پھر بہرام شاہ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ بہرام شاہ سے اُسکا انتقام تیسرے بھائی علاؤالدین نے لیا جسکے بعد جہانسوز کے لقب سے مشہور ہوکر اس نے سلطان کا لقب اپنے نام کے ساتھ اضافہ کیا۔ اور سلطان سنجر کی ماتحتی کا جوا کندھے سے اُتار کے پھینک دیا۔ ساتھ ہی اُسکے دو صوبون ہرات اور بلخ پر قبضہ کرکے خراج بھیجنا بھی موقوف کردیا۔ یہ سرکشی دیکھکر سلطان سنجر نے حملہ کرکے اسے گرفتار کرلیا۔ اور غور کا بادشاہ ناصرالدین محمد ہوا۔ مگر چند دنون کے بعد سلطان سنجر نے علاؤالدین کا قصور معاف کرکے پھر اسکو غور مین سلطنت کرنیکی اجازت دیدی۔ علاؤالدین غور آیا اسکے آتے ہی غوریون نے ناصرالدین کو بچھونے مین دبا کر مار ڈالا علاؤالدین تخت پر بیٹھا اور اکثر ممالک فتح کیے یہ ملاحدہ الموت کا طرفدار تھا ۵۵۱ھ یا ۵۵۶ھ مین راہی عدم ہوا۔ اسکے بعد اسکا بیٹا سیف الدین تخت پر بیٹھا۔ جو بڑا رحم دل تھا۔ اسنے اپنے چچازاد بھائیون غیاث الدین اور معزالدین کو جنھین علاؤالدین نے قید کر رکھا تھا آزاد کردیا۔ اور ملاحدہ الموت کا کلیۃً استیصال کیا۔ اسکے زمانے مین دولت سنجری کا چراغ گل ہوچکا تھا۔ اور ترکان غز کا غلبہ

تھا جنھون نے غزنین پر قبضہ کرکے غور پر بھی تاختین شروع کردین سیف الدین ان کا فساد مٹانے کو لشکر لیکر روانہ ہوا عین معرکہ کارزار مین اسکے سپہ سالار ابو العباس نے اپنے بھائی کے انتقام مین جو سیف الدین کے ہاتھ سے مارا گیا تھا اسے نیزہ مار کر گھوڑے سے گرادیا۔ لشکر غور بھاگا۔ اور سیف الدین کو دشمنون کے ایک سپاہی نے کمر کی تلاشی لیتے وقت چھری بھونک کر مار ڈالا۔ یہ فقط ایک سال تک بادشاہ رہا۔ اسکے بعد ابو العباس غیاث الدین کے پاس آیا اور امرا کو جمع کرکے سنہ ۵۵۲ھ (۱۱۵۷ء) اسے بادشاہ بنایا۔ اس نے بہت سے ملک فتح کیے اور اسی کے وقت مین اسکے بھائی شہاب الدین غوری نے جو اس کا سپہ سالار اور شریک حکومت تھا ہندوستان کو فتح کیا۔

۵۶۹ھ - ۶۰۲ھ
۱۱۷۳ - ۱۲۰۶ء

سلطان الغازی معز الدنیا والدین ابو مظفر محمد بن سام عرف سلطان المعظم شہاب الدین غوری۔ غیاث الدین کی تخت نشینی کے تھوڑے ہی دنون بعد شہاب الدین تکنیاباد کا حاکم ہوا جو بیشتر سلاطین غزنین کے قبضے مین تھا۔ اِس حکومت کے زمانے مین وہ شہر غزنین پر اکثر حملے کرتا رہا جسکی مالک خسرو شاہ کے بعد قوم غز ہوگئی تھی سنہ ۵۶۹ھ (۱۱۷۳ء) و بقول فرشتہ سنہ ۵۶۷ھ (۱۱۷۱ء) مین غیاث الدین نے قوم غز کو پامال کرکے شہاب الدین کو غزنین کے تاج و تخت کا مالک بنا دیا۔ مملکت غزنین کا انتظام کرنیکے بعد سنہ ۵۷۱ھ (۱۱۷۵ء) مین شہاب الدین نے ملتان پر حملہ کیا۔ یہان قرامطہ (اسماعیلیون) نے پھر زور پکڑ لیا تھا۔ ان کا قلع و قمع کرکے اوچھ کا محاصرہ کیا اور اسے فتح کرکے

۵۷۲ھ (۱۱۷۶ء) مین غزنین واپس گیا۔ ۵۷۴ھ (۱۱۷۸ء) مین ملتان کی راہ سے گجرات پر حملہ کیا مگر بیاسنگھ کے راجہ بھیم دیو نے اسے شکست دی اور ہزارون مسلمانون کو قتل کیا۔ شہاب الدین بمشکل تمام غزنین پہونچا۔ ۵۷۵ھ (۱۱۷۹ء) مین پشاور فتح کیا اور ۵۷۷ھ (۱۱۸۱ء) مین لاہور پر حملہ کیا۔ مگر خسرو ملک نے ایک زنجیر فیل اور اپنے بیٹے کو بطور کفیل بھیجکے صلح کر لی۔ ۵۷۸ھ (۱۱۸۲ء) مین دیول پر حملہ کرکے سمندر کے کنارے کا علاقہ اپنے تحت و تصرف مین لایا۔ ۵۸۰ھ (۱۱۸۴ء) مین پھر لاہور آیا۔ خسرو ملک تو قلعہ بند ہوکے بیٹھ رہا۔ مگر شہاب الدین نے وہ کل علاقہ جو سلاطین غزنویہ کے تصرف مین تھا اپنے قبضے مین کیا۔ قلعہ سیالکوٹ کو تعمیر کرکے حسین خرمیل کے سپرد کیا اور غزنین واپس گیا۔ شہاب الدین کی واپسی کے بعد خسرو ملک نے گھکڑون سے مل کے سیالکوٹ کا محاصرہ کر لیا۔ مگر چند روز مین تھک کے بے نیل مرام لاہور مین واپس چلا آیا۔ ۵۸۲ھ (۱۱۸۶ء) مین شہاب الدین پھر لاہور آیا۔ خسرو ملک مین چونکہ مقابلہ کی طاقت نہ تھی اسلئے صلح کرنے کو شہاب الدین کی خدمت مین حاضر ہوا۔ شہاب الدین نے اسے گرفتار کر لیا۔ اور اپنے ساتھ غزنین لیگیا۔ ۵۸۷ھ (۱۱۹۱ء) مین پھر عازم ہندوستان ہوا۔ یہان قلعہ سرہند فتح کرکے قاضی ضیاء الدین کے سپرد کیا اور واپسی کا ارادہ کر رہا تھا کہ خبر ملی رائے پتھورا والی اجمیر اور گوبند رائے (کھانڈے رائے) راجہ دہلی مع ڈیڑھ سو راجگان ہند کے دو لاکھ سوار اور تین ہزار ہاتھیون اور بے شمار پیدلون کے ساتھ مقابلہ کو آرہے ہین اتنے بڑے لشکر کے مقابلے کی طاقت اگرچہ شہاب الدین مین نہ تھی مگر حمیت اسلام نے

جوش مارا اور مقابلے کو آگے بڑھا۔ مقام ترائن (تلاوری) مین جو دہلی سے کچھ فاصلے پر کرنال اور تھانیسر کے درمیان مین واقع ہے مقابلہ ہوا۔ شہاب الدین جوش مین آکر تنہا صفون کو چیرتا ہوا گیا اور دہلی کے راجہ پر جو ایک بڑے ہاتھی پر سوار تھا حملہ کیا۔ اور ایسا نیزہ مارا کہ اسکے بہت سے دانت ٹوٹ گئے۔ راجہ نے بھی تلوار کا وار کیا جس سے شہاب الدین کا بازو زخمی ہوا اور قریب تھا کہ گھوڑے سے زمین پر آ رہے کہ کسی ہمراہی کی نظر پڑ گئی جو فوراً شہاب الدین کے پیچھے گھوڑے پر جا بیٹھا اسے لشکر سے نکالا اور بیس کوس پر جا کے دم لیا۔ اِس لڑائی مین مسلمانون کو شکست ہوئی۔ اور شہاب الدین نے چند ہزار فوج قلعہ سرہند مین چھوڑ کر غزنین کی راہ لی۔ رائے پتھورا نے بڑھ کر سرہند کا بھی محاصرہ کر لیا۔ اور تیرہ مہینے تک گھیرے پڑا رہا۔ ادھر شہاب الدین یہ شکست کھا کر واپس گیا تو اسے خواب خور حرام تھا۔ دوسرے سال بہت بڑا لشکر جسکی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار بتائی جاتی ہے۔ جمع کر کے ہندوستان کی طرف چلا۔ یہ خبر مشتہر ہوئی تو رائے پتھورا اہل قلعہ سے صلح کر کے ترائن واپس آیا۔ اور اپنے مددگارون کو مدد کے واسطے بلایا۔ چونکہ ایک سال قبل فتح عظیم ہو چکی تھی اسلیے سابق کے راجاؤنکے علاوہ اور بہت سے سردارون نے بھی شرکت کی اور پہلی فتح کے غرور مین شہاب الدین کے پاس کہلا بھیجا کہ اپنے اور اپنی غریب فوج کے حال پر رحم کرو اور فوراً واپس چلے جاؤ ورنہ ہمارے مست ہاتھی اور صف شکن سپاہی ایک کو بھی جیتا نہ چھوڑینگے

شہاب الدین نے اسکا جواب بہت نرم الفاظ میں دیا۔ اور کہلا بھیجا میں چونکہ اپنے بھائی غیاث الدین کے حکم سے آیا ہوں اسلیے جبتک ان کی اجازت نہو واپس نہیں جا سکتا۔ اب کی لڑائی میں ہندؤنکی تقدیر دگرگون تھی ایک ہی معرکے میں ڈیڑھ سو راجاؤں نے اپنے تین لاکھ سے زائد ساتھیونکے ساتھ شکست کھائی۔ گوبندرائے نائب السلطنت دہلی اور اکثر بڑے بڑے راجہ لڑائی میں مارے گئے۔ رائے پتھورا گھوڑے پر سوار ہوکے بھاگا۔ مگر سرستی ندی کے قریب گرفتار ہوکے آیا اور قتل ہوا۔ یہ واقعہ ۵۸۸ھ ۱۱۹۲ء کا ہے۔ اس لڑائی سے علاقہ سرستی وہانسی وسانہ وکہرام وغیرہ سلطان کے قبضے میں آگئے۔ فتح کے بعد شہاب الدین اجمیر گیا اور اجمیر کا علاقہ پتھورا کے لڑکے کو دیکر دہلی میں آیا۔ رائے دہلی کے بیٹے نے چونکہ بہت سے تحفونکے ساتھ حاضر ہوکر عجز و الحاح کیا لہذا اُسے چھوڑ کر کہرام میں آیا اور یہانکی حکومت اپنے غلام قطب الدین ایبک کے سپرد کرکے شمالی ہند کو مطیع کرتا ہوا غزنین واپس گیا۔ ۵۸۹ھ ۱۱۹۳ء میں قطب الدین نے میرٹھ اور دہلی کو فتح کیا۔ اُسی سال قلعۂ کول بھی محاصرہ کے بعد فتح ہوا۔ اور قطب الدین ایبک نے بجائے کہرام کے دہلی کو دار الحکومت قرار دیا۔

۵۹۰ھ ۱۱۹۴ء میں شہاب الدین پھر ہندوستان آیا اور رائے جے چند فرمانروائے قنوج وبنارس کو شکست دی۔ اس کے بعد اسنی گیا۔ جہان بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ پھر بنارس میں داخل ہوا۔ یہان بہت سی مسجدین تعمیر کین۔

یہ کار خیر کرکے دہلی مین واپس آیا۔ اور ہندوستان کی ولایت بدستور قطب الدین کے سپرد کرکے غزنین چلا گیا۔ ۵۹۱ھ ۱۱۹۴ء مین رائے پتھورا کے ایک عزیز ہیراج نے اجمیر پر حملہ کرکے رائے پتھورا کے لڑکے کو نکال دیا لہذا قطب الدین نے اسے قتل کرکے اجمیر پر قبضہ کیا۔ اور یہان سے علاقہ گجرات کے شہر نہروالہ مین پہونچا اور راجہ بھیم دیو سے سلطان کی اس شکست کا انتقام لیا جو اسے ۵۷۴ھ ۱۱۷۸ء مین ہوئی تھی ۵۹۲ھ ۱۱۹۵ء مین شہاب الدین پھر ہندوستان آیا اور قلعہ بیانہ (تھنکر) فتح کرکے بہاؤ الدین طغرل کے سپرد کیا۔ اور اسے گوالیار کی فتح کرنے کی ہدایت کرکے غزنین واپس گیا۔ طغرل نے حصار سلطان کوٹ تعمیر کرکے قلعہ گوالیار کا محاصرہ کر لیا۔ مدت کے بعد جب اہل قلعہ تنگ آگئے تو انھون نے یہ چالاکی کی کہ اپنے ایلچی قطب الدین کی خدمت مین بھیجکر قلعہ کا مالک قطب الدین کو تسلیم کر لیا۔ اس کارروائی سے قریب تھا کہ بہاؤ الدین طغرل اور قطب الدین ایبک مین لڑائی ہو جائے۔ مگر بہاؤ الدین طغرل کے انتقال سے یہ فساد مٹ گیا۔ ۵۹۳ھ ۱۱۹۶ء مین اجمیر کے قریب راجپوت پھر جمع ہوئے اور قطب الدین کو رائے پتھورا کے بیٹے کی مدد پر پھر جانا پڑا۔ اس مرتبہ قطب الدین کو شکست ہوئی۔ چنانچہ وہ زخمی ہو کر اجمیر کے قلعہ مین دروازہ بند کرکے بیٹھ رہا۔ اور جب غزنین سے تازہ فوج مدد کو آئی تو دشمنون کو کامل شکست دیکر دوبارہ نہروالہ پر حملہ کیا۔ اور اس ملک کو اپنے قبضہ مین کر لیا۔

اسی زمانہ مین کالنجر کالپی بداؤن اور اودھ وغیرہ مسخر ہوئے اور محمد بختیار خلجی نے جو قطب الدین کا سپہ سالار تھا بہار و بنگالہ فتح کیے۔ ۵۹۹ھ میں غیاث الدین کا انتقال ہوگیا اور شہاب الدین نے فیروزکوہ کی راہ لی۔ وہان بہائے غور کی سلطنت مختلف حقداروں کے سپرد کی اور غزنین میں جا کر اپنے بھائی غیاث الدین کی وصیت کے موافق تاج شاہی اپنے سر پر رکھا۔

شہاب الدین اگرچہ ۵۶۹ھ ہی مین غزنین کے تاج و تخت کا مالک ہوگیا تھا مگر جبتک بڑا بھائی غیاث الدین زندہ رہا اپنے آپ کو سپہ سالار ہی سمجھتا رہا۔ ۶۰۰ھ مین اُس نے خوارزم پر چڑھائی کی۔ دوران جنگ مین معلوم ہوا کہ بادشاہان خطا و سمرقند سلطان خوارزم کی مدد کو آ رہے ہین اور عقب سے حملہ آور ہونگے۔ لہٰذا اپنے سامان کو جلا کر خوارزم سے واپس چلا۔ اہل خوارزم نے تعاقب کیا اور پشت کی طرف سے لشکر خطا و سمرقند نے راستہ روکا۔ اِس معرکے مین بہت مسلمان شہید ہوئے۔ مگر اہل خطا و سمرقند کو شکست ہوئی۔ رات کو خطا اور سمرقند والون کا لشکر پھر جمع ہوا۔ اور ادھر اُسی رات یہ واقعہ پیش آیا کہ شہاب الدین کا سردار عزالدین حسین خرمیل جو پانچ ہزار لشکریون کے سلطان سے خفا ہوکر چل دیا۔ بہت سے اور لشکر والون نے بھی اسکا ساتھ دیا۔ دوسرے روز پھر کفار مغل سے سامنا ہوا۔ سلطان نے بڑی مردانگی سے مقابلہ کیا۔ یہانتک کہ بجز سو آدمیون کے

سارا لشکر شہید ہو گیا اور اسکے چتر شاہی کی شکل دشمنوں نکے تیرونکی کثرت سے ساہی کی سی ہو گئی۔ اس نازک موقع پر اس کا ایک غلام گھوڑے کی لگام پکڑ کے اُسے زبردستی قلعہ اندخود مین کھینچ لیگیا اور دوسرے دن ملک عثمان سمرقندی اور دیگر امرائے خطا نے جو مسلمان تھے بیچ مین پڑکر صلح کرادی۔ یہ صلح کر کے شہاب الدین غزنین واپس آیا مگر چونکہ اس شکست کی خبر یہان مشہور ہو چکی تھی اِسوجہ سے سلطان کے غلام تاج الدین یلدز نے جو اِس زمانہ مین غزنین کا حاکم تھا شہر کے دروازہ نہ کھولے اور لڑنے پر آمادہ ہوا۔ سلطان نے مجبوراً ملتان کا راستہ لیا۔ ملتان کا حاکم عزالدین حسین خرمیل تھا جو سلطان سے خفا ہو کر بھاگ آیا تھا۔ سلطان شہاب الدین کا ایک جعلی فرمان پیش کر کے ملتان پر قابض ہو گیا تھا اور وہان کے سابق حاکم امیر داد حسن کو قتل کر ڈالا تھا۔ اِس غاصب حاکم ملتان نے مقابلہ کیا مگر شکست کھائی اور گرفتار ہوا۔ اب سلطان نے یہان سے لشکر جمع کر کے غزنین کی راہ لی۔ اور وہان پہونچکر تاج الدین یلدز کا گناہ اہل غزنین کی سفارش پر معاف کیا۔ گذشتہ شکست کی شہرت ہوئی تو گھکرون نے بھی سر اُٹھایا۔ سلطان نے لاہور پہونچکے قطب الدین کی مدد سے اُنھین پامال کیا تھوڑے دنون بعد اسلام کا یہ معجزہ ظاہر ہوا کہ جو مسلمان گھکرون کے ہاتھ مین اسیر تھے ان کے اوضاع و اطوار دیکھکر ان اسیر کرنے والے

بہائم پر حق کا اثر پڑا۔ چنانچہ گھکرون کے سردار سلطان کی خدمت مین حاضر ہوکر مشرف باسلام اور خلعت سے سرفراز ہوئے۔ اور ان کو کوہستان کی حکومت بھی دربار سلطانی سے عطا ہوئی۔ اور تھوڑے زمانے مین انکی ساری قوم بہ رضا و رغبت دین اسلام مین داخل ہوگئی اور اسی سال علاقہ تیراہ کے تقریباً چار لاکھ برہمن و چھتری حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ سنہ ۶۰۲ھ مین جبکہ سلطان غزنین جا رہا تھا اٹک کے کنارے مقام دمیک در ڈھنک مین ملاحدہ یعنے پیرو حسن بن صباح اسماعیلیون کے ایک فدائی نے رات کے وقت سلطان کے خیمے کے اندر گھسکر اسکا کام تمام کیا۔ فرشتہ وطبقات و دیگر مورخین نے اسکا الزام بعض بے دین گھکرون پر قائم کیا ہے۔ بہرحال سرداران لشکر نے اس کی لاش بہت ہی تزک و احتشام کے ساتھ غزنین پہونچائی اور اس کی بیٹی کے مقبرے مین دفن کیا۔ کسی نے اس واقعہ کی تاریخ لکھی ہے۔

شہادت ملک بحر و بر معز الدین	کز ابتدائے جہان شد چو او نیامد یک
سوم ز غرہ شعبان بسال ششصد و دو	فتاد در رہ غزنین بمنزل دمیک

ہندوستان مین اسکا رقبہ فرمان روائی سندھ سے لیکر بنگالہ تک تھا اور جنوب مین گجرات مالوہ گوالیار اور کالنجر وغیرہ اسکی قلمرو مین شامل تھے مدت سلطنت غزنین کی حکومت سے ۳۲ سال اور لاہور کی حکومت سے

تقریباً ۲۱ سال تھی۔

یہ بادشاہ عادل خداترس دیندار اور بہت ہی شجاع تھا۔ عالموں کی خدمت کرتا۔ رعایا سے بہ مہربانی پیش آتا۔ اور اپنی زندگی بالکل سپاہیانہ وضع سے بسر کرتا تھا۔ گو یہ خود زیادہ پڑھا لکھا نہ تھا۔ مگر اہل علم کا قدردان تھا۔ اس نے بہت سی درسگاہیں بھی ہندوستان میں قائم کیں۔ چنانچہ تاج المآثر کا مصنف (حسن نظامی نیشاپوری) تحریر کرتا ہے کہ شہاب الدین محمد غوری نے اجمیر میں متعدد مدرسے جاری کیے۔

دہلی کی مسجد قوۃ الاسلام یا مسجد آدینہ بھی اسکی مشہور یادگار ہے۔ یہ اُس مندر کے بجائے تعمیر ہوئی ہے جسے رائے پتھورا نے قلعہ رائے پتھورا کے ساتھ ۵۳۸ھ ۱۱۴۲ء میں تعمیر کیا تھا۔ قطب الدین نے دہلی کی فتح کے بعد اسکی عمارت تو بدستور قائم رکھی۔ مگر بعض بتوں کو توڑ کے اور بعض کے چہرے مٹا کے اُسے مسجد بنا دیا پانچ کروڑ چالیس لاکھ دہلی وال سکہ کا اسباب اُسکی نذر کیا اور شرقی دروازے پر فتح کی تاریخ اور اپنے نام کا کتبہ لگایا۔

پھر ۵۹۲ھ ۱۱۹۵ء میں سلطان شہاب الدین کے حکم سے اس بت خانہ کے غربی ضلع کے سامنے پانچ در بطور مسجد کے سنگ سرخ سے تعمیر کیے ہیں۔ جن میں اِدھر اُدھر کے چار در اٹھائیس فٹ اونچے اور بیچ کا بڑا در اڑتالیس فٹ بلند اور اکیس فٹ چوڑا ہے۔ اس مسجد کی لمبائی بہتر گز اور چوڑائی پچاس گز ہے۔

تقویم البلدان کا مصنف اِس مسجد کا اذنہ قطب صاحب کی لاٹھ کو بتاتا ہے اور فتوحات فیروز شاہی کے مصنف نے قطب صاحب کی لاٹھ کو بھی اسی بادشاہ کی یادگار یعنی سلطان معز الدین کی لاٹھ لکھا ہے اپنی دارالسلطنت مین اس نے بہت بڑا خزانہ چھوڑا منجملہ دیگر خزائن کے فقط ہیرا جو جواہر مین نفیس ترین جوہر ہے اسکے خزانے مین ڈیڑھ ہزار من تھا اور اسی کے مطابق دوسری چیزون کا بھی اندازہ کرنا چاہیے۔ جو نادر روزگار چیزین اسنے ہندوستان سے حاصل کین۔ ان مین سے خاص اور مشہور یہ ہین۔ (۱) پانچ زرین اور مرصع کنگورے جن کی بلندی تین گز سے کچھ زیادہ تھی (۲) دو ہمارے زرین جو قد مین اونٹ کے برابر تھے (۳) ایک حلقہ زرین معہ زنجیر طلائی (۴) ایک خربوزہ جسکا دور پانچ گز کا تھا (۵) زر نقارے طلائی جو گاڑیون پر چلاتے تھے اور یہ سب چیزین اس نے اپنے بھائی غیاث الدین کی خدمت مین نذرانے کے طور پر پیش کی تھین۔

اسکے حسب ذیل سکے دستیاب ہوئے ہین (۱) سلطان الاعظم محمد بن سام (۲) سلطان الاعظم معز الدنیا والدین ابوالمظفر محمد بن سام (۳) سلطان الاعظم ابوالمظفر محمد بن سام۔

اس بادشاہ کے بہت سے امرا اور غلامون نے ہندوستان و بنگالہ و غزنین وغیرہ مین سلطنت کی منجملہ اُنکے قطب الدین ایبک

تاج الدین یلدز سلطان ناصر الدین قباچہ شمس الدین التمش ملک بہار الدین طغرل - ملک محمد بختیار - ملک حسام الدین وغیرہ زیادہ مشہور ہین - اور ان سب کا تذکرہ اپنی اپنی جگہہ پر لکھا جائیگا -

اِس بادشاہ کے اولاد نرینہ نہ تھی لہذا اسکی وفات کے بعد اسکے غلام اور سپہ سالار اپنے اپنے مقبوضہ علاقون پر قابض ہو گئے - مگر غزنین مین اِسکا بھتیجا علاء الدین محمد بن بہار الدین سام بامیانی تخت نشین ہوا - لیکن چند روز بعد تاج الدین یلدز نے اسے نکال باہر کیا - اور خود تخت نشین ہو گیا - اِس سے اور قطب الدین ایبک سے لڑائی ہوئی قطب الدین نے تاج الدین یلدز کو ۶۰۳ھ ۱۲۰۶ء مین شکست دی اور چالیس روز تک غزنین پر قابض ہو کر عیش کرتا اور جشن طرب کے مزے اڑاتا رہا - اِسی عیش و عشرت کے زمانے مین امرائے غزنین نے تاج الدین یلدز کو خفیہ خطوط لکھ کر پھر غزنین بلایا - تاج الدین جیسے ہی فوج کے ساتھ غزنین کے قریب پہنچا سلطان قطب الدین نے مقام سنگ سوراخ کے راستہ سے ہندوستان کی راہ لی - تاج الدین یلدز نے نو سال اور چند ماہ سلطنت کی تھی کہ ۶۱۲ھ ۱۲۱۵ء مین سلطان محمد خوارزم شاہ غزنین پر چڑھ آیا اور تاج الدین یلدز اسی سنگ سوراخ کی راہ سے لاہور مین بھاگ آیا یہان سلطان شمس الدین التمش سے حدود ترائن مین اس سے لڑائی ہوئی جس مین وہ شہریار ہند کے ہاتھ مین اسیر ہو گیا - اور سلطان التمش کے حکم سے بدایون

مین بھیجدیا گیا۔ جہان پہونچکر وہ شہید ہوا۔

سلطان غیاث الدین کی وفات کے بعد شہاب الدین نے ملک ضیاء الدین درغور کو جو دونون سلطانون کا چچازاد بھائی اور عمر مین دونون سے بڑا تھا سلطان علاء الدین کے نام سے فیروزکوہ مین تخت پر بٹھایا۔ وہ چار سال تک حکومت کرتا رہا۔ سلطان غیاث الدین محمد کا ایک بیٹا غیاث الدین محمود تھا جسکو سلطان شہاب الدین نے بلاد بست کی حکومت عطا کی تھی۔ اسکو باپ کی جانشینی اور فیروزکوہ کی حکمرانی کی تمنا تھی جسکو سلطان شہاب الدین نے پورا نہونے دیا تھا۔ اب سلطان موصوف کی شہادت کے بعد ۶۰۲ھ مین وہ بست سے فوج لیکر داور مین آیا۔ اور وہان سے امرائے غور کو اپنے ہمراہ لیکر جو اس سے مل گئے تھے فیروزکوہ کا رخ کیا۔ علاء الدین فیروزکوہ سے بھاگ کر غرجستان گیا اور وہین گرفتار ہوکر قید ہوا۔

غیاث الدین محمود بن سلطان غیاث الدین محمد۔ علاء الدین کے بعد فیروزکوہ کے تخت پر بیٹھا اور باپ کی ساری قلمرو پر قابض ہوا۔ چونکہ باپ اور چچا دونو کی حکومت کا اصلی مالک یہی تھا لہذا تمام سلاطین اور ملوک اسکی تعظیم کرتے تھے ہندوستان اور غزنین اور غور کے خطبون مین اسی کا نام لیا جاتا تھا۔ سلطان تاج الدین یلدز قطب الدین ایبک اور دیگر ملوک نے جو سلطان شہاب الدین کے غلامون مین تھے اپنے اپنے سفیر بھیجکر درخواست کی

کر انھین انکے مقبوضہ قلمرو پر حکومت کرنیکی سندین عطا ہون اور محمود نے لقب سلطانی اور چتر شاہی مرحمت فرمایا ۔ ۶۰۳ھ میں ملک رکن الدین بن حاجی ملک علاء الدین نے جس سے غوریون نے ساز کر لیا تھا فیروز کوہ پر چڑھائی کی اور شکست کھائی ۔ ۶۰۵ھ مین علاء الدین الشترین علاء الدین جہانسوز نے سلطان خوارزم سے مدد لیکر اس پر چڑھائی کی اور اس نے بھی شکست کھائی ۔ اسکی حکومت کے پانچوین سال خوارزم شاہ کے بیٹے علاء الدین علی نے اپنے بھائی علاء الدین محمد خوارزم شاہ سے ناراض ہو کر اسکے دامن مین پناہ لی ۔ خوارزم شاہ کو یہ حال معلوم ہوا تو اس نے ایک عہدنامہ جو شہاب الدین کی زندگی مین محمود شاہ اور خوارزم شاہ کے درمیان مین ہوا تھا کہ دونون تاجدارون مین ہمیشہ الفت و موافقت رہیگی اور ایک کا دشمن دوسرے کا دشمن سمجھا جائیگا بذریعہ سفیر کے بھیجکر درخواست کی کہ علاء الدین علی ہمارا دشمن ہے لہذا گرفتار کر لیا جائے محمود نے اِس عہدنامہ کے موافق علاء الدین علی کو پکڑ کے برکوشک مین قید کر دیا ۔ علاء الدین علی کے ساتھیون نے جو کثرت سے یہان آگئے تھے اِس مضمونکی درخواست پیش کی کہ ہم سب حضور کی پناہ مین ہین اور جن لوگون کو پناہ دی ہو ان کو قید کرنا مناسب نہین ۔ اور اگر ہماری التجا نہ سنی گئی تو ہم سب اپنی جانین نثار کر دینگے مگر سماعت نہ ہوئی ۔ انجام یہ ہوا کہ ان لوگونکی ایک جماعت نے ۷ صفر ۶۰۹ھ کی رات کو خفیہ راستون سے قصر کی چھت پر چڑھکر سلطان

محمود کو شہید کر ڈالا۔ یہ بادشاہ نہایت سخی اور عادل تھا۔ باپ کا سارا خزانہ جو
اسکے وقت تک بجنسہ موجود تھا انعام اور سخاوت مین صرف کر ڈالا۔

بہاءالدین بن محمود سام۔ باپکے شہید ہونے پر چودہ برس کی عمر مین تخت
نشین ہوا۔ لیکن تین ہی مہینے حکومت کرنے پایا تھا کہ ۱۵ رجادی الاول ۶۰۲ھ
کو علاءالدین اتنسر نے سلطان خوارزم شاہ سے مدد لیکر تخت گاہ پر قبضہ کر لیا
اور بہاءالدین معہ اپنے اعزا کے خراسان چلا گیا۔ جہانسے اہل خوارزم اسکو
معہ اسکے متعلقین کے خوارزم کو واپس لائے جب چنگیز خان نے خوارزم
شاہ پر حملہ کیا تو خوارزم شاہ کی ماں نے بہاءالدین سام اور اسکے بھائی شمس الدین
محمد دونوں کو دریائے جیحون مین ڈبوا دیا۔

سلطان علاءالدین اتنسز بن علاءالدین جہانسوز۔ خوارزم شاہ کی فوج
اسے تخت پر بٹھا کے واپس گئی مگر امرائے ترک و تاج الدین یلدز وغیرہ
نے اسکی مخالفت کی۔ پہلے تو محمد عبداللہ سیتانی وزیر غزنین نے اس پر حملہ کیا
اور ناکامیاب واپس گیا۔ اسکے بعد ملک نصیرالدین حسین امیر غزنین نے
حملہ کیا۔ اس نے میدان جنگ مین علاءالدین کو نیزہ مارا اور ساتھ ہی کسی ترک
سپاہی نے اسکے سر پر گرز کا ایسا زبردست ہاتھ مارا کہ دونوں آنکھین نکل پڑین۔
مگر ملک قطب الدین سپہ سالار غور نے حملہ کر کے اہل غزنین کو منتشر کیا۔ اور علاءالدین
کو دشمنون کے ہاتھ سے چھین لیا لیکن وہ اس صدمہ سے جانبر نہو سکا۔ اسکے بعد

امرائے غور وغزنین نے ملک حسام الدین کو تخت پر بٹھایا۔ مگر اسی زمانے مین علاء الدین شاہ جو غیاث الدین کے بعد فرمانروا ہوا تھا قید سے آزاد ہو کر غزنین پہونچا تاج الدین یلدز نے اسکا اعزاز و اکرام کیا۔ اور سلطان بنا کے فیروز کوہ بھیجا تاج و تخت پر قبضہ کرنیکے بعد وہ ایک سال سلطنت کرنے پایا تھا کہ سلطان خوارزم شاہ نے ایک عہدنامہ پیش کیا جو نیشاپور مین تاج و تخت پانے سے پہلے اس نے خوارزم شاہ سے کیا تھا کہ ”مین کبھی خوارزم شاہ کے مقابلہ مین ہتھیار نہ اُٹھاؤنگا“ چنانچہ اس عہدنامہ کے مطابق ۶۱۲ھ مین سلطان علاء الدین نے شہر فیروزکوہ کو خوارزم شاہ کے معتمدونکے سپرد کیا۔ اور خود خوارزم شاہ کے پاس چلا گیا۔ وہان چند روز اعزاز و اکرام سے زندگی بسر کرکے راہی ملک بقا ہوا۔ اور اسی پر سلطنت غور اور سلاطین شنبسی کا خاتمہ ہو گیا۔

باب چہارم

سلاطین قطبیہ و شمسیہ

یعنے

غلام بادشاہون کی سلطنت

سنہ ۶۰۲ - ۶۸۶ھ
۱۲۰۶ - ۱۲۸۸ء

(۱) سلطان قطب الدین ایبک سلطان شہاب الدین کی وفات کے بعد ۶۰۲ھ ۱۲۰۶ء ہندوستان کا مالک قطب الدین ایبک ہوگیا اور ۱۸ ذیقعدہ سنہ ۶۰۲ھ ۱۲۰۶ء کو لاہور مین اُس نے تخت سلطنت پر جلوس کیا۔ یہ بہت ہی جوانمرد رعایا پرور سخی اور ہردل عزیز تھا۔ سخاوت کی وجہ سے اس کا خطاب لک بخش مشہور ہوگیا۔ مورخ اسکی ابتدائی زندگی کا حال اس طرح بیان کرتے ہین کہ کسی تاجر نے اسے ترکستان سے نیشاپور لاکر قاضی فخر الدین کے ہاتھ جو امام اعظم کی اولاد سے تھے فروخت کیا اور انھون نے اسے اپنے بچونکے ساتھ جملہ علوم

وفنون کی تعلیم وتربیت دی۔ قاضی صاحب کی وفات کے بعد اسکے بیٹون نے
کسی دوسرے تاجر کے ہاتھ اسے فروخت کرڈالا۔ جس نے اسکو شہاب الدین
کی نذر کیا۔ ایک رات کو کسی مجلس عشرت مین شہاب الدین نے اپنے غلامون کو
جسمین قطب الدین بھی شامل تھا بہت کچھ انعام واکرام دیا قطب الدین نے
اپنے حصہ کا کل انعام فراشون اور دیگر خدمت گارون کو تقسیم کردیا۔ یہ بات
شہاب الدین کو بہت پسند آئی اور رفتہ رفتہ اسے امیر آخوری کا عہدہ مرحمت
کیا۔ اسی عہدہ کی حالت مین ایک دن قطب الدین اپنے چند ساتھیون کے ساتھ
دانے گھاس کی تلاش مین مصروف تھا کہ سلطان شاہ[1] خوارزم کے بادشاہ کے
لشکر والون نے اسے گھیر لیا۔ اس نے بڑی جوانمردی سے سے مقابلہ کیا۔ مگر
شکست کھاکر اسیر ہوگیا اور سلطان شاہ نے اسے آہنی پنجرے مین بند کردیا
جب شہاب الدین کو فتح ہوئی تو قطب الدین اسی طرح پنجرے مین بند اس کے

---

[1] سلطان شاہ خوارزم کا بادشاہ تھا ۵۵۷ھ ۱۱۶۲ء مین تخت نشین ہوا۔ اسکے خاندان کا مختصر حال یہی کہ ۴۷۰ھ ۱۰۷۷ء مین ایک ترکی غلام کو ملک شاہ سلجوقی نے خوارزم (خیوا) کا حاکم مقرر کیا۔ اسکا بیٹا قطب الدین خوارزم شاہ کے لقب سے ملقب ہوا۔ ۵۳۲ھ ۱۱۳۸ء مین قطب الدین کے بیٹے اتسز نے سرکشی کی اور سلطان سنجر نے اسے معزول کردیا۔ مگر تھوڑی مدت بعد اس نے پھر قوت پکڑی اور شاہانہ اقتدار حاصل کرلیا ۵۸۹ھ ۱۱۹۳ء مین تکش خان نے جو اتسز کا پوتا تھا بزور شمشیر خراسان ورے واصفہان کو بھی اپنی سلطنت مین شامل کرلیا ۶۰۷ھ ۱۲۱۰ء مین محمد

سامنے پیش کیا گیا چونکہ اُسکی بہادری سے گرفتار ہو جانے کا قصہ سلطان کے گوش گزار ہو چکا تھا* لہذا اور بھی قدر افزائی کی۔ یہانتک کہ جب دہلی اور اجمیر کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۴) محمد علاءالدین شاہ بن تکش خان نے ملک غور اور ایران کا ایک بڑا حصہ غوری خاندان سے چھین لیا۔ اور بخارا و سمرقند کو بھی اپنی سلطنت میں شامل کیا۔ ۶۱۱ھ ۱۲۱۴ء میں غزنین فتح کر کے وہ شیعہ ہو گیا اور چاہا کہ بغداد کی خلافت کا خاتمہ کر دے۔ بغداد کی طرف کچھ دور لشکر لیکر گیا تھا کہ سردی پڑی اور اسقدر برف باری ہوئی کہ بہت سے لشکری اور چوپائے عدم آباد سدھارے۔ اور وہ مجبور ہو کر خوارزم واپس آیا۔ یہان اطمینان سے نہین بیٹھا تھا کہ چنگیز خان بلائے بے درمان کی طرح نازل ہوا۔ اور ایسے اولوالعزم بادشاہ کو خانمان برباد کر دیا۔ غریب ادھر اُدھر بھاگتا پھرتا تھا اور کہین پناہ نہ ملتی۔ آخر ۶۱۷ھ ۱۲۲۰ء میں بحر خضر کے ایک جزیرے میں یہ منحوس خبر سن کے کہ اس کے کل اہل و عیال چنگیز خان کے پنجے مین گرفتار ہو گئے ہین انتقال کر گیا۔ اس بیچارے کو بجز ان کپڑون کے جو پہنے تھا کفن بھی نہ نصیب ہوا۔ اسکے بعد اسکا ایک بیٹا دریائے سندھ کو پار کر کے ہندوستان بھاگ آیا اور یہان دو سال تک برابر لڑتا جھگڑتا رہا۔ اور پھر کچھ فوج اکٹھا کر کے ۶۲۲-۶۲۳ھ ۱۲۲۵-۱۲۲۶ء تک خوارزم کے فتح کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ مگر ۶۲۸ھ ۱۲۳۰ء میں جب مغلون نے حملہ کیا تو تنہا گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگا باقی جسقدر اسکے متعلقین تھے ان کو مغلون نے تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔ اس کی موت کی نسبت یہ واقعہ مشہور ہے کہ جب وہ پہاڑون مین چھپا پھرتا تھا کسی شخص نے گھوڑے اور کپڑون وغیرہ کی طمع مین اسے سوتے مین مار ڈالا اور بعضے یہ کہتے ہین کہ اس نے اہل تصوف کا لباس پہنکر سیاحت اختیار کی اور پھر پتہ نہ چلا۔ غرضیکہ اسطرح سے اس اولوالعزم شاہی خاندان کا چنگیز خان کے ہاتھون خاتمہ ہوا۔ تؤتی الملک من تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر۔

راجہ نے شکست کھائی تو اسکو اپنا نائب اور سپہ سالار بناکر ہندوستان مین چھوڑا
قطب الدین نے چودہ سال تک اپنے آقا معزالدین کی طرف سے حکومت کی۔
اور اس زمانۂ نیابت مین اپنی فتوحات و طرز انتظام سے کافی شہرت حاصل
کرچکا تھا۔ اسکی سلطنت کے زمانے مین صرف یہی ایک واقعہ پیش آیا کہ تاج الدین
یلدز جو ہندوستان کو غزنین کا ایک صوبہ سمجھتا تھا اپنا استحقاق ظاہر کرنے کے
واسطے ۶۰۳ھ ۱۲۰۶ع مین لاہور پر قابض ہوگیا مگر سلطان قطب الدین نے اسے
شکست دیکر ۶۰۵ھ ۱۲۰۸ع مین غزنین پر بھی قبضہ کرلیا۔ اور چالیس روز تک اُس
صوبہ پر حکومت کرکے عیش و عشرت منائی۔ مگر اسکی اس چالیس ہی دن کی
عیش پرستی مین یلدز نے بہت بڑی فوج اکٹھا کرلی اور امرائے غزنین سے
سازش کرکے ایسا حملہ کیا کہ قطب الدین کو مجبوراً لاہور بھاگ جانا پڑا۔ سلطان محمود
شاہ جانشین غیاث الدین و شہاب الدین نے چتر شاہی اور تمغہ بھیجکر اسے مستقل
بادشاہ ہند تسلیم کرلیا۔ چار سال چندماہ بادشاہ رہا اور بہت ہی عدل و
انصاف سے سلطنت کی۔ اسکی بنوائی ہوئی مسجد جسے اسنے اپنے آقا کے حکم سے
بنوایا تھا بہت ہی مشہور ہے اور قصر سفید جسکا اب نشان سوا کتابونکے کہین نہین
پایا جاتا اسی نے تعمیر کیا تھا۔ ۶۰۷ھ ۱۲۱۰ع مین بمقام لاہور چوگان کھیلتے ہوے گھوڑے
سے گرکر مرگیا اور وہین دفن ہوا۔ اس نے سکہ اپنے آقا شہاب الدین ہی کا
جاری رکھا۔

(۲) آرام شاہ بن قطب الدین ایبک۔ باپ کے مرنے پر باتفاق امرا سریر آرائے سلطنت ہوا مگر پورا سال بھی نہ گذرنے پایا تھا کہ اسکی سلطنت چار ٹکڑون تقسیم ہو گئی۔ اور ہندو راجاؤن نے الگ فساد برپا کیا۔ امرا نے جب اسکی نا اہلی دیکھی تو التمش کو جو قطب الدین کا داماد و متبنیٰ تھا بدایون سے بلایا۔ اس نے امیر علی اسمعیل سپہ سالار اور امیر علی داد و دیلمی سے ملکر آرام شاہ کو شکست دی اور تخت و سلطنت پر خود قابض ہو گیا۔ آرام شاہ نے چند دنون کے بعد وفات پائی۔ اسکی مدت سلطنت کچھ کم ایک سال تھی۔ اسکے وقت مین سلطنت کے جو چار ٹکڑے ہو گئے تھے ان کی تفصیل یہ ہے (۱) مملکت سندھ ناصر الدین قباچہ کے تصرف مین (۲) مملکت بنگال نوک خلجی کے قبضے مین (۳) مملکت لاہور پر کبھی تاج الدین یلدز نے سکہ جمایا اور کبھی ناصر الدین قباچہ نے حکمرانی کی (۴) مملکت دہلی جسکا مالک شمس الدین التمش ہوا۔ اسکے سکے پر مندرجہ ذیل الفاظ نقش تھے "ابو المظفر آرام شاہ سلطان"

(۳) سلطان شمس الدین التمش بن ایلم خان۔ یہ بھی ایک ترکی غلام تھا جسے قطب الدین نے شہاب الدین کی اجازت سے خرید کر اپنا متبنیٰ بنا لیا تھا پہلے قطب الدین نے اسے گوالیار کی حکومت دی اور پھر بدایون کا حاکم بنایا۔ کھکرون کی لڑائی مین اسکے کار نمایان دیکھکر شہاب الدین غوری نے

اسکو خلعت سے سرفراز کیا اور قطب الدین کی لڑکی سے عقد کردیا۔ ۶۰۷ھ ۱۲۱۱ء میں دہلی کے تخت پر شمس نے سلطان شمس الدین التمش کے نام سے جلوس کیا اور اُن امرا کو جو اسکے خلاف تھے سرزنش دیکر حاکم اڑیسہ کو مطیع کیا۔ تاج الدین یلدز نے جو اپنے خیال میں اب بھی ہندوستان کو غزنین کا ایک صوبہ سمجھتا تھا چتر و علم بھیجکر التمش کو سلطان کا خطاب دیا مگر ۶۱۲ھ ۱۶-۱۲۱۵ء میں جب خوارزم شاہ کے مقابلے سے بھاگ کر ہندوستان آیا اور یہاں اپنی جدید سلطنت قائم کرنا چاہی تو التمش نے اسے ترائن میں شکست دیکر گرفتار کرلیا۔ خوارزم شاہ نے غزنین کو فتح کرکے ہندوستان کا قصد کیا۔ مگر اٹک کے پار نہوا تھا کہ ناصر الدین قباچہ سے مقابلہ ہوا۔ اور ہنوز لڑائی کا فیصلہ نہوا تھا کہ چنگیز خان[1] بلائے بے درمان کی طرح خوارزم کے علاقے پر نازل ہوا اور خوارزم شاہ اپنا ملک بچانے کو واپس گیا۔

[1] چنگیز خان ۵۵۰ھ ۱۱۵۵ء میں پیدا ہوا۔ یہ مغلوں کا ایک چھوٹا سردار تھا مگر اسنے تاتاریوں کے چھوٹے چھوٹے جتھوں کو دبا کر بہت بڑی فوج تیار کرلی اور یکبارگی مسلمانوں کے ملکوں پر ٹوٹ پڑا جسکی یورش دوسرے طوفان نوح کے نام سے موسوم ہے۔ یہ لوگ کسی دین کے پیرو نہ تھے ان کا مذہب اگر تھا تو یہ تھا کہ انسانوں کو قتل کرکے ملک کو بے چراغ کردیں پہلے پہل یہ بلا خوارزم شاہ پر نازل ہوئی جسنے چنگیز خان کے ایلچیوں کو قتل کرکے یہ آفت مول لی نتیجہ یہ ہوا کہ باپ اور سلطنت دونوں نے گیا۔ دریائے اٹک کے اس پار کا حصہ تو اسکے دستبرد سے محفوظ رہا مگر خاص ملک سندھ اس آفت سے نہ بچ سکا اور اُسے مغلوں نے خوب جی بھر کے لوٹا۔ کہتے ہیں کہ ایک دن سندھ کے کسی مقام میں ذخیرے کی کمی دیکھکر دس ہزار قیدی قتل کرڈالے حالانکہ مغلوں کا مطلب انکے چھوڑ دینے سے بھی نکل سکتا تھا۔ چنگیز خان کے ایک سردار کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے دریائے سندھ کو پار کرکے جلال الدین خوارزم شاہ کا تعاقب کیا تھا

۶۱۴ھ (۱۲۱۷ء) مین ناصر الدین قباچہ اور التمش سے ایک بڑی لڑائی ہوئی جسمین ناصر الدین قباچہ نے شکست پائی مگر ملک سندھ پر قبضہ قباچہ ہی کا رہا۔

۶۱۸ھ (۱۲۲۱ء) مین جب آخری بادشاہ خوارزم جلال الدین کو مغلون نے اسکی سلطنت سے نکال دیا تو اس نے ہندوستان کا رخ کیا۔ یہان پہونچکر اس سے مغلون سے دریائے سندھ کے کنارے ایک آخری لڑائی ہوئی جسمین جلال الدین کو شکست ہوئی وہ تیرون کی مار کھاتا ہوا دریائے سندھ کے اس پار نکل آیا۔ اور پنجاب مین اپنی سلطنت قائم کرنا چاہی۔ التمش کو ان واقعات سے اندیشہ ہوا۔ لاہور کی حفاظت کے لیے وہ خود وہان جا پہونچا۔ اور خوارزم شاہ کے پاس کہلا بھیجا کہ یہان کی آب و ہوا آپکے مزاج کے موافق نہوگی۔ اس بات کا مطلب سمجھکر اس نے اپنا رخ ملتان کی جانب کر دیا۔ مغلون نے یہان بھی اسکا پیچھا نہ چھوڑا۔ چالیس دن شہر ملتان مین گھیرے پڑے رہے مگر محاصرہ نہ توڑ سکے۔ آخر غزنین کی جانب واپس گئے۔ اور جلال الدین بھی ادھر ادھر پھرتا ہوا خوارزم کی طرف واپس گیا۔ اسطرح ہندوستان چنگیزی طوفان سے بچ گیا۔ التمش نے ۶۲۲ھ (۱۲۲۵ء) مین ملک بنگالہ فتح کر کے اپنے بیٹے ناصر الدین کو صوبہ دار کیا۔ ۶۲۳ھ (۱۲۲۶ء) مین رنتھمبور کا زبردست قلعہ جسکی نسبت مشہور تھا کہ اسکو ستر بادشاہ فتح نکر سکے اور یکے بعد دیگرے محاصرہ کرکے ناکامیاب واپس گئے فتح کیا۔ ۶۲۴ھ (۱۲۲۷ء) مین قلعہ مانڈو سوالک کا نامی شہر چھین لیا۔ ۶۲۵ھ (۱۲۲۸ء) مین ناصر الدین قباچہ سے بگڑ کر

مقابلہ ہوا۔ قباچہ نے شکست کھا کر بھکر کے قریب دریائے سندھ مین ڈوب کر
جان دی اور اسکا سارا ملک التمش کے قبضے مین آگیا ۶۲۶ھ ۱۲۲۹ء مین ابوجعفر
منتظر باللہ نے التمش کو خلعت خلافت بھیجکر ہندوستان کو ایک جداگانہ سلطنت تسلیم
کرلیا۔ اور اس خوشی مین بہت بڑا جشن منایا گیا۔ اسی سال ناصرالدین بن
التمش حاکم لکھنوتی کا انتقال ہوا اور اس غم مین سارا ملک چند دنون تک
ماتم کدہ بنا رہا ۶۲۷ھ ۱۲۳۰ء مین پھر لکھنوتی پر فوج کشی ہوئی اور وہان کا حاکم
گرفتار کرکے سارا ملک بنگالہ دہلی کی حکومت مین شامل کرلیا گیا ۶۲۹ھ ۱۲۳۱ء مین گوالیار کا قلعہ گیارہ
مہینے کے محاصرہ کے بعد دوبارہ فتح ہوا ۶۳۲ھ ۱۲۳۵ء مین بھلسہ و اجین کو فتح کرکے ملک مالوہ ہندوستان کی
سلطنت مین شامل کرلیا گیا ۶۳۳ھ ۱۲۳۶ء مین التمش چھبیس سال سلطنت کرکے راہی ملک بقا
ہوا۔ اور تاجدار اسے نیچورا مین مسجد قوۃ الاسلام کی پشت پر دفن ہوا۔ اسکی
مشہور اور عجائب روزگار یادگار قطب صاحب کی لاٹھ یا مینار ہے۔ جو بہت
ہی خوش قطع بنی ہوئی ہے اور ساری سنگ سرخ کی ہے۔ مگر اسکی چوتھے
کھنڈ مین سنگ مرمر بھی لگایا گیا ہے۔ اسکی گلکاری اور منبت کاری دیکھنے
سے تعلق رکھتی ہے اس مینار کے سات حصے ہین اور اسی وجہ سے اسکا
نام منارہ ہفت منظر تھا۔ پہلا حصہ اس لاٹ کا بتیس گز چند انچ۔ دوسرا
سترہ گز کچھ انچ۔ تیسرا تیرہ گز۔ چوتھا آٹھ گز کچھ انچ۔ اور پانچوان سوا آٹھ گز کا ہے
چھٹا اور ساتوان حصہ اب نہین باقی رہا۔ پانچون حصے جو اب باقی ہین

تقریباً ۸۰ گز بلند ہین - مگر جب ساتون کھنڈ موجود تھے تو اسکی اونچائی پورے
سو گز کی تھی - اس مینار کے نیچے والے حصہ کا دور پچاس گز اور سب سے
بلند حصہ کا دور دس گز ہے - یہ مینار اندر سے خالی ہے جسمین اوپر چڑھنے کے
لیے پیچدار سیڑھیان بنی ہوئی ہین - سیڑھیونکی تعداد پہلے درجہ مین ایک سو
چھبیس - دوسرے مین اٹھتر تیسرے مین باسٹھ چوتھے اور پانچوین مین
اکتالیس اکتالیس ہے - غرضکہ موجودہ مینار کی کل سیڑھیان تین سو اٹھتر ہین
حوض شمسی بھی اسکی مشہور یادگار تھا - یہ حوض ۶۲۷ھ مطابق ۱۲۲۹ع مین سنگ سرخ سے
بنایا گیا تھا مگر اب پتھر وغیرہ باقی نہین رہا ایک تالاب کی صورت مین
رہگیا ہے جسکا رقبہ تخمیناً دو سو چھبیس بیگہ پختہ ہے اور اسی سے اس حوض کی
عظمت کا اندازہ ہو سکتا ہے - اس نے اپنے مرحوم بیٹے ناصر الدین حاکم لکھنوتی
کا مقبرہ بھی دہلی مین بڑے اہتمام سے بنوایا تھا - اسکے اندر چارون طرف
مکان ہین اور پچھم طرف ایک چھوٹی اور بہت ہی خوبصورت مسجد خالص
سنگ مرمر کی ہے - عمارت کے وسط مین ایک غار ہے - اس پر ستون
کھڑے کرکے چھت پاٹ دی گئی ہے اور چھت پر سات فٹ ساڑھے سات
انچ اونچا مثمن چبوترہ بنا دیا ہے - دروازہ اس مقبرے کا سنگ مرمر کا
ہے اور اس پر آیات قرآنی بخط نسخ و کوفی لکھی ہوئی ہین - چار دیواری
سنگ خارا کی ہے - چارون کونون پر چار برج ہین - اور دروازہ مین

بائیس سیڑھیاں ہیں۔

التمش کا مقبرہ باہر سے سنگ خارا کا اور اندر سے سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے۔ جس پر آیات قرآنی کندہ ہیں۔ اور منبت کاری ہے۔ اکثر لوگ اس پر متفق ہیں کہ یہ مقبرہ رضیہ بیگم نے اپنے زمانہ سلطنت میں تعمیر کرایا تھا۔ سارا شمالی ہندوستان سوا نود کے اُسکے زیر فرمان تھا۔ سکہ اس بادشاہ کا جو ۶۲۶ھ میں رائج تھا مندرجہ ذیل ہے (۱) السلطان الاعظم شمس الدنیا والدین ابو المظفر التمش السلطان،، (۲) تانبو نکے دو سکون میں سے ایک پر "شمس" اور دوسرے پر "التمش،، منقوش تھا۔

۶۳۳ھ
۱۲۳۶ع

(۴) سلطان رکن الدین فیروز شاہ بن سلطان التمش۔ یہ اپنے باپ کے بعد وارث مملکت ہوا اور چند ہی دنون میں قطب الدین اور التمش کا جمع کیا ہوا خزانہ عطا و بخشش اور عیش و طرب میں صرف کر دیا سلطنت کا انتظام اپنی مان پر جو ایک ترکی کنیز تھی چھوڑ دیا۔ اس نے ان بیگمات کو جو التمش کے نکاح میں تھین پرانی عداوتون کی بنا پر مار ڈالا۔ اور التمش کے چھوٹے بیٹے قطب الدین کو بھی قتل کر ڈالا۔ ان ناحق خونون سے رعایا میں برہمی پھیلی۔ سب سے پہلے غیاث الدین نے جو بادشاہ کا بھائی اور اودھ کا حاکم تھا اطاعت سے انکار کیا اور لکھنوتی سے جو خزانہ دہلی کو آتا تھا لوٹ لیا۔ اسکے بعد دیگر امرا اور حکام خط و کتابت کر کے مخالفت پر

آمادہ ہوئے۔ اور ہر طرف سے بغاوت شروع کردی۔ رکن الدین ان لوگون کا فتنہ مٹانے کو لاہور کی طرف گیا۔ اور امرا نے قلعہ رائے پتھورا مین جمع ہوکر رضیہ بیگم کو تخت پر بٹھادیا۔ اور اس نے رکن الدین کی مان کو قید کرکے سلطنت شروع کی۔ رکن الدین یہ خبر سنکر دہلی واپس آیا اور کیلو کھڑی کے میدان مین بعد جنگ گرفتار ہوکر قید ہوا۔ اُسی قید کی حالت مین ۶۳۵ھ ۱۲۳۷ء مین مرگیا اور ملک پور مین دفن ہوا۔ اسکے مدفن پر آٹھ ستون کا ایک مقبرہ بنا ہے۔ مدت سلطنت چھ ماہ اٹھائیس دن۔

ابن بطوطہ نے اسکے متعلق جو واقعہ لکھا ہے وہ زیادہ دلچسپ ہے وہ تحریر کرتا ہے کہ جب بادشاہ نے اپنے چھوٹے بھائی کو مار ڈالا تو رضیہ بیگم نے لعنت ملامت کی اور وہ اسکے خون کا بھی پیاسا ہوگیا۔ اسکے بعد بادشاہ جمعہ کی نماز پڑھنے کو مسجد مین گیا تو رضیہ بیگم فریادیون کے لباس مین ایک کوٹھے پر چڑھی جو جامع مسجد کے سامنے تھا اور اہل مسجد سے خطاب کرکے کہا بادشاہ نے میرے چھوٹے بھائی کو مار ڈالا اور میرے قتل کا ارادہ کررہے ہین۔ پھر اسکے ساتھ لوگون کو اپنے باپ کے احسانات بھی یاد دلائے یہ سنتے ہی لوگ رکن الدین کو گرفتار کرکے رضیہ بیگم کے سامنے لائے اور اسنے اپنے بھائی کے انتقام مین اسے قتل کرکے خود تخت پر جلوس کیا۔ اس بادشاہ کا سکہ "السلطان المعظم رکن الدین ابن السلطان تھا"

۶۳۴-۶۳۷ھ
۱۲۳۶-۱۲۴۰ء

(۵) ملکۂ دوران ملقب جہان رضیہ سلطان بن التمش۔ اس ملکہ مین وہ سب
خوبیان تھین جو کسی اچھے بادشاہ مین ہونی چاہیے ہین۔ ۶۳۴ھ/۱۲۳۶ء مین پردہ
سے نکل کے اور مردانہ لباس زیب تن کرکے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوئی۔
التمش کا بنایا ہوا قانون پھر رائج کیا۔ نظام الملک جنیدی وزیر السلطنت نے
اسکے خلاف ہوکر بہت سے امراکو اپنا شریک کرلیا اور مخالفت پر
کمر باندھی مگر رضیہ نے مردانہ وار مقابلہ کرکے سب کو کفران نعمت کی سزا
دی۔ قلعہ رنتھنبور مین التمش کی وفات کے بعد وہان کا سردار بہت سے
مسلمانون کے ساتھ محصور ہوگیا تھا اُسکی مدد کو فوج بھیجکر اُسے حصار سے
باہر نکالا اور قلعہ کو ویران کرادیا۔ اس زمانے مین امیر جمال الدین یاقوت
حبشی کو اُسکی بارگاہ مین زیادہ تقرب ہوگیا۔ اور وہ امیر الامرائی کے معزز
لقب سے فائز ہوا۔ جمال الدین کے اس عروج کو امرا و سرداران ترک
نے نامناسب جانا اور رضیہ سلطان کی مخالفت پر آمادہ ہوگئے۔ پہلے پہل
۶۳۷ھ/۱۲۳۹ء مین اعزالدین حاکم لاہور نے علم مخالفت بلند کیا۔ اور رضیہ نے
اسکے سر پر پہونچکر اطاعت پر مجبور کردیا۔ پھر اسی سال ملک التونیہ حاکم
بھٹنڈہ نے مخالفت پر کمر باندھی اور رضیہ اسکی سرکوبی کے واسطے بھی مع
لشکر و امرائے کبار کے دہلی سے روانہ ہوئی۔ راستہ مین موقع پاکر امرا نے
یاقوت حبشی کو قتل کرڈالا۔ رضیہ کو گرفتار کرکے ملک التونیہ کے پاس

قلعہ بھٹنڈہ میں بھیجدیا۔ اور خود دہلی میں واپس آکر بہرام شاہ تاج و تخت
کا مالک بنا۔ مگر رضیہ بیگم کب چپکے بیٹھنے والی تھی اُس نے ملک التونیہ
سے نکاح کرکے گکھڑوں اور جاٹوں کی فوج جمع کی اور دہلی پر حملہ آور ہوئی۔
بہرام شاہ نے بلبن کو بہت بڑے لشکر کے ساتھ مقابلہ پر بھیجا۔ اس معرکہ
میں رضیہ کو شکست ہوئی اور وہ بھاگ کر پھر بھٹنڈہ میں ہو رہی۔ اور دوبارہ
لشکر جمع کرکے دہلی کی طرف روانہ ہوئی مگر مقام کیتھل میں بلبن نے اسے
دوبارہ شکست دی۔ یہ دونوں میاں بیوی بھاگے جا رہے تھے کہ راستہ میں
چند زمینداروں نے ان کو گرفتار کرکے بہرام شاہ کے پاس بھیجدیا۔ بہرام
شاہ نے ان کو قتل کرڈالا۔ رضیہ کی مدت سلطنت ساڑھے تین سال چھ دن
تھی۔ اسکے سکے پر یہ الفاظ منقوش تھے "سلطان الاعظم جلالت الدنیا والدین
ملکہ بنت التمش السلطان محبوب امیر المومنین"

ابن بطوطہ نے اسکے مارے جانے کا واقعہ اس طرح لکھا ہے کہ جب
رضیہ دوبارہ شکست کھا کر بھاگی تو راستہ میں بھوک سے پریشان ہوئی اور
ایک کسان کو ہل جوتتے دیکھکر اس سے کچھ کھانے کو مانگا۔ کسان نے موٹی
روٹی کا ٹکڑا دیا جسے کھاکر وہیں سو رہی۔ معمولی کپڑوں کے نیچے اُس کے
مرصع قبا تھی جو سوتے میں کھل گئی۔ کسان قریب آیا تو اسے اسکے عورت
ہونے کا پتہ لگ گیا اور اس نے سوتے ہی میں اسکو قتل کرکے قبا لے لیا

نگوڑے پر قبضہ کرلیا۔ اور لاش کو کھیت مین دبادیا۔ پھر اسکے کپڑون کو بازار مین بیچنے گیا تو کوتوال نے اِس قیمتی لباس کو اِس حقیر کسان کی شان کے خلاف دیکھکر اُس سے اصل حقیقت دریافت کی۔ اُس نے قتل کا اقرار کرکے اُسے اُس کھیت مین لیجاکر کھڑا کردیا۔ کوتوال نے اُس گڈھے مین سے رضیہ بیگم کی لاش کو نکالکر غسل دیا اور کفن پہناکر دفن کیا۔ اِسکے مدفن پر جو شہر شاہجہان آباد مین بلبلے خانے کے محلے مین ترکمان دروازے کے پاس ہی ایک اچھا مقبرہ تعمیر کیا گیا تھا مگر اب سوائے ٹوٹی پھوٹی چار دیواری اور شکستہ قبر کے کچھ نشان نہین باقی ہے۔

طبقات ناصری مین رضیہ کی ابتدائی سلطنت کا ایک یہ بھی حادثہ لکھا ہے کہ سنہ ۶۳۴ھ مطابق ۱۲۳۶ع مین قرامطہ و ملاحدہ کا ایک بڑا گروہ چارون طرف سے آکر دہلی مین جمع ہوگیا اور اہل سنت کو ناصبی اور خارجی کہکر عوام الناس کو ابو حنیفہ اور امام شافعی کی عداوت پر برانگیختہ کرنے لگا۔ پھر ایک دن یہ گروہ مجتمع ہوکر جامع مسجد پر چڑھ آیا اور سیکڑون مسلمانون کو قتل کرڈالا۔ یہ شور و ہنگامہ سنکر شہر کے بہت سے مسلمان ہتھیار لیکر موقع پر پہونچے۔ اور ملاحدہ اور قرامطہ کا قتل شروع ہوا جنکا نتیجہ ایک متنفس بھی زندہ نہ بچا۔

(۶) سلطان معز الدین بہرام شاہ بن سلطان التمش باتفاق امرا و ملوک سنہ ۶۳۷ھ مطابق ۱۲۳۹ع مین تخت نشین ہوا اور بعد ان جھگڑون کے جو رضیہ کے ساتھ پیش آئے

سنہ ۶۳۷ھ / ۱۲۳۹ع

بے کھٹکے حکومت کرنے لگا۔ مگر سارے امور سلطنت کی باگ نظام الملت مہذب
الدین اور اختیار الدین کے ہاتھ مین تھی۔ اِن لوگون نے اپنے واسطے وہ
باتین اختیار کین جو بادشاہون کے واسطے مخصوص تھین۔ بہرام شاہ نے
ان کی اِن حرکتون سے ناراض ہوکر اپنے دو ترک غلامون کو حکم دیا کہ وہ دیوانہ
بنکر ان دونون کا کام تمام کردین۔ چنانچہ ایک دن قصر سفید مین دربار کے وقت
وہ دونون غلام مستانہ وندانہ گھس پڑے۔ اختیار الدین تو جان سے
مارا گیا مگر نظام الملت کے صرف دو زخم آئے تھے کہ امرا نے ہجوم کرکے اُسے
چھڑا لیا۔ بہرام شاہ اب بھی آزاد نہوا۔ اسلیے کہ اِس واقعہ کے بعد ملک
بدر الدین سنقر رومی امیر حاجب نے اپنا سکہ جما لیا۔ جب مہذب الدین اچھا
ہوکر آیا تو بدر الدین نے اسپر بھی اپنی حکومت کرنا چاہی۔ بہرام شاہ اِس پر ناراض
ہوا تو بدر الدین نے چاہا کہ اسے تخت ہی سے اُتار دے۔ چنانچہ اِس امر کے طے
کرنیکے واسطے امرائے کبار کا ایک جلسہ صدر الملک تاج الدین کے مکان پر
کیا۔ صدر الملک نے چاہا کہ وزیر مہذب الدین بھی شریک جلسہ ہو۔ اور اُسے
لینے کو اُسکے مکان پر گیا۔ اتفاق سے جسوقت صدر الملک نے اپنے آنے کی
اطلاع کی۔ اسوقت بادشاہ کا ایک خاص مصاحب وزیر کے پاس بیٹھا ہوا
تھا۔ وزیر نے اُسے ایسی جگہ پوشیدہ کردیا جہان سے وہ سب باتین سُن سکے۔
صدر الملک آیا اور انقلاب سلطنت کے بارہ مین جو مشورے طے ہونیوالے

تھے۔ پھر اسکے نظام الملت نے تھوڑی دیر بعد آنیکا وعدہ کرکے اُسے رخصت کیا۔ اور اسی مصاحب کے ذریعے سے بادشاہ کو کل حالات کی خبر کرکے مشورہ دیا کہ جلسے کے مقام پر پہونچکے جلسے کو منتشر کرے۔ بادشاہ نے ایسا ہی کیا۔ بعد ازان بدرالدین کو حاکم بدایون بناکر اُدھر روانہ کیا۔ اور دیگر امرا جو شریک جلسہ تھے ان مین سے بعض معزول ہوئے اور بعض دور و دراز مقامون پر بھیجدیے گئے۔ تھوڑے دنون کے بعد بہرام شاہ نے بدرالدین کو قتل کرکے باقی اہل جلسہ کو بھی سخت سخت سزائین دین اور ان سزاؤن کا حال سُنکر ساری رعایا بادشاہ سے خائف ہوگئی ۱۲۴۱ع ۶۳۹ھ مین چنگیزی نوجون نے لاہور کا محاصرہ کرلیا۔ قراقش حاکم لاہور نے چند روز تک مقابلہ کیا مگر جب اہل لاہور نے اسکے کہنے پر عمل نہ کیا تو ایک روز رات کو مع اپنے لشکر کے شہر سے نکل کے دہلی کی طرف چلا آیا۔ لاہور پر مغلون کا قبضہ ہوگیا۔ اور اہل اسلام بری طرح سے مارے اور قید کیے گئے۔ بہرام شاہ نے یہ خبر سُنی تو اکابر سلطنت سے مشورہ کرکے مہذب الدین نظام الملت کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ مغلون کے دفع کرنے کو روانہ کیا۔ دریائے بیاس کے قریب پہونچکر نظام الملت کو اپنے زخم یاد آئے۔ اور بہرام شاہ سے بدلہ لینے کی یہ چال کی کہ اس کو

۱؎ تاریخ فرشتہ مین ہے کہ اِس جلسہ کی اطلاع بادشاہ کو صدر الملک ہی نے کی۔

اس مضمون کی ایک عرضداشت لکھی "کہ ترکون کا لشکر میرے خلاف ہے لہذا آپ خود تشریف لائین یا انکی سزا دہی کے بارہ مین فرمان صادر فرمائین" بادشاہ نے جواب لکھا کہ "مصلحت وقت دیکھکر تم اسوقت اپنا کام نکالو بعد ازان مین ان لوگون کو سخت سزائین دونگا" جب یہ فرمان پہونچا تو نظام الملک نے سامنے لشکر کو جمع کرکے وہ فرمان شاہی سنا دیا اور وہ سزائین یاد دلائین جو بادشاہ نے بدرالدین وغیرہ کو دی تھین۔ پھر فوج کو اس بات پر راضی کیا کہ واپس چلکر بادشاہ کو تخت سے اتار دین۔ چنانچہ ان لوگون نے واپس آکر بادشاہ کو دہلی مین محصور کرلیا اور ساڑھے تین مہینے کے محاصرہ کے بعد ۶۳۹ھ ۱۲۴۱ء مین بہرام شاہ کو گرفتار کرکے قیدخانے مین مارڈالا۔ اس کی مدت سلطنت دو سال ڈیڑھ ماہ تھی۔ اسکا مقبرہ بھی ملک پور مین ہے۔ اور سکہ "السلطان الاعظم علاؤ الدنیا والدین" تھا۔

(۷) سلطان علاؤ الدین مسعود شاہ بن سلطان رکن الدین فیروز شاہ۔ جب زمانے نے بہرام شاہ سے مخالفت کی تو ملک اعزالدین بلبن بزرگ نے تخت دہلی پر جلوس کیا۔ مگر امرا راضی نہوئے اور انھون نے علاؤ الدین مسعود شاہ کو جو قصر سفید مین قید تھا آزاد کرکے تمام ملک کے سیاہ وسفید کا مالک کردیا۔ یہ بہت ہی رحم دل تھا۔ اس نے اپنے چچا ناصرالدین کو قید سے آزاد کر

۶۳۹ھ ۱۲۴۱ء

علاقہ بہرائچ کا حاکم مقرر کیا۔ اور دوسرے چچا جلال الدین کو قید سے نکالکر قنوج کا حاکم بنایا۔ اسکے عہد کا سب سے مشہور واقعہ مغلون کی وہ یورش ہے جو ۶۴۲ھ ۱۲۴۴ء مین تبت اور خطا کی طرف سے اُس راستے سے ہوئی جس راستے سے بختیار خلجی نے تبت اور خطا پر حملہ کیا تھا۔ دہلی سے ایک تھار لشکر مقابلے کو گیا۔ اور مغلون کو شکست دی۔ مغلون نے پھر دوسرا حملہ ۶۴۳ھ ۱۲۴۵ء مین قندہار کی طرف سے سندھ پر کیا۔ بادشاہ خود مقابلے کو گیا۔ سامنا نہ ہوا تھا کہ مغلون نے راہ فرار اختیار کی۔ اور سلطان کامیاب و بامراد دہلی واپس آیا۔ اب اسکی عادتین شراب کی کثرت سے خراب ہوگئی تھین۔ لہذا امرا نے مشورہ کرکے ۶۴۴ھ ۱۲۴۶ء مین اسکے چچا ناصر الدین محمود کو بہرائچ سے طلب کرکے بادشاہ بنایا اور اسے قید کر دیا۔ اور اسی قید خانے مین اس نے وفات پائی۔ مدت سلطنت چار سال ایک ماہ۔ اِسکے سکّے جو دستیاب ہوئے یہ ہین

(۱) سلطان الاعظم علاء الدنیا والدین ابو المظفر مسعود شاہ (۲) السلطان الاعظم علاء الدنیا والدین ؑ

(۸) سلطان عادل ناصر الدین محمود بن سلطان التمش۔ ۶۴۴-۶۶ھ ۱۲۴۶-۱۲۶۶ء بہرائچ سے آکر اپنے موروثی تاج و تخت کا مالک ہوا۔ یہ بادشاہ بہت بڑا عابد و متقی اور فیاض تھا خزانہ شاہی سے کبھی ایک پیسہ بھی اپنے ذاتی اخراجات کے لیے نہین لیا۔ قرآن شریف کی کتابت پر گذر کرتا۔ ایک مرتبہ اسکی بیوی نے شکایت کی

کہ روٹیان پکانے مین میرے ہاتھ جلتے ہین ایک لونڈی خرید دیجیے تو اس نے
ناداری کا عذر کرکے صبر و شکر کی ہدایت کی - ایک امیر نے اس کا لکھا ہوا
قرآن شریف زیادہ قیمت دیکر خرید لیا تھا اسی وقت سے اُس نے مخفی طور پر
قرآن لکھ کر ہدیہ کرنا شروع کیے - اُسنے بلبن کو خان اعظم کا خطاب دیکر وزیر مملکت
بنایا اور کل کاروبار اسکے سپرد کرکے ہدایت کی کہ کوئی ایسا کام نہ کرنا جس سے
خدا کے روبرو شرمندگی ہو - جلوس کے پہلے ہی سال مین ایک لشکر مرتب کرکے
سندھ گیا - اور گھکرون کو جو مغلون کے شریک ہوجایا کرتے تھے سخت سزائین
دین - اور شیر خان کو جو بلبن کا چچازاد بھائی تھا خان معظم کا خطاب دیکر سرحدی
صوبے کا حاکم مقرر کیا - اُن ہندو راجاؤن کو مطیع کیا جو خودسری کا دم بھرنے
لگے تھے - ۶۴۹ھ ۱۲۵۱ع مین حاکم اوچھ اور ناگور نے بغاوت کی - مگر جب سلطان
لشکر لیکر پہونچا تو وہ معافی مانگ کر مطیع ہوا - اسی سال نرور کے راجہ نے
جس کا شہر بندھیلکھنڈ کے پہاڑون مین تھا طاعت سے منھ پھیر کر پانچ ہزار
سوارون اور دو لاکھ پیادون سے آکر مقابلہ کیا مگر شاہی فوج سے شکست
کھا کر بھاگا - بادشاہ نے اسکے قلعہ کا محاصرہ کرکے فتح کرلیا - اور وہان سے
علاقہ چندیری اور مالوہ کا انتظام کرتا ہوا دہلی واپس آیا - اسی سال شیر شاہ نے
غزنین کو مغلون سے فتح کرکے سلطان ناصر الدین کا سکہ و خطبہ جاری کیا -
۶۵۰ھ ۱۲۵۲ع مین عماد الدین ریحانی نے پہلے تو بلبن کے مار ڈالنے کا ارادہ کیا

جب ایمین کامیابی نہوئی تو بادشاہ کے مزاج کو اس سے منحرف کر کے اس کو علاقہ ہانسی کی حکومت پر بھجوا دیا۔ اور خود وزارت کی باگ اپنے ہاتھ مین لیکر حکومت مین طرح طرح کے رد و بدل شروع کر دیے جب بے انتظامی شروع ہوئی تو مختلف صوبون کے حاکمون نے کہرام مین جمع ہو کر بادشاہ کو عمادالدین کے برطرف کرنے کی درخواست لکھی اور جب وہ ہٹا دیا گیا تو جملہ حاکمون نے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہو کر نذرین دین اور خلعت سے سرفراز ہو کر اپنے اپنے علاقون کو واپس گئے۔ بلبن پھر وزیر سلطنت مقرر ہوا ۱۲۵۵ھ مین قتلغ خان حاکم اودھ و عمادالدین حاکم بدایون و اعزالدین کشلیخان حاکم سندھ و بعض دیگر امرا نے بغاوت کی۔ عمادالدین لڑائی مین قتل ہوا اور قتلغ خان بھاگ کر چیت پور چلا گیا۔ ۱۲۵۷ھ مین راجہ چیت پور کی بہت سی فوج لیکر کشلیخان حاکم سندھ کے پاس گیا اور دونون اتفاق کر کے دہلی کی فتح کو چلے۔ ناصرالدین نے شاہی لشکر روانہ کیا۔ دہلی کے اکثر امرا نے قتلغ خان و کشلیخان کے پاس خفیہ خطوط بھیجکر خواہش کی کہ تم بجائے شاہی لشکر سے لڑنے کے یکبارگی دہلی پر آ پڑو اور ہم لوگ یہان ایسا انتظام کرینگے کہ فوراً تمھارا قبضہ ہو جائیگا۔ اس سازش کی خبر سلطان کو ہو گئی اور سازش کرنے والون کو اس نے اسیر کر لیا۔ ادھر قتلغ خان اور کشلیخان جو بادشاہ کی اس کارروائی سے غافل تھے مع لشکر یلغار

کرتے ہوئے دہلی آپہونچے اور یہانکی حالت خلاف اُمید دیکھکر متفرق ہوگئے
قتلغ خان کا تو پتہ نہ چلا کہ کیا ہوا۔ مگر کشلیخان کو خان اعظم الغ خان کی سفارش
سے پھر حکومت سندھ نصیب ہوئی۔ اسی سال کے آخر میں ملتان و اوچھ
کے اطراف مین مغلون نے پھر حملہ کیا۔ مگر شاہی فوج کی آمد کا حال سنتے
ہی فرار ہو گئے۔ ۶۵۸ھ میں ناصر الدین نے کرہ مانک پور جاکر ارسلان
خان اور قتلغ خان کی بغاوت فرو کی ۶۵۹ھ میں حسب الحکم سلطان خان اعظم نے
کوہ پایہ وسوالک و رنتھبور کے راجاؤن پر چڑھائی کی۔ اُن لوگون نے
بڑی بڑی فوجون سے مقابلہ کیا۔ مگر شکست کھاکر پہاڑون مین جا چھپے۔
الغ خان نے یہ دیکھکر کہ پہاڑون مین ان سے پیش پانا مشکل ہے وہین پڑاو
ڈالدیا اور منادی کردی کہ جو شخص ان لوگون مین سے کسی کو زندہ پکڑ لائیگا
تو اُسکو فی کس دو تنگہ اور جو سر کاٹ کے لائیگا اسکو ایک تنگہ انعام ملیگا۔
اِس اشتہار سے ہزارون آدمی زندہ پکڑ آئے اور ہزارون قتل ہوئے جب
راجاؤن نے یہ حالت دیکھی تو مجبوراً پہاڑون سے اتر گئے اور جان پر
کھیل کے ایک سخت مقابلہ کیا۔ مگر شکست کھائی۔ اس لڑائی مین دو سو پچاس
سردار گرفتار ہوئے جو دہلی مین لاکر قتل کیے گئے۔ اور دس ہزار سے زیادہ
میواتی مارے گئے۔ اسی سنہ مین ہلاکو خان کا ایلچی دہلی مین آیا۔ جس کا
بہت بڑے ساز و سامان سے استقبال کیا گیا۔ تب سفیدی مین ناصر الدین

اس سے ملا۔ اس دربار کی شان و شوکت دیکھ کر ایلچی کے حواس جاتے رہے اکثر مورخون کا خیال ہے کہ اسی ساز و سامان اور اسی شان و شکوہ نے ہلاکو خان کو ہندوستان آنے سے باز رکھا سنہ ۶۶۴ھ ۱۲۶۵ء مین بیس سال چند ماہ سلطنت کر کے سلطان ناصرالدین راہی ملک بقا ہوا۔ اسکے عدل و رحم کی بہت سی روایتین مشہور ہین جو بخیال طوالت چھوڑ دی گئین۔ دربار مین بہت سے عالم و فاضل جمع تھے۔ قاضی منہاج السراج نے اپنی مشہور تاریخ اسی بادشاہ کے وقت مین لکھی اور اسی کے نام موسوم کر کے اسکا نام طبقات ناصری رکھا۔ اسکے سکے مندرجہ ذیل ہین۔

(۱) السلطان الاعظم ناصرالدنیا والدین ابوالمظفر محمود بن سلطان۔

(۲) سلطان الاعظم ناصرالدنیا والدین۔

(۹) سلطان غیاث الدین بلبن۔ چونکہ ناصرالدین کے کوئی اولاد نہ تھی۔ لہذا بلبن بلا مخالفت و مزاحمت سنہ ۶۶۴ھ ۱۲۶۵ء مین تخت نشین ہوا۔ یہ شمس الدین التمش کے اُن چالیس غلامون مین سے تھا جو چہل گانی کے نام سے مشہور ہین۔ اور ان لوگون نے التمش کی وفات کے بعد جمع ہو کر ہندوستان کو آپس مین تقسیم کر لینے کا قول و قرار کیا تھا۔ مگر چونکہ ہر شخص نے انا و لا غیری کا آوازہ لگایا۔ لہذا آپس مین پھوٹ پڑ گئی۔ بلبن نے بادشاہ ہوتے ہی اس گروہ کی طرف توجہ کی اور عہد و پیمان کو طاق پر رکھکر ان لوگون کو حکومت و منصب سے معزول کیا اور فرمان جاری کیا کہ ارذل کو

کوئی ملکی عہدہ نہ ملے اور اگر غلطی سے کوئی شخص مقرر بھی ہو جائے تو معلوم ہونے پر فوراً نکال دیا جائے۔ اِس بادشاہ کے وقت مین وسط ایشیا کے پچیس شاہزادہ اور بادشاہ مغلون کے خوف سے بھاگ کر وارد دلی ہوئے تھے انکی یہ بہت ہی خاطر و مدارات کیا کرتا تھا اور اکثر فخریہ کہا کرتا تھا کہ آج پچیس بادشاہ اور شاہزادے میرے مہمان ہین اور اُن بادشاہون کے نام سے دہلی کے محلے آباد کیے تھے۔ بڑے بڑے عالم و فاضل اسکے دربار مین جمع تھے بلکہ بعض مورخ علم و ہنر کی قدردانی مین اسے سلطان محمود اور سلطان سنجر پر فضیلت دیتے ہین۔ اِس عہد کے مشہور اہل کمال مین سے حضرت امیر خسرو تھے۔ شیخ سعدی بھی طلب کیے گئے تھے مگر انھون نے اپنی ایک کتاب اور بہت سے اشعار بھیجکر پیرانہ سالی کا عذر کرکے معافی چاہی۔

یہ بہت بڑا عادل اور فیاض بادشاہ تھا۔ نماز روزہ کا پابند تھا۔ عالمون اور بزرگان دین کا قدردان تھا۔ حاکم بدایون نے شراب کے نشہ مین اپنے فراش کو مار ڈالا تھا۔ جب اسکا دورہ بدایون مین ہوا تو فراش کی عورت نے فریاد کی اور فراش کے قصاص مین بادشاہ نے سر دربار حاکم مذکور کو اسقدر دُرّے لگوائے کہ وہ اسی جگہ جان بحق تسلیم ہو گیا۔ اسی طرح اسکے غلام ہیبت خان نے جو اودھ کا حاکم تھا ایک شخص بیگناہ قتل کر ڈالا تھا۔ جب مقتول کی بیوی نے فریاد کی تو بادشاہ نے ہیبت خان کو پانچ سو دُرّے لگوا کے اُس عورت کے حوالے کر دیا

اور اس سے کہا ابتک یہ میرا غلام تھا اب تیرا غلام ہو چاہے قتل کر
چاہے جان بخشی کر۔ ہیبت خان نے اکثر لوگون کو دریا مین ڈالکر اور
بیس ہزار تنگہ اُس عورت کے نذر کرکے گلو خلاصی کی مگر جب تک زندہ
رہا شرم کے مارے گھر سے باہر نہ نکلا۔ یتیمون عاجزون اور غریبون پر بہت
مہربانی کرتا تھا جب کبھی دریا سے پار ہونے لگتا تو خود کھڑے ہو کر ضعیفون
عورتون لڑکون اور چوپایون کو خود اپنے اہتمام سے دریا کے پار اتروا تا۔ اور
ان کے بعد خود دریا کے پار جاتا تھا۔ ایام جوانی مین شراب پیا کرتا تھا۔ مگر جس
دن سے بادشاہ ہوا اسکو چھوا تک نہین بلکہ سارے ملک مین شراب کی
ممانعت کر دی۔ احباب اور عہدہ دارون کی عیادت کو جاتا۔ جنازون مین
شریک ہوتا اگر کسی جگہ وعظ ہوتا دیکھتا تو سواری سے اتر کے اُس مین شریک ہو جاتا۔
آداب مجلس کا بھی بہت خیال رکھتا تھا۔ چنانچہ کہتے ہین کہ سوائے ایک خدمتگار
کے جو محرم راز تھا کسی نے بھی اسے بغیر ٹوپی اور موزے کے نہین دیکھا۔ ملک کی
صلاح کی غرض سے وہ قہر و سیاست کرنے مین بھی مشہور ہے۔ چنانچہ خاندان شمسی
کے بہت سے لوگ علانیہ قتل کرا دیئے اِس بادشاہ کی ہیبت لوگون کے دلون مین
اسقدر چھائی ہوئی تھی کہ کسی کو سر اٹھانے کی جرأت نہ ہوئی۔ شکار کے واسطے
ایک شکارگاہ بیس کوس لمبی بنوائی تھی۔ اکثر شکار کو جاتا اور اس سے اس کا
مقصود ورزش تھا۔ اہل میوات کا التمش کے بعد سے معمول ہو گیا تھا کہ رات کے وقت

چھپ کر دہلی میں آتے چوریاں کرتے۔ لوگوں کو ستاتے اور صبح کو بھاگ کر جنگلوں میں غائب ہو جاتے انکی وجہ سے سوداگروں کی آمدورفت بند ہو گئی تھی۔ اس بادشاہ نے اپنے عہد میں تھوڑا تھوڑا کرکے سارا جنگل کٹوا ڈالا۔ ایک لاکھ جرائم پیشہ میواتی تہ تیغ کیے۔ اور جابجا تھانے مقرر کیے جس سے ہر طرف امن و امان ہو گیا۔ بنگالہ کا راستہ جو گنگا اور جمنا کے درمیان جونپور ہوتا ہوا گزرتا تھا ڈاکہ زنی اور چوریوں کی وجہ سے قریب قریب بند ہو گیا تھا اس کو صاف کیا اور وہاں کے بدمعاشوں کو بھی قتل کرکے ہر جگہ تھانے و چوکیاں مقرر کر دیں۔ لاہور کی شہرپناہ جو مغلوں کے حملے سے خراب ہو گئی تھی اسکو ازسرنو تعمیر کیا۔ خان معظم شیر خان کی وفات کے بعد اس نے اپنے بڑے بیٹے شہزادہ محمد کو ولی عہد بنا کے سرحدی صوبہ جات کا حاکم مقرر کیا۔ یہ شاہزادہ شجاعت و مردانگی و داد و دہش میں بے نظیر تھا۔ ساری رعایا اس سے دلی ہمدردی رکھتی تھی۔ دوسرا بیٹا بغرا خان عیش و عشرت کا عادی تھا۔ بادشاہ نے اسے ناصرالدین کا خطاب دیکر اور بہت سی نصیحتیں کرکے علاقہ جات سمانہ و سنام اسکی جاگیرمیں دیدیے۔ اور یہ قاعدہ مقرر کیا کہ جب کبھی مغل حملہ آور ہوں تو بغرا خان سمانہ سے اور شاہی فوج دہلی سے جا کر شاہزادہ محمد سے مل جائیں اور مغلوں کو شکست دیں۔ ۶۷۸ھ ۱۲۷۹ء میں طغرل نے جو غیاث الدین کا غلام تھا اور لکھنوتی کی حکومت اسکے سپرد تھی جاج نگر پر چڑھائی کی اور وہاں سے بہت سا

مال واسباب لوٹ لایا مگر بادشاہ کے پاس ایک حبہ بھی نہ بھیجا اور مستقل بادشاہ بننے کی ہوس اُسکے سر مین پیدا ہوئی۔ اسی زمانہ مین بادشاہ بیمار ہو گیا اور طغرل اِس موقع کو غنیمت سمجھکر مغیث الدین کا خطاب اختیار کرکے تخت پر بیٹھا اور خطبہ و سکہ اپنے نام کا جاری کر دیا۔ بادشاہ نے یہ حال سُنا تو یکے بعد دیگرے دو فوجین روانہ کین مگر دونون فوجون کو شکست ہوئی۔ تیسری فوج کے ساتھ جو دو لاکھ تھی بادشاہ خود بنفس نفیس روانہ ہوا۔ اور طغرل یہ خیال کرکے کہ جس وقت بادشاہ دہلی واپس جائیگا پھر اپنی حکومت جمالونگا معہ لشکر اور مال و متاع کے جاجنگر کے جنگل مین بھاگ گیا۔ بادشاہ نے تعاقب کیا۔ اور چند روز مین ملک مقدر نامی سردار نے اُسے ایک جنگل مین پالیا۔ یہ شخص اپنے تیس چالیس سوارون کے ساتھ اسکے لشکر مین گھس پڑا۔ اور جب طغرل کے خیمے کے قریب پہونچ گیا تو اپنے سوارون کو حملے کا حکم دیدیا۔ طغرل کے لشکر والون نے خیال کیا کہ شاہی فوج کسی دوسری جانب سے حملہ آور ہوئی ہے جدھر سے راستہ پایا بھاگ کھڑے ہوئے اور خود طغرل گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار ہو کر بھاگا۔ مگر قضا دامنگیر تھی۔ ملک مقدر نے پیچھا کیا اور دریا کے کنارے جب کہ طغرل پار اُترنے کی فکر مین تھا تیر مارکے اُسکو گھوڑے سے گرادیا اور قریب پہونچکے سر کاٹ لیا۔ بادشاہ نے طغرل کے متعلقین کو دار پر کھنچا اور باقی لوگون کے واسطے حکم دیا کہ دہلی بھیجے جائین اور وہان ان کو سخت سزائین دی جائین۔ یہ کل علاقہ اور جملہ مال غنیمت بجز ہاتھیون اور خزانون کے

بغرا خان کے سپرد کرکے سارے ملک لکھنوتی مین اُسکے نام کا خطبہ و سکہ جاری کیا اور چند اعلیٰ درجہ کی نصیحتین کرکے خود دہلی مین واپس آیا۔ یہان پہونچکر بہت کچھ خیر و خیرات کی اور طغرل کے باقی ساتھیونکا قصور بہ اہل شہر کی شفارش بہ معاف کردیا۔ اسی اثنامین پھر مغلون نے نواح ملتان پر حملہ کیا اور شاہزادہ محمد سلطان نے اِن کو شکست دی۔ مگر تعاقب مین مغلونکی ایک ٹکڑی نے جو کمین گاہ مین چھپی ہوئی تھی ظہر کی نماز پڑھتے وقت اِس پر حملہ کردیا اور قتل و غارت کرنے لگے۔ محمد سلطان نے گھوڑے پر سوار ہوکر تابڑ توڑ حملے کیے۔ اتفاقاً دشمنونکا ایک تیر لگا اور جان بحق تسلیم ہوگیا۔ حضرت امیر خسرو بھی جو اس شہزادے کے رفیق و ہمسفر تھے اِس موقع پر گرفتار ہوئے اور مشکل سے نجات پا سکے اِس حادثہ سے بادشاہ کی کمر ٹوٹ گئی۔ بغرا خان کو دہلی سے بلاکر ولیعہد بنایا مگر چند روز بعد جب بادشاہ کو صحت ہونے لگی تو بغرا خان بغیر اجازت حاصل کیے شکار کے بہانے لکھنوتی چلا گیا۔ بادشاہ اِس صدمہ کو برداشت نہ کرسکا اور امراء وزراء کو جمع کرکے کیخسرو بن سلطان محمد شہید کو ولیعہد مقرر کیا اور سب سے اقرار لیا کہ بعد میرے اِسی کو بادشاہ بنانا۔ اور کیقباد بن بغرا خان کی نسبت حکم دیا کہ وہ اپنے باپ کے پاس لکھنوتی بھیجدیا گیا ہے۔ یہ انتظام کرکے اِسی مدات کو بیس سال سلطنت کرکے ۶۸۵ھ ۱۲۸۶ء مین مرگیا اور اپنے بیٹے خان شہید کے مقبرہ مین دفن ہوا۔ اب یہ مقبرہ ٹوٹ پھوٹکر برابر ہوگیا ہے۔ اِس بادشاہ کی مشہور یادگار کوشک لال ہے۔ جسے اس نے بادشاہ ہونے سے پہلے بنوایا تھا۔

یہ محل بہت خوشنما اور زیادہ سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے اس میں ستون کھڑے کرکے دو منزلہ عمارتیں بنائی ہیں۔ مگر آجکل یہ قبرستان سے معمور ہے۔ دوسری یادگار اس بادشاہ کی قلعہ مرغزن و غیاث پور ہے جسکو اسنے اپنی بادشاہی کے زمانے میں تعمیر کیا تھا۔ اسی میں سلطان نظام الدین اولیا کا مزار ہے۔ اس بادشاہ کے زمانے میں جو مجرم اس قلعہ میں پناہ لیتا تھا وہ گرفتار نہیں کیا جاتا تھا۔ اس بادشاہ کے زمانے میں بڑے بڑے مشائخ و بزرگان دین تھے۔ چنانچہ شیخ فریدالدین شکر گنج۔ و شیخ بہاؤالدین ذکریا و شیخ صدرالدین و شیخ بدرالدین خلیفہ حضرت قطب دین بختیار کاکی زیادہ مشہور ہیں اسکے سکے پر ایک طرف السلطان الاعظم غیاث الدنیا والدین ابوالمظفر بلبن اور دوسری جانب الامام المستعصم امیرالمومنین ضرب ہذا الفضہ بحضرت دہلی لکھا ہوا تھا۔

سلطان معزالدین کیقباد بن ناصرالدین بغراخان۔ بلبن کی وفات کے بعد وزرا و امرا نے بجائے کیخسرو کے کیقباد کو تخت پر بٹھایا اور بقول ابن بطوطہ وزیر سلطنت نظام الدین کیخسرو کا دشمن تھا۔ اس نے ایک جعلی محضر جس میں کل امرا سے سلطنت کے دستخط تھے کیخسرو کو دکھا کے [illegible] کیقباد کی بیعت کرنے کا ارادہ [illegible]۔ کیخسرو نے بیچارہ کار پوچھا کہ کیا آپ [illegible] میں بھاگ جانے [illegible] اس نے کہا کہ سب [illegible] تمام امرا [illegible] دشمن ہیں بھاگ کر کیسے جان بچا سکتا ہوں [illegible] نظام الدین نے [illegible] [illegible]

پھاٹک کی کنجیان میرے پاس ہین مین اسی وقت آپ کو بہ حفاظت تمام شہر کے باہر کر دونگا۔ کیخسرو نے شکریہ ادا کیا اور فوراً ایک تیز دم گھوڑے پر سوار ہو کر سندھ کا راستہ لیا۔ اسکے بعد نظام الدین معز الدین کے پاس آیا۔ کیخسرو کو اس طرح فریب دیکر دہلی سے نکال دینے کا حال بیان کیا۔ اور امرا کو بھی اسکی خبر کی۔ سب نے متفق ہو کر کیقباد کی بیعت کی۔ کیقباد کا چونکہ عنفوان شباب تھا تخت پر بیٹھتے ہی عیش و عشرت مین مشغول ہو گیا۔ جمنا کے کنارے ایک عالی شان کوشک اور جنت کا سا خوش فضا باغ طیار کرا کے اسکو خوبرو و نازک اندام پری جمالون کا مسکن بنایا اور نظام الدین کو وزیر مقرر کر کے کل اختیارات اُسکے ہاتھ مین دے دیے۔ بادشاہ کو غافل دیکھ کر نظام الدین کے دل مین تاج و تخت کی ہوس ہوئی۔ لہذا تمام مقربان سلطنت اور امراے کبار کو جو اُسکی راہ مین حائل تھے مختلف الزام دے دیکر خود بادشاہ کے ہاتھ سے قتل کرا دیا۔ اسی اثنا مین مغلون نے لاہور کے مضافات پر حملہ کیا اور شکست پائی۔ کیقباد کی ہمراہی مین ایک مغلون کی فوج نوکر تھی وہ نظام الدین کے خلاف تھی۔ لہذا اس موقع پر نظام الدین نے یہ ظاہر کر کے کہ یہ لوگ دشمن مغلون سے ملے ہوئے ہین اور باہم خط و کتابت رکھتے ہین سب کو تہ تیغ کرا دیا۔ ان معاملات کی خبرین بغرا خان کو پہونچین تو اُس نے کیقباد کو بہت سے نصیحت آمیز خطوط بھیجے اور جب ان کا کوئی نتیجہ نہ ہوا تو خود فوج

لے کر دہلی کی طرف چلا۔ شاہی فوج بھی مقابلہ کو طیار ہوئی اور دریائے گنگا کے
کنارے پہونچکر بغراخان کے سامنے صف آرا ہوگئی۔ بغراخان نے تین روز تک
برابر مصالحت آمیز خطوط لکھے اور ان مین بیٹے سے ملنے کا بھی ارادہ ظاہر کیا
مگر نظام الدین نے کوئی بات منظور نہ ہونے دی۔ آخر چوتھے روز عاجز آکر
بغراخان نے کیقباد کو اپنے قلم سے اِس مضمون کا خط لکھا کہ" اے فرزند مجھے
تیرے دیکھنے کا بیحد اشتیاق ہے اور اب زیادہ صبر کی تاب نہین ہے۔ اپنی صورت
حضرت یوسف علیہ السلام کے مانند دکھا کر میرے بے نور دیدے کو حضرت یعقوب
علیہ السلام کی آنکھون کی طرح منور کر۔ مین تیری بادشاہی اور عیش و عشرت مین
رخنہ انداز نہونگا۔ اور آخر مین یہ شعر لکھا۔

گرچہ فردوس مقام خوش ست	ہیچ بہ از لذت دیدار نیست

اِس خط کا کیقباد پر بڑا اثر ہوا۔ اور چاہا کہ تنہا باپ کی خدمت مین حاضر ہو کر
ملاقات سے شرفیاب ہو مگر نظام الدین مانع ہوا اور اسے اِس بات پر آمادہ
کیا کہ خود بغراخان شاہی خدم و حشم کا لحاظ رکھ کے بادشاہ کے سامنے ملاقات کو
حاضر ہو۔ بغراخان نے کمال دوراندیشی سے اِس بات کو مان لیا اور دریا پار ہو کے
بیٹے کے سامنے دست بستہ حاضر ہوا۔ تین مرتبہ حسب دستور زمین بوس ہوا۔ مگر اپنی
ذلیل حالت اور کیقباد کے تکبر کو دیکھ کے جس پر باپ کی اِس حالت کا کچھ اثر نہوا
تھا بغراخان کی آنکھون سے بے اختیار آنسو جاری ہوگئے۔ یہ دیکھکر کیقباد سے

بھی ضبط نہو سکا۔ تخت سے نیچے اُتر کے دوڑا اور باپ کے قدمون پر گر پڑا۔ باپ نے اُٹھا کر گلے سے لگا یا۔ اور دونون ملکر بہت دیر تک روتے رہے۔ اور تمام اہل دربار نے بھی اِس رونے مین ساتھ دیا۔ اب کیقباد نے باپ کو تخت پر بٹھایا اور سامنے ادب و تعظیم کے ساتھ کھڑا ہوا۔ اور بہت سی دولت باپ پر سے نچھاور کی۔ یہ صحبت عیش و نشاط چند روز تک گرم رہی جسکا مفصل حال حضرت امیر خسرو نے مثنوی قران السعدین مین نظم کیا ہے۔ اب بغرا خان نے رخصت ہونے کا ارادہ کیا اور چلتے وقت بیٹے کو بہت سی نصیحتین کین اور آخر مین گلے سے لگا کر کان مین کہا کہ جہانتک جلد ممکن ہو نظام الدین کی فکر کرو۔ ورنہ ایک لمحہ کا بھی اسے موقع مل گیا تو تیرا قلع و قمع کر دیگا۔ یہ کہکے روتا ہوا رخصت ہوا اور اس روز نہ کھانا کھایا اور نہ پانی پیا۔ اور اپنے خیمے مین پہونچکر کہا کہ آج کے دن مین نے اپنے لخت جگر کیقباد اور مملکت دہلی کو آخری بار رخصت کیا ہے۔ کیقباد باپ سے رخصت ہوکر اودھ کا دورا کرتا ہوا دہلی واپس آیا اور چند روز باپ کی نصیحتون پر عمل کرنے پایا تھا کہ ایک پریزاد کے عشق مین دیوانہ ہو گیا اور اُس کے سامنے یہ شعر پڑھا ؎

شب نمی توبہ کنم از بیم ناز شاہدان	بامداداں روئے ساقی باز در کار آورد

اُس مہ جبین نے بادشاہ کے منھ سے یہ شعر سنتے ہی جواب مین یہ شعر پڑھا ؎

غمزۂ زاہد فریبم عابد صد سالہ را	موئے پیشانی گرفتہ سوئے خمار آورد

اور جام کو شراب سے بھر کر بادشاہ کے سامنے پیش کیا۔ بادشاہ نے بنجو اسے
"گر یار مے پلائے تو پھر کیون نہ پیجیے" جام ہاتھ مین لیکر بے تکلف پی لیا۔ اور اس
گھڑی سے پھر وہی رنگ رلیون کا نقشہ جم گیا۔ اور تھوڑے دنون بعد شراب
اور عیاشی کی کثرت سے بہت ہی نحیف و لاغر ہو گیا۔ اُسوقت اپنی کمزوری
دیکھکر اُسے باپ کی نصیحت یاد آئی تو نظام الدین کو زہر دلوا کے اس کا کام تمام
کر دیا اور اسکی خدمت پر ملک جلال الدین فیروز کو جو سمانہ کا نائب تھا شایستہ
خان کا خطاب دیکر ممتاز کیا۔ مگر صحت بین گھن لگ گیا تھا۔ کمزوری بڑھتی گئی
یہانتک کہ لقوہ و فالج مین مبتلا ہو کر صاحب فراش ہو گیا۔ بادشاہ کی ناکارگی سے
ملک مین بدنظمی ہوئی تو امرا نے چاہا کہ خود ہی بادشاہ بنکر حکمرانی کرین۔ ترکون کے
ایک گروہ نے یہ حال دیکھا تو کیقباد کے سہ سالہ پسر کیومرث کو حرم سے نکالکر
شمس الدین کا خطاب دیا اور تخت پر بٹھایا جلال الدین فیروز نے اس سے اختلاف
کر کے اکثر امرا اور تمام خلجیون کو اپنا ہم خیال بنا لیا اور ترکون کی قوت توڑ دی۔
اہل شہر نے شمس الدین کی حمایت کرنا چاہی تو فخر الدین کوتوال نے سمجھا بجھا کے
اُنھین بھی اختلاف سے روک دیا۔ اب جلال الدین نے شہر مین داخل ہو کر اُن ترک
بچون کو جن کے باپون کو کیقباد نے مار ڈالا تھا قید سے آزاد کر کے قصر کیلوکھری مین بھیجا
کیقباد یہان کملون مین لٹپا پڑا تھا ان لوگون نے لاتین اور گھونسے مار مار کے اسے
شہید کیا اور لاش دریائے جمنا مین پھینک دی۔ یہ واقعہ آخر ۶۸۷ھ / ۱۲۸۸ء کا ہے۔ مگر

بعض مورخین ۶۸۸ھ ۱۲۸۹ء بتاتے ہیں۔ یہ بادشاہ دو سال اور چند ماہ تخت نشین رہا۔
اسکی یادگار قلعہ کیلوکھری یا قصر خضری تھا جسکی شان میں امیر خسرو نے
مثنوی قرآن السعدین میں لکھا ہے ؎

قصر نگویم کہ بہشتے فراخ	رونقہ طوبے درا ودرابہ شاخ

مگر زمانے کے دستبرد سے اب اس قصر کا کہیں نشان نہیں ہے۔ اس بادشاہ کے سکے میں
ایک طرف "السلطان الاعظم معز الدنیا والدین ابو المظفر کیقباد" اور دوسری جانب الامام
المستعصم امیر المومنین ہذا الفضۃ حضرۃ دہلی لکھا ہوا ہے۔

(۱۱) سلطان شمس الدین کیکاؤس۔ کیقباد کے واقعے کے بعد جلال الدین شایستہ (۶۸۸–۶۸۹ھ / ۱۲۸۹–۱۲۹۰ء)
خان نے چند روز تک اُسے برائے نام تخت پر قائم رکھا اور خود بطور نایب کے
سلطنت کرتا رہا۔ اس عہد میں اُمرا نے جلال الدین کے ذریعے سے اپنی مرضی
کے موافق جاگیریں حاصل کیں۔ چند روز بعد جلال الدین نے اسے قصر کیلوکھری
میں قید کردیا۔ اور اسی قید میں وہ ملک عدم کو سدھارا۔ اور اسی کی ذات پر
سلاطین قطبیہ اور شمسیہ کا خاتمہ ہو گیا۔ البقاء للملک الحی الذی لا یموت۔

باب پنجم

سلاطین خلجی ۶۸۹–۷۲۰ھ / ۱۲۹۰–۱۳۲۰ء

(۱) سلطان جلال الدین فیروز بن یغرش خلجی ۶۸۸ھ ۱۲۸۹ء یا ۶۸۹ھ ۱۲۹۰ء میں کیکاؤس کو (۶۸۹–۶۹۵ھ / ۱۲۹۰–۱۲۹۵ء)

قید کر کے کیلو کھری مین تخت نشین ہوا حضرت امیر خسرو نے اسکی تاریخ تخت نشینی اِس طرح لکھی ہے

جمادی دو می را سو یمین روز	سوم ساعت تراور عالم افروز
بگاہ چاشت از فیروزی فال	ز ہجرت شش صد و ہشتاد و نہ سال

یہ بادشاہ بہت ہی صاحب اخلاق تھا اپنے دوستون سے بلا تکلف مِلتا۔ اُن کے ساتھ کھاتا۔ شطرنج و گنجیفہ کھیلتا۔ اپنے ولی نعمت یعنے بلبن کی اولاد سے بہت اچھی طرح پیش آتا۔ چنانچہ بلبن کے ایک بھتیجے مسمی بہ ملک چھجو کو کڑہ مانک پور کے اقطاع مرحمت کیے۔ مگر اُس نے چند ہی روز بعد امیر علی جاندار مولیٰ زادہ سلطان بلبن قطاع دار اودھ کو اپنا شریک بناکے تاج شاہی سر پر رکھا اور شاہ مغیث الدین کا لقب اختیار کر کے جلال الدین سے سلطنت چھیننے کو دہلی کی طرف روانہ ہوا۔ بدایون کے قریب ارکلیخان پسر جلال الدین نے اسے شکست دیکر مع امرا کے اسیر کر لیا۔ مگر جب یہ لوگ تشہیر ہوتے ہوئے جلال الدین کے سامنے پیش ہوئے تو اُس نے صورت دیکھتے ہی سب کو آزاد کر دیا۔ نفیس پوشاکین پہنائین طعام و شراب مین اپنے ساتھ شریک کیا۔ امرا جلال الدین کی یہ عنایت دیکھ کر اپنے کیے پر بہت پچھتائے۔ بادشاہ نے ان کے مزید اطمینان کے واسطے یہ بھی کہا کہ تم لوگون کا باغیون مین اسوجہ سے شمار نہین ہو سکتا کہ تم نے جو جد و جہد

کی ہے اپنے ولی نعمت کا حق ادا کرنے کی غرض سے کی۔ پھر ملک چھجو کو بہت ہی
عزت سے پالکی مین بٹھا کے ملتان روانہ کیا۔ اور وہان اسکے واسطے عیش و عشرت
کا سامان مہیا کر دیا۔ بادشاہ کا یہ حکم دیکھ کر اُسکے امرا وغیرہ ناراض ہوئے تو جواب دیا
"ابھی کل کی بات تھی کہ ہم لوگ سلطان بلبن کے نوکر تھے ہمین تمنا ہتی کہ یہی
اسیر شدہ امرا ہمارے سلام کے جواب مین لب ہلا دین۔ اب کیا یہ انصاف ہے
کہ مین ان کا ملک بھی لون اور انھین سزا بھی دون۔ مجھ سے ایسی بے شرمی و ناخدا
ترسی نہ ہو گی ایک مرتبہ خلجی سردارون نے اسکے قتل کی سازش کی۔ مگر اس کی
مخبری ہو گئی اور سب گرفتار ہو کر بادشاہ کے سامنے پیش ہوئے۔ بادشاہ نے اپنی
تلوار اُن کے سامنے پھینک دی اور کہا "مین تنہا بیٹھا ہون جو بہادر ہو اپنا
شوق پورا کرے" تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد ایک سردار نے آگے بڑھ کے کہا
"اگر ہم حضور کو قتل کر ڈالین گے تو پھر ایسا نیک و حلیم بادشاہ کہان سے لائینگے"
آخر بادشاہ نے سب کا قصور معاف کر کے سب کو حکم دیا کہ اپنی اپنی جاگیرون پر
چلے جائین غرض اس بادشاہ سے اسقدر رحم و کرم ظاہر ہوا کہ آخر کار سلطنت کا
نظام بگڑ گیا۔ اور امن و امان مین خلل پڑ گیا۔ اس کی ایک حکایت یہ بھی مشہور ہے
کہ اس نے مولانا سراج الدین بہاء جی کو جنھون نے اسکی ہجو مین خلجی نامہ لکھا تھا
خلعت سے سرفراز کر کے اپنا ندیم خاص بنایا۔ اور نند ٹاہر کو جس نے اس کے سر پر
تلوار کا وار کر کے ہمیشہ کے لیے اسکی صورت بگاڑ دی تھی خلعت سے سرفراز کر کے

ایک لاکھ جیتل وظیفہ مقرر کیا۔ علما نے اسکے نام کے بعد خطبے مین ”مجاہد فی سبیل اللہ“ کے الفاظ بڑھانا چاہے تو اُس نے یہ کہہ کر نامنظور کیا کہ مین جو لڑائیان کافرون سے لڑا ہون وہ خالصتہً لوجہ اللہ نہ تھین بلکہ اُن مین اپنے آقا غیاث الدین بلبن کی خوشنودی مقصود تھی۔

اسکے زمانے مین اگر اسکی عادت کے خلاف کوئی واقعہ نظر آتا ہے تو وہ سید مولہ[۱] کے قتل کا

[۱] سید مولا کا مختصر قصہ یہ ہے کہ سید مولا نام ایک بزرگ جرجان سے اجودھن آکر حضرت شیخ فریدالدین شکر گنج کی صحبت سے فیضیاب ہوئے چند دنون بعد انھین دہلی کی سیر کا شوق ہوا تو شیخ نے رخصت کرتے وقت از روے کشف ان کا دلی ارادہ بتا کے فرمایا تم دہلی جاکر خلقت کی آمد و رفت کے واسطے دسترخوان بچھانا چاہتے ہو تو یہ تمھارا کام ہے اپنا نیک و بد خود سمجھو۔ مگر یہ بات ذہن نشین کرلو کہ اُمرا سے ربط ضبط بڑھانے مین جان کا خطرہ ہے۔ سید مولہ یہ نصیحت سُنکر دہلی آئے اور ایک خانقاہ تعمیر کرا کے لوگون کو کھانا کھلانا شروع کیا۔ بلبن اور کیقباد کے زمانے مین تو اسکا خرچ معمولی رہا مگر جلال الدین کے زمانے مین اسکے خرچ کی کوئی انتہا نہ رہی کھانے کی شان یہ ہوتی کہ جسطرح کا کھانا اسکی خانقاہ مین بٹتا بادشاہ کے دسترخوان پر بھی ہر روز ویسا کھانا نہ ہوتا۔ کہتے ہین کہ ان کی خانقاہ مین ہر روز ایک ہزار من میدہ پانچ سو من گوشت دو دو سو من شکر اور مصری اور کئی من روغن زرد صرف ہوتا۔ مگر یہ کھانے کا تکلف دوسرون کے واسطے تھا خود صرف چانول کی روٹی کھاتے اور ایک چادر مین زندگی بسر کرتے

واقعہ ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ اسی قتل کے دن سے اسکی سلطنت کا زوال

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۰) اپنی خدمت کے واسطے کوئی لونڈی یا غلام بھی نہوتا کسی سے کچھ لیتے بھی نہ تھے بلکہ اکثر لوگون کو دو دو ہزار تین تین ہزار طلائی تنگہ دیدیا کرتے۔ دینے کا طریقہ یہ تھا کہ جس شخص کو دینا ہوتا کہتے کہ جاؤ فلان طاق سے یا فلان پتھر کے نیچے سے اسقدر روپے لو۔ جہان بتلاتے وہین رقم مل جاتی۔ اور معلوم ہوتا کہ روپیے ابھی ٹکسال سے ڈھلکر آئے ہین۔ امرا کی رجوعات انکی طرف اسقدر ہوئی کہ خانخانان (جلال الدین شاہ کا بڑا بیٹا) ان کے معتقدین مین داخل ہوکر ان کا منھ بولا بیٹا بن گیا۔ اسی زمانے مین قاضی جلال الدین کاشانی بھی ان کے حلقہ بگوش ہوئے اور چند ہی روز مین اپنی چرب زبانی سے سید مولہ کو یہ باور کرادیا کہ اللہ پاک نے آپ کو خلقت ہند کو ظلم و جور سے نجات دلانے کے لیے بھیجا ہے۔ آپ جلال الدین کو قتل کرکے تخت پر بیٹھ جائین۔ اور انھون نے جب اس سے انکار کیا تو یہ کہہ کے راضی کرلیا کہ خداوند کریم کے سامنے آپ اسکے جوابدہ ہونگے۔ غرض قاضی نے ایسی ایسی باتین کین کہ سید مولہ دام تزویر مین گرفتار ہوگئے اور معتقدون کو پوشیدہ طور پر خطاب دیکر سلطنت کے واسطے بیعت لینے لگے۔ اتفاق سے ایک شخص نے ناراض ہوکر بادشاہ کو اطلاع کردی اور بادشاہ خود بھیس بدلکر تحقیق کیلیے آیا تو یہان انقلاب سلطنت پر سب کو آمادہ پایا اور یہ خبر پاکر کہ آیندہ جمعہ کو کوتوال شہر نے میرے قتل کا اقرار کیا ہے فوراً واپس جاکر سب کو اپنے سامنے بلوایا۔ اور اس معاملہ کی نسبت دریافت کیا مگر ایک شخص نے بھی اقرار نہ کیا اور سب کے سب منکر ہوگئے۔ جب کوئی ذریعہ اثبات

شروع ہوا مصنف فیروز شاہی کا بیان ہر کہ سید مولہ کے قتل کے روز مین دہلی مین موجود تھا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۱) جرم کا دیلا تو بادشاہ کے حکم سے بہادر پور مین ایک بہت بڑا الاؤ روشن کیا گیا اور جب اُسکے شعلے بلند ہوئے تو سید مولہ کو حکم دیا کہ مع اپنے تمام رفقا کے دہکتی ہوئی آگ مین سے ہوکر نکل جاؤ۔ اگر اپنے قول مین سچے ہو تو آگ اثر نہ کرے گی۔ سید مولہ نے مع اپنے ساتھیون کے کلمۂ شہادت پڑھکر آگ مین پھاندنے کا ارادہ کیا تو بادشاہ نے اِس بارہ مین علماء سے استفسار کیا اُنھون نے کہا یہ طریقہ شرعاً ناجائز ہے۔ آگ کا کام جلانا ہے جھوٹے سچے دونون کو جلادیگی اور اس کے جرم کی شہادت چونکہ صرف ایک شخص دیتا ہے لہٰذا قتل کے لیے شہادت کافی نہین ہے۔ یہ معلوم کرکے بادشاہ نے آگ بجھوادی۔ اور اُن امرا کو جو اس سازش مین شریک تھے اپنی اپنی جاگیرون پر چلے جانے کا حکم دیا۔ کوتوال کو قتل کرایا اور جلال الدین کاشانی کو بدایون کا عہدہ قضا دیا۔ پھر سید مولہ کو اپنے ساتھ لاکر اپنے پلنگ کے سامنے دست بستہ کھڑا کیا اور اِس بارے مین سوالات جرح شروع کیے مگر سید مولہ نے بادشاہ کو ایسے جواب دیے کہ شرعاً و عرفاً کسی طرح اثبات جرم نہو سکا۔ شیخ ابوبکر طوسی قلندر جو بادشاہ کا پروردہ تھا مع اپنے گروہ کے یہ سوال وجواب سُن رہا تھا بادشاہ نے اس سے مخاطب ہوکر کہا "اے درویشو اِس شخص نے مجھپر کیسا ظلم کیا ہے تم ہی انصاف کرو" یہ سُنکر سنجر نام ایک قلندر اُس گروہ سے نکلا۔ اور اُسترے سے سید مولہ کو زخمی کرنے لگا۔ سید مولہ چلائے کہ مجھے ایکساہی دفعہ مار ڈالو۔ مجھے اپنی موت کا افسوس نہین مگر یاد رکھو کہ درویشون کا ستانا نامبارک ہوتا ہے۔ جلال الدین خلجی کھلا قتل کا

بعد قتل کے ایک ایسی سیاہ آندھی اُٹھی کہ ساری دنیا تیرہ و تار ہو گئی - اور کچھ دیر تک ایک آدمی دوسرے آدمی کی صورت نہ دیکھ سکتا تھا - اسی سال (۶۹۰ھ ۱۲۹۱ء) مین ایسا قحط پڑا کہ لاکھون آدمی مر گئے اور بادشاہ کا بیٹا اختیار الدین بھی اسی سال دیوانہ ہو کر مرا - ۶۹۱ھ ۱۲۹۲ء مین اہل مالوہ نے بغاوت کی اور جلال الدین نے خود جاکر اُن کو مطیع کیا - اسکے بعد رنتھنبور کا محاصرہ کیا مگر دوسرے دن یہ کہکر کہ اس قلعہ کے فتح کرنے مین بہت سے مسلمان ضایع ہونگے دہلی واپس آیا ۶۹۲ھ ۱۲۹۳ء مین عبداللہ (ہلاکو خان کے نواسے) اور الغو خان (چنگیز خان کے نواسے) نے ایک لاکھ سوارون سے پنجاب پر حملہ کیا - مگر جلال الدین نے شکست دی - اسکے بعد جب مغلون کو بھاگنے کا بھی راستہ نہ ملتا تھا اُن سے صلح کر کے اُنھین امن و امان سے واپس جانیکی اجازت دی - الغو خان بادشاہ کی یہ مہربانی دیکھ کر مع اپنے تین ہزار سوارون کے دہلی مین آیا اور چند روز بعد مع اپنے ساتھیون کے مسلمان ہو گیا - بادشاہ نے اُنھین جاگیرین دین اور مختلف جگہون مین آباد کیا اور جن جن مقامات مین وہ سکونت پذیر ہوئے اُن سب کے نام مغلپورے رکھے گئے اور الغو خان سے اپنی بیٹی کی شادی کر دی ایسی سال کے آخر مین جلال الدین نے مندور اور جہاین کو تخت و تاراج کیا اور سلطان کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۲) حکم دینے مین متردد تھا کہ اُسکے بیٹے ارکلیخان نے فیلبان کو اشارہ کیا اور اُسنے مست ہاتھی کو ریل کے سید مولہ کا کام تمام کر دیا -

بھتیجے علاؤالدین حاکم کڑہ نے حسب فرمان شاہی بندیل کھنڈ اور شرقی مالوہ کی بغاوت فرو کرکے بھلسہ پر حملہ کیا اور وہان سے بہت سا مال غنیمت لایا۔ اور اُس بت رویین کو بھی جسے وہان کے ہندوؤن نے اپنا معبود بنا رکھا تھا وہی اُٹھا لایا۔ بادشاہ نے خوش ہوکر اودھ کی حکومت بھی اُسے مرحمت فرمائی۔

جب علاء الدین نے بادشاہ کو اپنے حال پر اسقدر مہربان دیکھا تو گزارش کی کہ اگر حضور اجازت دین تو اپنے اقطاع کڑہ و اودھ کے فاضلات سے نئے سوار اور پیادے بھرتی کرکے چندیری پر حملہ کرون۔ اور وہان سے بے اندازہ غنیمت لاکر حضور مین پیش کرون۔ علاؤالدین چونکہ بھتیجہ ہونیکے علاوہ بادشاہ کا داماد بھی تھا لہذا باوجود مشیران سلطنت اور خاص بیگم کی مخالفت کے جلال الدین نے اسکی درخواست منظور کر لی۔ چنانچہ علاؤالدین نے نئی فوج بھرتی کرکے خاندان بلبن کے اُمرا کو اپنے ساتھ شامل کیا اور بغیر اسکے کہ بادشاہ یا اپنے ساتھیون کو مطلع کرے آٹھ ہزار سوارونکے ہمراہ بندھیاچل کے دشوار گزار راستون کو طے کرکے مالوہ خاندیش گونڈواری اور برار کے راستون سے گذرتا ہوا دیوگڑھ کے سامنے جا پہونچا۔

وہان کا راجہ اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا یہ آسمانی غضب اپنے اوپر نازل دیکھ کر مقابلہ پر آمادہ ہوا مگر ایک ہی حملے مین بھاگ کر قلعہ بند ہو گیا۔ علاء الدین نے شہر پر قبضہ کرکے بہت سے لوگون کو گرفتار کیا اور ان سے بے انتہا دولت حاصل کی۔ آخر راجہ نے صلح کر لی۔ علاء الدین مال غنیمت لاد پھاند کر واپسی کا ارادہ کر رہا تھا

کہ راجہ رام دیو کا لڑکا بڑے بھاری لشکر اور اپنے چند حمائتی راجاؤن کی کثیر التعداد فوجون کو لیے ہوئے آپہونچا۔ اور یہ دیکھ کر کہ مسلمان تھوڑے ہین۔ باوجود رام دیو کی فہمایش کے علاءالدین کے پاس کہلا بھیجا کہ جو کچھ لوٹا ہے واپس کرکے اپنی جان بچاؤ۔ علاءالدین یہ پیام سُنکر آپے سے باہر ہوگیا۔ اور اُنھون کا منھ کالا کرکے ایک ہزار سوارون کو قلعہ کے محاصرہ پر چھوڑ کر خود رام دیو کے لڑکے کے سامنے صف آرا ہوا۔ لڑائی بہت سخت تھی اور قریب تھا کہ مسلمانون کو ہزیمت ہو جائے کہ نہ وہ سردار جو قلعہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھے محاصرہ چھوڑ کر علاءالدین کی مدد کو آپہونچا۔ دشمن یہ خیال کرکے کہ شاہی لشکر آگیا سر پہ پاؤن رکھکر بھاگے۔ اور علاءالدین نے پھر قلعہ کا محاصرہ کرلیا۔ رام دیو نے دوسرے راجاؤن سے مدد لینے کی کوشش کی مگر یہ معلوم کرکے کہ قلعے کے اندر غلہ کے جو بورے لائے گئے ہین اُن مین نمک بھرا ہوا ہے۔ علاءالدین سے پھر صلح کی تحریک کی۔ علاءالدین نے چھ سو من سونا سات من موتی دو من نفیس جواہر ایک ہزار من چاندی اور چار ہزار جامہ ابریشمی اور دیگر اجناس جن کی تفصیل سے عقل عاجز ہے لیکر اقرار لیا کہ صوبہ ایلچ پور کا محصول سال بسال شاہی خزانے مین داخل ہوا کریگا۔ اور دیوگڑھ پہونچنے کے پچیسوین دن جملہ قیدیون کو آزاد کرکے مظفر و منصور واپس ہوا۔[1]

---

[1] اس جنگ کے متعلق فرشتہ کے مصنف نے طبقات ناصری کے حوالے سے

ابن بطوطہ نے اس بیان پر اسقدر اور اضافہ کیا ہی کہ راستہ مین علاء الدین کے
گھوڑے نے ٹھوکر کھائی جس سے وہ گر پڑا اور گرنے کے ساتھ ہی جھنکار کی
آواز آئی علاء الدین نے اس جگہ کو کھدوایا تو وہان سے بے انتہا دولت
پائی - علاء الدین کی واپسی کی خبر جلال الدین کو گوالیار مین ملی اور اس خبر کے
پاتے ہی بعض شاہی اعزا نے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوکر مشورہ دیا کہ
علاء الدین کا استقبال کرکے راستہ ہی مین شان وشوکت کا سامان لے لیا جائے
مگر جلال الدین نے یہ کہہ کے کہ تم لوگ خواہ مخواہ میرے بھتیجے کو دشمن بناتے
ہو دہلی واپس چلا آیا - علاء الدین نے کڑہ پہونچکر اپنی غیر حاضری اور بغیر اجازت
شاہی کے اسقدر دور و دراز سفر کی معافی چاہی اور اپنے بھائی الماس
بیگ کو جلال الدین کی خدمت مین بھیجکر یہ ظاہر کیا کہ علاء الدین پر بادشاہ کا
اسقدر خوف غالب ہی کہ وہ خودکشی پر آمادہ ہی - الماس بیگ نے جلال الدین سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۱) لکھا ہی کہ راہ مین علاء الدین نے اُن راجاؤن کے خوف سے جو درمیان مین پڑتے تھے
یہ جھوٹی بات مشہور کردی تھی کہ مین اپنے چچا سے خفا ہوکر راجہ سندری کی نوکری کو جارہا ہون یا یہ کہ یہ
آٹھ ہزار فوج اُس شاہی لشکر کا ایک جز ہی جو پیچھے آرہی ہی بالکل غلط ہی اور وجہ یہ کہ طبقات ناصری
مین ۶۵۸ھ تک کے حالات ہین اور یہ مہم ۶۹۳ھ مین ہوئی اور اسی سے انگریز مورخون کو اور بھی
اس بادشاہ پر سوئے الزام لگانے کا موقع ملا - حالانکہ وہ بھی سراپا غلط ہین -

ایسی باتین بنائین کہ وہ بھری برسات مین علاء الدین سے ملنے کے لیے کڑے جانے پر
راضی ہوگیا۔ یہ سفر ایک ہزار سوارون کے ساتھ دریاے گنگا مین کشتیون پر ہوا۔
کشتیان سترھوین رمضان ۶۹۵ھ ۱۲۹۵ء کو کڑہ مانک پور کے قریب پہونچین جہان علاء الدین
کا لشکر پورے اسلحہ سے آراستہ موجود تھا۔ یہان پر الماس بیگ نے پھر مکر کا
جال پھیلایا اور کہا علاء الدین حضور کو اس جاہ وحشم سے دیکھے گا تو ڈر کر کسی طرف
بھاگ جائیگا لہذا حضور بغیر کسی ہتھیار کے آگے تشریف لے چلین اور باقی فوج کو
یہین چھوڑ دین۔ چونکہ قضا دامنگیر تھی جلال الدین کو کسی طرح کی بدگمانی نہوئی اور چند
مخصوص لوگون کے ساتھ نہتا قرآن شریف پڑھتا ہوا کنارے پہونچا اور کشتی سے
اتر کے اکیلا علاء الدین کے پاس چلا گیا علاء الدین قدمون پر گر پڑا۔ بادشاہ نے
شفقت پدری سے اسکے گال اور آنکھین چومین اور اسکے رخسار پر تھپڑ مار کے
یہ کہتا ہوا کہ "اب تک تیرے پیشاب کی بو میرے کپڑون سے نہین گئی ہے۔ اور تجھے
یہ خیال ہے کہ مین تجھ سے بری طرح پیش آؤنگا" اسکو کشتی کی طرف لے چلا۔ راستے
مین علاء الدین نے اپنے رفیقون کو جو پہلے ہی سے اس کام پر مامور تھے اشارہ
کیا۔ محمود بن سالم نے بڑھکر جلال الدین کو تلوار ماری جو اوچھی پڑی۔ زخم کھاتے
ہی سلطان کشتی کی طرف بھاگا مگر کافر نعمت اختیار الدین نے جو بادشاہ کا
پروردہ تھا پیچھے سے جھپٹ کر اس جلیل الشان سلطان کو زمین پر گرایا اور
سر کاٹ لیا۔ اس دن سلطان روزے سے تھا۔ اور عین افطار کے وقت

۷۰ برس کی عمر مین کلمۂ شہادت پڑھتا ہوا شہید ہوا- اس کا سر نیزہ پر چڑھا کر پہلے تو فوج مین تشہیر ہوا- پھر اودھ مین بھیجدیا گیا- اور خون بھرا تاج علاء الدین کے سر پر رکھا گیا- اِس سلطان کی مدت سلطنت سات سال تھی-

جلال الدین کو چونکہ دہلی کے لوگون پر اعتماد نہ تھا اس لیے اُس نے قصر کیلو کھری مین رہنا اختیار کیا اور اُسکی ناتمام عمارتون کی تکمیل کی- اپنے واسطے دو کوشکین ایک کوشک سرخ اور کوشک سبز تعمیر کرائین- ایک باغ لگایا- چونے اور پتھر کا ایک حصار جمنا کے کنارے بنوایا- اور اس مین ایک مسجد اور ایک بازار بنوا کر اس کا نام نئی دہلی رکھدیا- چونکہ بادشاہ کا قیام یہین تھا لہذا پرانی دہلی اُجڑ کر نئی دہلی آباد ہوگئی- ۶۹۵ھ ۱۲۹۵ء مین ایک عالیشان عمارت گوالیار مین بھی بنوائی اور اسکے گنبد پر یہ رباعی خود تصنیف کرکے کندہ کرادی-

ماراکہ قدم بر سر گردون ساید	از تودۂ سنگ و گل چہ قدر افزاید
این سنگ شکستہ زان نہادیم زدست	باشد کہ شکستۂ درو آساید

اسکے سکے مین ایک طرف بخط ثلث جلال الدنیا والدین ابوالمظفر فیروز شاہ اور دوسری جانب الامام المستعصم امیر المومنین بحضرۃ الدہلی فی سنہ تسعین و ستماۃ" لکھا تھا اور ۶۹۳ھ و ۶۹۵ھ کے سکون مین "ضرب ہذا الفضۃ" زائد تھا- گذشتہ بادشاہونکے خلاف اُس نے اپنا چتر بجائے سرخ کے سفید بنوایا تھا-

(۲) قدر خان عرف رکن الدین ابراہیم شاہ- ابن سلطان جلال الدین خلجی جب

٦٩٥ھ
١٢٩٦ء

سلطان جلال الدین کے شہید ہونے کی خبر دہلی مین پہونچی تو ملکہ جہان نے بعض امرا کے مشورہ سے اپنے چھوٹے بیٹے قدر خان کو ابراہیم شاہ کا خطاب دیکر تخت پر بٹھا دیا بڑا بیٹا ارکلیخان جو ولی عہد سلطنت تھا اسوقت ملتان مین تھا۔ جب علاؤ الدین بسیم وزر لٹاتا ہوا دہلی مین پہونچا تو تمام امرائے جلالی دولت کی طمع مین اس سے مل گئے۔ اور ابراہیم شاہ مع اپنی مان کے ملتان مین ارکلیخان کے پاس بھاگ گیا۔ اسکی مدت سلطنت صرف چار ماہ تھی۔

(۲۳) سلطان علاؤ الدین سکندر ثانی بن شہاب الدین مسعود خلجی۔ بائیسوین ذی الحجہ ۶۹۵ھ (۱۲۹۵ء) کو رائے پتھورا کے قلعہ مین تخت پر جلوہ افروز ہوا۔ اور کوشک لال کو اپنا پایۂ تخت بنا کر استقدر داد و دہش کی کہ رعایا جلال الدین کے قتل ہونیکے واقعے کو بھول گئی۔ پھر اپنے بھائی الغ خان (الماس بیگ) اور ظفر خان کو چالیس ہزار سوارون کے ساتھ ملتان روانہ کیا جنھون نے دو مہینے کی کوشش مین جلال الدین کے سارے خاندان کو گرفتار کر لیا۔ علاؤ الدین نے ارکلی خان وابراہیم شاہ والغو خان کی آنکھون مین سلائی پھروا کر ہانسی مین قید کیا اور ملکہ جہان اور دیگر اعزائے جلالی کو دہلی مین نظر بند کر دیا۔ ۶۹۶ھ (۱۲۹۶ء) مین ایک لاکھ مغل دریائے سندھ سے پار اتر کر ہندوستان پر حملہ آور ہوئے۔ مگر ظفر خان اور الغ خان نے جالندھر کے قریب ان کو شکست دیدی۔ اس فتح کا مژدہ سنکر علاؤ الدین نے اُن اُمرائے جلالی کو جنھون نے دولت کی طمع مین جلال الدین

کی اولاد سے بیوفائی کی تھی سخت سے سخت سزائین دین اور اُن کا مال واسباب ضبط کر کے داخل خزانہ کر لیا۔ ۶۹۷ھ مطابق ۱۲۹۷ء مین علاء الدین نے دو فوجین گجرات اور سیوستان کے فتح کرنے کو روانہ کین۔ سیوستان کی مہم کا افسر ظفر خان تھا جو بڑی بہادری سے سیوستان کے قلعے کو مغلون سے لیکر سترہ سو مغلون کو مع اُن کے بال بچون کے دہلی مین پکڑ لایا۔ اِس فتح سے ظفر خان کی بہادری کی ایسی دھاک بیٹھ گئی کہ خود علاء الدین بھی اس سے خوف کھانے لگا۔ دوسری مہم کے سپہ سالار الغ خان و نصرت خان تھے انھون نے سارے گجرات و نہروالہ کو تاخت و تاراج کر کے راے کرن کے اہل و عیال۔ ہاتھی، گھوڑے اور خزانہ و جواہرات اپنے قبضے مین کر لیے۔ راے کرن بھاگ کر دیوگڈھ چلا گیا اور شاہی لشکر کی واپسی پر رام دیو کی مدد سے بگلانہ مین جو سرحد دکن پر واقع ہے اقامت گزین ہو گیا ملک نصرت خان یہان سے کنبایت گیا اور وہان کے راجاؤن کو مطیع کر کے بہت سے مال واسباب اور کافور ہزار دیناری کو اپنے قبضے مین کر کے دہلی کی راہ لی۔ جالور کے قریب پہونچا تھا کہ بعض فوج والون نے مال غنیمت کے مطالبے مین فساد کیا نصرت خان کے بھائی اعز الدین کو قتل کر ڈالا۔ اور الغ خان کو بھی قتل کرنا چاہتے تھے کہ وہ خیمہ کی پشت سے نکلکر نصرت خان کے پاس پہونچ گیا نصرت خان نے فوراً نقارۂ جنگ بجوا دیا۔ فوج والے سمجھے کہ کوئی غنیم سر پر آ گیا چڑھ کے بلوائیون کو منتشر کر دیا اور الغ خان نے تعاقب کر کے ان لوگون کو ایسا عاجز کیا

کر سب ہمیر دیو راجہ رنتھبور کے پاس چلے گئے۔ نصرت خان نے دہلی پہونچکر
اپنے بھائی کے انتقام میں بادشاہ سے حکم حاصل کر کے اِن بلوائیوں کے جورو
بچون کو طرح طرح کی سزائین دین۔ عورتین ہندوؤن کو بخشدین اور لڑکون کو
قتل کیا جو کارروائی بالکل احکام شرع کے خلاف تھی۔ جب مال غنیمت
علاء الدین کے سامنے پیش ہوا تو اس نے کنولا دیوی کو جو راے کرن کی
بہت ہی خواصیت رانی تھی پسند کر کے مسلمان کیا اور اپنے عقد نکاح مین
لے لیا۔ اور کافور ہزار دیناری کو بھی اپنا منظور نظر بنایا۔ اس فتح پر بہت بڑا
جشن منایا گیا۔ علاء الدین اسی جشن مین مصروف تھا کہ قتلغ خان دو لاکھ مغل سوار
ساتھ سندھ کو عبور کر کے جمنا کے کنارے آپہونچا اور دہلی کا محاصرہ کر لیا۔ اسکے خوف
سے اطراف و جوانب کے اتنے آدمی دہلی مین بھاگ آئے تھے کہ راستون
اور مسجدون مین کھڑے ہونیکو جگہ نہ تھی۔ اور محاصرے کی وجہ سے کوئی چیز
باہر سے نہ آسکتی تھی۔ علاء الدین نے امرا و ملوک کو جمع کر کے لشکر آراستہ کیا
تو بعض امرا نے منع کیا اور مختلف دلیلین پیش کر کے ثابت کیا کہ اسوقت لڑائی
خطرے سے خالی نہین ہو مگر علاء الدین نے نہ مانا اور یہ کہکر کہ دشمن تو دو ہزار
کوس چلکر مجھسے لڑنے کو آیا ہے اور مین گھر مین چھپا بیٹھا رہون؟ جتنی فوج جمع
ہو سکی لیکر دہلی سے نکلا اور کیلی کے میدان مین دشمن کے مقابل صف آرا ہو گیا۔
دونون لشکر ہنوز تیاری مین مصروف تھے کہ ظفر خان اپنی فوج میمنہ کو لیکر بڑھا

اور ہاتھیون کو ریل کر دشمنون مین شمشیر زنی کرنے لگا۔ مغل اس حملہ کی تاب نہ لاسکے اور سر پر پانوُن رکھکر بھاگے۔ ظفر خان نے تعاقب کیا مگر الغ خان سردار میسرہ و نصرت خان وغیرہ نے جو اسکی بہادری و ناموری سے خار کھاتے تھے اپنے ساتھیون کو تعاقب سے روک دیا۔ ظفر خان اٹھارہ کوس تک مغلون کو بھگاتا اور مارتا کاٹتا چلا گیا۔ کہ ناگہان مغلون کا ایک تمن جو ظفر خان کو تنہا تعاقب کرتے دیکھ کر چھپ رہا تھا نکل پڑا۔ اور اُن لوگون نے ناگہان حملہ کر کے چاہا کہ ظفر خان کو اسیر کر لین۔ مگر ظفر خان نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا اور صدہا تیر کھا کر شہید ہو گیا۔ مغلون کی شکست کے ساتھ ظفر خان کی بھی شہادت ہو جانے سے علاء الدین کو دونی خوشی ہوئی اور بہت بڑا جشن منایا گیا۔ ۶۹۹ھ مطابق ۱۲۹۹ء مین رنتھنبھور کی فتح کے لیے جہان باغی فوج نے پناہ لی تھی اور راجہ ہمیر دیو نے سرکشی اختیار کر لی تھی نصرت خان و الغ روانہ کیے گئے۔ اُنھون نے قلعۂ جھائن کو فتح کر کے رنتھنبھور کا محاصرہ کر لیا۔ محاصرہ کا انتظام کرتے وقت نصرت خان کے ایک ایسا پتھر لگا کہ اُسکے صدمہ سے تیسرے روز جان بحق ہوا اور راجہ ہمیر دیو نے قلعہ سے باہر نکلکر ایسے زور و شور سے حملہ کیا کہ محاصرین کو محاصرہ چھوڑ کر جھائن مین واپس آنا پڑا۔ یہ خبر سنکر خود علاء الدین غصے مین بھرا ہوا ایک جرار لشکر لیکر رنتھنبھور کی طرف روانہ ہوا۔ تلپت پہونچکر قیام کیا اور چند روز شکار مین مصروف رہا۔ ایک دن ایک ٹیلہ پر بیٹھا ہوا شکار کی سیر دیکھ

رہا تھا کہ اُسکا بھتیجا سلیمان خان مخاطب بہ اکت خان اِس اُمید مین کہ
جس طرح چچا نے اپنے چچا کو قتل کرکے سلطنت حاصل کی ہی اُسی طرح مین بھی
تاج و تخت حاصل کرلون اپنے سو نو مسلم ہمراہیون کے ساتھ شیر شیر کہتا ہوا
علاء الدین پر ٹوٹ پڑا۔ علاء الدین نے کئی تیر کھائے اور بیہوش ہو کر گرا۔ اکت خان
نے چاہا کہ گھوڑے سے اُتر کے سر کاٹ لے مگر ہمراہی پیادون کا یہ شور سُن کر
کہ ہائے بادشاہ مارا گیا سلطان کی بارگاہ کی طرف پلٹا اور اسکے مارے
جانے کا قصہ بیان کرکے تخت پر بیٹھ گیا۔ امرا نے نذرین پیش کین۔ اور مبارک
سلامت کا غلغلہ بلند ہوا۔ علاء الدین کو جب ہوش آیا تو حمید الدین کے مشورے
سے جو بڑا ہی دانا شخص تھا گھوڑے پر سوار ہوکر بارگاہ کی طرف چلا لشکر والون کی
نظر جیسے ہی شاہی چتر پر پڑی اکت خان کو چھوڑ کر بادشاہ کے گرد جمع ہوگئے
اور اکت خان بھاگ کر افغان پور پہونچا جہان سے گرفتار ہوکر آیا اور
مع اپنے شرکا و اعوان کے قتل ہوا۔ اب علاء الدین نے بڑھکر رنتھنبور کا محاصرہ کرلیا
بادشاہ کو محاصرہ مین مصروف دیکھکر امیر عمر و منکو خان جو بادشاہ کے بھانجے
اور اودھ و بداؤن کے حاکم تھے بغاوت پر آمادہ ہوگئے۔ مگر قرب وجوار کے
امرا نے انکو علاء الدین کے حکم سے گرفتار کرکے رنتھنبور بھیجدیا۔ علاء الدین نے قلعہ کے
سامنے پہلے تو ان کی آنکھین نکلوائین اور پھر طرح طرح کی تکلیفین دیکر انھین مارا۔
ان عبرتناک سزاؤن سے چاہیے تھا کہ بغاوتین دب جاتین مگر نہ دبین۔ اسی

زمانے مین ملک الامرا فخر الدین قدیم کوتوال دہلی کے غلام زادہ حاجی مولانا نے دہلی کے کوتوال بایزید کو قتل کر کے خزانہ شاہی پر قبضہ کر لیا اور شمس الدین التمش کی اولاد دختری مین سے ایک شخص مسمی بہ علوی کو تخت پر بٹھا کر اسکے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ علاء الدین نے اس خبر کو چھپایا اور قلعہ کے فتح کرنے مین پہلے سے زیادہ کوشش شروع کی۔ اسی اثنا مین ملک حمید الدین نے جو ایک وفادار معزز سردار تھا دہلی کے بداین دروازہ سے تحقی طور پر نکل کے اطراف وجوانب سے لشکر جمع کیا۔ بداین اور امروہہ سے سوار لے کر واپس گیا اور غزنین دروازہ سے دہلی مین داخل ہو کر حاجی مولا و علوی پر اچانک جا پڑا اور ان کے سر کاٹ کر بادشاہ کے پاس بھیجدیے علاء الدین نے سیاست کی غرض سے اپنے بھائی الغ خان کو دہلی بھیجا۔ اس نے امیر الامرا ملک فخر الدین کے بیٹون کو جو اس لڑائی سے کچھ علاقہ رکھتے تھے بیگناہ قتل کر کے اسکے خاندان کو مٹا دیا اور اسکے محل کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ رنتنبھور کا قلعہ سنہ ۷۰۰ھ مین فتح ہوا اور سنہ ... اپنے توابع کے الغ خان کے ... اور راجہ ہمیر دیو مع اپنے اعزا اور شاہی باغیون کے قتل ہوا۔ سنہ ۷۰۳ھ مین چھ ماہ کے محاصرہ کے بعد علاء الدین نے قلعہ چتور گڈھ فتح کیا اور چتور کا نام خضر آباد رکھ کر اسکو اپنے بیٹے خضر خان کے سپرد کر دیا۔ اسی زمانے مین اس نے ایک بڑا لشکر ورنگل فتح کرنے کو بنگالہ کی راہ سے بھیجا اور خود بھی دور دراز کے

ممالک فتح کرنے مین مصروف ہو گیا۔ یہ خبر ماوراالنہر مین پہونچی تو مغلون نے ایک لاکھ بیس ہزار سوارون سے حملہ کر دیا۔ اور آندہی کی طرح لوٹتے مارتے آکر جمنا کے کنارے ڈیرے ڈال دیے۔ بادشاہ بھی مغلونکی آمد سنکر فوراً دہلی مین آپہونچا مگر چونکہ بچا ہوا لشکر دور و دراز کی مہمون مین مصروف تھا اسلیے میدان مین نکلکر مقابلہ نہ کر سکا اور حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہٗ کی خدمت مین امرا کو بھیجکر دعا کا خواستگار ہوا۔ آپ نے دعا کی۔ اور اُسکی یہ برکت ظاہر ہوئی کہ مغل خود بخود بغیر کسی دباؤ کے بھاگ گئے ۷۰۴؁ھ اور ۷۰۵؁ھ مین مغلون نے اور کئی حملے کیے۔ مگر ہر مرتبہ شکست کھائی جو مغل اسیر ہوتے انکے سردار ہاتھیونکے پاؤن کے نیچے کچلوائے جاتے۔ اور باقی سپاہیون کو قتل کر کے ان کے سرون سے برج بنائے جاتے۔ ۷۰۴؁ھ مین عین الملک ملتانی روانہ کیا گیا کہ مالوہ و اجین و چندیری و جالور وغیرہ کو فتح کرے۔ اس نے بہت سی لڑائیاں لڑ کر کل علاقہ فتح کر لیا۔ اسی سنہ مین چتور کا راجہ رتن سین جو مقید تھا قید سے بھاگ کر اپنے کوہستانی علاقہ مین چلا گیا اور تاخت و تاراج شروع کر دی۔ علاء الدین نے یہ حال دیکھ کر خضر خان کو واپس بلا لیا اور چتور کو راجہ رتن سین کے بھانجے کے حوالے کر دیا جو مطیع و منقاد تھا اور آخر تک مطیع فرمان رہا۔ ۷۰۶؁ھ مین ایک بڑی فوج ملک کافور کی سرداری مین دیوگڈھ کے دوبارہ فتح کرنے کو روانہ کی گئی اور عین الملک حاکم مالوہ اور الپ خان حاکم گجرات ملک کافور کی کمک پر مقرر ہوئے۔ اس فوج کے جانے کا حال کنولادیبی کو معلوم ہوا تو اس نے

بادشاہ سے عرض کیا کہ میری لخت جگر بیٹی دیولدیوی اپنے باپ کے پاس رہ گئی ہے مجھے بغیر اسکے قرار نہین آتا۔ اگر اس مہم کے ساتھ وہ بھی طلب کر لی جائے تو کمال مہربانی ہو۔ بادشاہ نے یہ بات سن کے الپ خان کے نام حکم جاری فرمایا کہ بہت جلد دیولدیوی کو لاکے حاضر کر دے۔ الغ خان نے دیولدیوی کے لالچ مین اسکے باپ کے سامنے بہت نرم شرطین پیش کین۔ مگر اُس نے نہ مانا مجبوراً کوشش کی گئی کہ وہ لڑکی زبردستی چھینی جائے۔ راجہ کو شکست ہوئی۔ مگر گوہر مقصود ہاتھ نہ آیا۔ جسکی وجہ یہ ہوئی کہ راجہ نے اپنی شکست دیکھکر دیولدیوی کو راجہ رام دیو کے بیٹے کے پاس بھیجدیا جو اسکا عاشق زار تھا اور اس لڑائی کا برا رنگ دیکھ کر بہت سے تحفے اور ہدیے مع پانچسو سوارونکے رائے کرن کے پاس بھیجے تھے۔ رائے کرن راجپوت تھا ایک مرہٹے راجہ کو بیٹی دینا نہ چاہتا تھا مگر عساکر شاہی سے شکست کھائی تو مجبور ہو کر بیٹی کو اسی کے پاس روانہ کر دیا۔ دیولدیوی نہ ملی تو الپ خان کو یہ فتح شکست سے بدتر معلوم ہوئی فوراً اپنے سوار چارون طرف پھیلا دیے اور ایک طوفان عظیم کی طرح گرجتا برستا ہوا دیوگڈھ کی طرف چلا۔ دیوگڈھ ایک منزل باقی تھا کہ الپ خان نے مایوس ہو کے فوج کو دو روز دم لینے کا حکم دیدیا۔ اسی قیام کے زمانے مین کچھ لوگ الورا کے غارون کی سیر کو گئے۔ ان کی تھوڑی تعداد دیکھکر دشمنون کی ایک فوج حملہ آور ہوئی لیکن دم بھر مین مقابلہ کی تاب نہ لا کر

بھاگ کھڑی ہوئی۔ اتفاق سے یہی فوج تھی جو دیولدیوی کو رائے کرن کے پاس لیے جاتی تھی۔ دیولدیوی کی سکھپال کو یہ لوگ الپ خان کے سامنے لائے اور الپ خان مارے خوشی کے پھولا نہ سمایا۔ فوراً اسکو لیکر پلٹا۔ اور گجرات میں پہونچتے ہی اس نازنین کو اپنی عرضداشت کے ساتھ علاء الدین کی خدمت میں روانہ کیا۔ یہاں خضر خان اسکی صورت دیکھتے ہی فریفتہ ہو گیا اور علاء الدین نے یہ سنا تو دیولدیوی کا نکاح خضر خان سے کر دیا۔ ملک کافور مالوہ و خاندیس کو مطیع کرتا ہوا دیوگڈھ پہونچا اور مرہٹوں کا کل ملک تاخت و تاراج کر کے رام دیو کو اپنے ساتھ لیکر دہلی میں حاضر ہوا۔ علاء الدین نے رام دیو سے اچھی طرح ملا اور اسے کچھ اور علاقہ اور رائے رایان کا خطاب اور چتر دیکر عزت سے رخصت کیا۔ اسی زمانے میں جالور اور سیوانہ فتح ہوئے۔ سنہ ۷۰۹ھ میں ملک کافور کو ورنگل کے فتح کرنے کا حکم ہوا۔ ورنگل پر ایک اور مہم بنگالہ کے راستے سے بھیجی گئی تھی جو ناکام واپس آئی تھی۔ ملک کافور دیوگڈھ کے راستے سے علاقہ تلنگانہ پر تاخت کرتا ہوا ورنگل پہونچا۔ ورنگل کا راجہ مع قرب و جوار کے دیگر راجاؤں کے قلعہ بند ہو گیا۔ ملک کافور نے قلعہ کا محاصرہ کر کے اسکو چند روز بعد فتح کیا اور سب راجاؤں کو گرفتار کر لیا۔ راجہ ورنگل نے مطیع ہو کر بہت سا زر و جواہر پیش کیا۔ اور سال بسال خراج بھیجنے کا وعدہ کیا جس کے بعد ملک کافور مال غنیمت سے لدا پھندا دہلی میں واپس آیا۔ اب پنجاب کا حال سے

بنگالہ تک سارا ملک علاء الدین کے قبضہ مین تھا لہذا ساحلی شہرون کے
فتح کرنے کی فکر ہوئی چنانچہ سنہ ۷۱۰ھ ۱۳۱۰ء مین تیسری بار ملک کافور کرناٹک
فتح کرتا ہوا سیت بندرا میشور پہونچا اور وہان علاء الدین کے نام سے ایک
مسجد بنوائی۔ اور سنہ ۷۱۱ھ ۱۳۱۱ء مین دیگر ساحلی شہرون کو فتح کرتا ہوا دہلی مین واپس
آیا۔ اور تین سو بارہ ہاتھی بیس ہزار گھوڑے چھیانوے من سونا اور بہت
سے زر و جواہر کے صندوق علاء الدین کے سامنے پیش کیے۔ اِس مال
غنیمت کو دیکھکر علاء الدین بہت خوش ہوا اسکو امراء غربا مین علی قدر مراتب
تقسیم کیا اور جی کھول کے فیاضی کی۔ اِسی سنہ مین نومسلم مغل نوکری
سے برطرف کیے گئے اور بیکاری کی وجہ سے جب اُنھون نے علاء الدین
کے قتل کا منصوبہ باندھا تو تقریباً پندرہ ہزار خاص دہلی اور اسکے اطراف
مین قتل ہوئے۔ سنہ ۷۱۲ھ ۱۳۱۲ء مین ملک کافور چوتھی بار دکن روانہ ہوا۔ دیوگڈھ
مین راجہ رام دیو مر چکا تھا اور اسکے بیٹے نے باپ کے تخت پر بیٹھکے
سرکشی اختیار کی تھی لہذا ملک کافور نے اسے قتل کرکے مہاراشٹر اور کرناٹک
پر چڑھائی کردی۔ اسکے بعد سارے ملک دکن کا دورہ کرکے جن راجاؤن
نے خراج دینا منظور کیا اُن کا ملک انھین دیکر سارے ملک پر ایسا
رعب جمایا کہ پھر مدت تک کسی کو سرکشی کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اسی
زمانے مین بادشاہ بیمار پڑا اور خضر خان اور اس کی مان سے بوجہ عیش پرستی

کے تیمار داری نہ ہو سکی۔ لہذا اس نے اُن سے بدگمان ہو کر ملک کافور کو
دکن سے اور الپ خان کو گجرات سے طلب کیا ملک کافور کو خلوت مین
بلا کر بیوی اور بیٹے کی بے پروائی کی شکایت کی۔ ملک کافور کے دل مین
خود اپنی بادشاہی کی ہوس تھی۔ یہ موقع غنیمت نظر آیا۔ بادشاہ کو بیوی اور
بیٹے کی طرف سے زیادہ متوہم کر کے الپ خان کو بھی ان کا شریک بنا دیا
تھوڑے دنون تک تو علاء الدین نے ملک کافور کی مکاریون اور شکایتونکا
خیال نہ کیا مگر آخر کار اس کا جادو چل گیا۔ خضر خان کی ماں کوشک لعل سے
نکالی گئی اور خضر خان و شادی خان قلعہ گوالیار مین محبوس ہوئے الپ خان
بیگناہ قتل ہوا اور جن امرا سے ملک کافور کو اندیشہ تھا وہ بھی رفتہ رفتہ ذلیل
و خوار کر کے مارے گئے۔ دہلی مین یہ کیفیت تھی اور اطراف مین بھی بدنظمی تھی
گجرات مین الپ خان کے بجائے جو شخص بھیجا جاتا الپ خان کے آدمی اُسے
قتل کر ڈالتے رام دیو کے داماد نے دکن مین فساد برپا کیا۔ یہ خبرین سن سن کر
بادشاہ اور زیادہ نحیف و لاغر ہو گیا اور اطبائے حاذق اسکے علاج سے
مجبور ہو گئے آخر کار ۶ شوال ۷۱۶ھ مطابق ۱۹ دسمبر ۱۳۱۶ء کو سلطان محمود
بن سبکتگین سے بھی زیادہ مال و اسباب چھوڑ کر عالم جاودانی کو سدھارا۔ بعض
مورخونکا بیان ہے کہ ملک کافور نے زہر دیکر اُسکا کام تمام کیا۔ اسکی مدت
سلطنت بیس سال چند ماہ تھی۔ اور سلطنت کا رقبہ کابل سے لیکر بنگالہ تک

اور جنوب مین کوہ ہمالیہ سے اس کنارے تک تھا۔

اس بادشاہ کے وقت مین اسلام نے بہت ترقی کی۔ احکام شرعی کی پابندی اسقدر ہوئی کہ کسی بادشاہ کے وقت مین نہ ہوئی تھی۔ شیوخ اور علمائے دین و دیگر صاحبان کمال اس کثرت سے جمع تھے کہ ان کے تذکرے کی اس مختصر کتاب مین گنجائش نہین ہی۔ اسکے عہد مین کسی ظالم کا مقدور نہ تھا کہ مظلوم پر دست درازی کرے۔ مفسدون کا پتہ نہ تھا۔ قزاق اور راہزن بجائے رہزنی کے رہبری کرتے۔ چونکہ شراب کی ممانعت تھی لہذا فسق و فجور کا دروازہ بند ہوگیا تھا۔ ابتدا مین یہ بادشاہ علم سے بے بہرہ تھا۔ مگر بعد سلطنت پانے کے کچھ درخور پیدا کرلیا تھا۔ مگر اس جہالت پر یہ حال تھا کہ اسکے سامنے بڑے سے بڑے عالم ہیچ تھے۔ کچھ دنون پیغمبر بننے اور ایک نیا دین قائم کرنے کی دھن رہی۔ مگر لوگون کے سمجھانے بجھانے سے یہ دھن سکندر ثانی بننے کے خیال مین منتقل ہوگئی۔ اسکے عہد مین مندرجہ ذیل دس باتین ایسی پائی جاتی ہین کہ اور بادشاہون کے عہد مین نہین نظر آتین (۱) کپڑے[1] غلے اور ضروری اشیا کی عام ارزانی (۲) ہر لڑائی مین فتح چنانچہ اسکے وقت مین چر اسی

[1] فرشتے کے مصنف نے سب چیزون کا نرخ پوری تفصیل سے لکھا ہی جسکی اس مختصر تذکرہ مین گنجائش نہین صرف گیہون ۸۰ فی من فروخت ہوتا تھا۔ اسی پر دیگر اشیاء کا قیاس کرنا چاہیے۔

معرکے ہوئے اور سب مین خدا کے فضل سے کامیابی ہوئی (۳) مغلون کا کلیتہً استیصال (۴) تھوڑے خرچ مین بڑا لشکر آراستہ کرنا (۵) سرکشون اور متمردون کو ایسی سخت سزا دینا کہ پھر کبھی اُنھین سرکشی و شورش کی جراًت نہ ہوئی (۶) رہزنون اور قزاقون کا ایسا استیصال ہوا کہ سارے ملک مین امن و امان تھا (۷) بازاری لوگون کی سچائی اور راستبازی (۸) بے انتہا عمارتون کی تعمیر (۹) احکام شرع کی پابندی (۱۰) علما، اولیا اور دیگر صاحبان کمال کی کثرت - اسکی مشہور یادگار دہلی علائی یا قلعہ علائی اور تھر ہزار ستون اور حوض علائی ہین - قلعہ علائی ~~سنہ ۷۰۳ھ~~ ۱۳۰۳ء مین چونے پتھر اور اینٹ سے مدور تعمیر کیا گیا اور آٹھ ہزار شورش پسند مغل حملہ آورون کے سر اُس مین چنے گئے یہ قلعہ قطب صاحب کو جاتے ہوئے بائین جانب پڑتا ہے ~~سنہ ۹۴۸ھ~~ ۱۵۴۱ء مین شیر شاہ نے اسکو ویران کردیا اور اب اسکی جگہ شاہ آباد کے نام سے ایک گاؤن آباد ہے - اسکے علاوہ ~~سنہ ۷۱۰ھ~~ ۱۳۱۰ء مین مسجد قوۃ الاسلام (جامع مسجد) کے واسطے ایک دروازہ طرح طرح کی آرایشون کے ساتھ سنگ سُرخ و سنگ مرمر سے بنوایا اور اس پر منبت کاری اور گلکاری کے علاوہ حدیثین اور قرآن کی آیتین کھدوا کر اپنے نام کا کتبہ لگایا - پھر اسی مسجد کا چوتھا درجہ اور صحن مسجد مین ایک منار قطب مینار سے بھی دونا بنوانا شروع کیا مگر یہ دونون عمارتین اسکی موت کیوجہ سے ادھوری رہ گئین - ان عمارتون کے سوا ہزارون مسجدین ہندوستان کے مختلف شہرون اور قصبون

ہین اسکے نام سے موسوم ہین۔ ہاتھی پر عماری اسی بادشاہ کی ایجاد ہے اس کا مقبرہ قطب صاحب کی لاٹ کے پاس ایک کھنڈر کی صورت مین لوگون کو عبرت دلا رہا ہے۔ اسکے سکے پر بخط ثلث ایک جانب "السلطان الاعظم علاء الدنیا والدین ابو المظفر محمد شاہ" اور دوسری جانب "سکندر العادل امین الخلافت ناصر المومنین دہلی" مرقوم تھا اور دوسرے سکے پر "سکندر العادل امین الخلافت ناصر المومنین ضرب ہذا الفضۃ بحضرت الدہلی سنہ احد و عشر و سبعمائۃ" لکھا تھا۔

(۴) شہاب الدین عمر بن سلطان علاء الدین خلجی۔ ملک کافور نے بذریعہ ایک جعلی وصیت کے اس شش سالہ بچے کو تخت نشین کرکے سلطنت کی باگ اپنے ہاتھ مین لی۔ اور خضر خان اور شادی خان کو اندھا کرکے ان کی مان کو بھی مقید کیا اور باوجود خواجہ سرا ہونیکے شہاب الدین کی مان سے نکاح کیا۔ مبارک خان کے قتل کے واسطے بھی چند لوگون کو بھیجا مگر ان لوگون نے پلٹ کے خود ملک کافور اور اسکے رفیقون کو علاء الدین کی وفات کے پنتیسوین دن تلوار کے گھاٹ اتار دیا اور شہزادہ مبارک کو قید سے نکال کر شہاب الدین عمر کا نائب بنایا۔ مبارک خان نے دو مہینے کی نیابت کے بعد اس ننھے سے بادشاہ کی آنکھون مین سلائی پھروا کر اسے گوالیار کے قلعہ مین بھیجدیا۔ جس کی مدت سلطنت صرف تین ماہ چند روز تھی۔ مگر ابن بطوطہ کا بیان ہے کہ فقط انگلی کٹوا کر قلعہ گوالیار مین قید کیا گیا۔

۷۱۵ھ

(۵) سلطان قطب الدین مبارک شاہ بن سلطان علاء الدین خلجی ۔ ۷، محرم ۷۱۷ھ/۱۳۱۷ء ۱۷ اپریل
کو تخت پر بیٹھا اور پہلے سب ان لوگون کو قتل کیا جنھون نے اس کی جان
بچائی اور اسے تخت نشین کیا تھا۔ پھر اُمرا کو بقدر مراتب سرفراز فرماکر اپنے
غلامون کو عہدہ ہائے جلیلہ سے ممتاز کیا۔ اور حسن خان نومسلم پر فریفتہ ہوکر اسکو
ملک کافور کا جانشین بنایا اور چند روز بعد وزارت کی باگ بھی اسکے اختیار
مین دیدی علاء الدین کے بنائے ہوئے سخت قواعد منسوخ کیے۔ قیدیون
کو آزاد کیا۔ اور جلاوطنون کو وطن مین واپس آنے کی اجازت دی۔ مگر
ان تمام نیک کامونکو اسکی بیحیائی نے خاک مین ملا دیا گجرات اور نہروالہ مین
مفسدین نے فساد مچا رکھا تھا عین الملک ملتانی کو ایک بڑے لشکر
کے ساتھ بھیجکر وہان کے باغیون کی سرکوبی کی ۷۱۸ھ/۱۳۱۸ء مین بذات خود دکن
پر چڑھ گیا اور رام دیو کے داماد ہرپال دیو کی جیتے جی کھال کھنچواکر اس کا سر
دیوگڈھ کے دروازہ پر لٹکایا اور چند روز وہان توقف کرکے سارے دکن کا انتظام
کیا۔ اور خسرو خان کو چتر و دورباش کی عزت سے سرفراز کرکے معتبر سردارون کے
ہمراہ ملیبار روانہ کیا اور خود دہلی واپس آیا۔ اثنائے راہ مین علاء الدین کے
چچا ملک اسد الدین نے چاہا کہ قطب الدین کو قتل کرکے خود بادشاہ بنجائے
مگر سازش کھل گئی وہ مع اپنے ساتھیون اور چھوٹے چھوٹے بچون کے قتل
ہوا۔ اور انکی عورتین بھیک مانگنے اونکا کھانے کو بازار مین نکال دی گئین۔

جب قطب الدین دہلی مین تھا تو بعض اُمرا نے تجویز کی تھی کہ خضر خان کے دس سالہ بیٹے کو مالک تاج و تخت بنایا جائے۔ اِس کا حال سنتے ہی خود قطب الدین نے بھتیجے کی ٹانگین پکڑ کر اس زور سے دیوار پر ٹپکا کہ بھیجا پاش پاش ہو گیا۔ اور گوالیار مین خضر خان و شادی خان و شہاب الدین کی گردنین کٹوا کر دیولدیوی کو اپنے حرم مین داخل کیا۔ مگر حضرت امیر خسرو نے اپنی مثنوی مین خضر خان کے قتل کی یہ وجہ لکھی ہے کہ قطب الدین نے دیولدیوی کو طلب کیا اور جب خضر خان نے اسکے بھیجنے سے انکار کیا تو اسے قتل کر ڈالا۔ اب قطب الدین کی عادتین بہت خراب ہو گئی تھین۔ اور جسقدر اچھی باتین اس مین تھین ان کی جگہ بداخلاقیون نے لے لی تھین۔ شیخ نظام الدین اولیا کو علانیہ گالیان دیتا۔ دربار مین ننگا مادرزاد نکل آتا۔ اور اہل دربار پر پیشاب کرتا۔ کبھی کبھی عورتون کے کپڑے پہنکر باہر نکلتا اور اُمرا کو گالیان دیتا۔ انھین بدکرداریون کے انجام مین تباہی کا زمانہ آگیا اور ہر طرف بغاوتین شروع ہو گئین۔ خسرو خان نے ملیبار مین اپنی سلطنت قائم کرنا چاہی۔ مگر امرا کی دھمکی اور بادشاہ کی طلبی پر دہلی مین آیا۔ اور سلطنت کے سیاہ و سفید کا مالک ہو گیا۔ بڑے بڑے امرا کو ذلیل کر کے نکالا اور ان کی جگہین اپنے بھائی بندون سے بھر دین۔ اور ایک بہت بڑا لشکر اپنے بھائی بندون کا مرتب کیا۔ اور اب کسی شخص کی مجال نہ تھی کہ خسرو خان کی شکایت بادشاہ سے کرے۔ اور اگر کسی نے [illegible] بادشاہ [illegible]

خیال سے کوئی کلمہ زبان سے نکالا بھی تو اپنی سزا کو پہونچا۔ پانچویں ربیع الاول ۷۲۱؁ھ ۱۳۲۱؁ع کی رات کو خسرو خان کا چچا منڈل بادشاہ کی اجازت سے شاہی محل مین داخل ہوا۔ قاضی ضیاء الدین نے جو چوکیدارون کی نگرانی کے لیے گشت کررہا ہے ان لوگون کو تھیار بند دیکھ کر روکا۔ مگر وہ لوگ قاضی صاحب کو قتل کرکے ہزار ستون پر چڑھ گئے۔ قطب الدین خسرو خان سے لپٹا بیخبر سو رہا تھا غل سُن کر بیدار ہوا اور خسرو خان سے پوچھا کہ "یہ کیا ہنگامہ ہے؟" اس نے کہا گھوڑے چھوٹ گئے ہین ان کے پکڑنے کی وجہ سے غل ہورہا ہے۔ مگر یہ فقرہ ختم نہین ہوا تھا کہ ہندؤن کی فوج سامنے دکھائی دی۔ قطب الدین قضا کو سامنے دیکھکر محلسرا کی طرف بھاگا۔ مگر خسرو خان نے دوڑکر اسکے بال پکڑ لیے۔ اگرچہ بادشاہ نے اسے گراکے زیر کرلیا مگر بال نہ چھڑا سکا۔ اور خسرو خان نے پکار کر کہا جو شخص میرے اوپر ہے اسے قتل کرو۔" چنانچہ جاہر نے ایک ہاتھ مین اسکا کام تمام کیا اور لاش نیچے پھینک دی۔ اب یہ لوگ محل مین گھس پڑے اور طرح طرح کے ظلم کرکے علاء الدین کے خاندان کا نام ونشان مٹا دیا۔ اس بادشاہ کی مدت سلطنت پانچ سال چند یوم تھی۔ اسکے سکون مین سے ایک پر ایک جانب "الامام الاعظم قطب الدنیا والدین ابو المظفر خلیفۃ اللہ" اور دوسری جانب "السلطان ابن السلطان الواثق باللہ امیر المومنین

ضرب ہند الفضۃ بحضرۃ دار الخلافۃ فی سنۃ سبع عشر و سبعمائۃ"۔ نقش تھا اور دوسرے سکے پر ایک جانب "قطب الدنیا والدین" اور دوسری طرف "مبارک شاہ السلطان ابن السلطان" لکھا تھا۔

۱۳۲۰ء
(۶) خسرو خان۔ پانچوین ربیع الاول ۷۲۰ھ کو خلجی خاندان کو نیست و نابود کر کے تخت پر بیٹھا اور خطبہ و سکہ اپنے نام کا جاری کیا۔ دیول دیوی کے ساتھ خود نکاح کر کے بڑے بڑے آبرودار امیرون کی بیویون اور بیٹیون کو ہندو نوکرون کے حوالہ کیا۔ مسجد کی محرابون مین بُت رکھوائے۔ قرآن پاک کے نسخون کو ایک دوسرے کے اوپر رکھوا کر مونڈھے بنواتا اور طرح طرح کے فسق و فجور کرتا۔ مگر کسی کی مجال نہ تھی کہ چون و چرا کرے۔ ملک غازی حاکم دیبالپور جو مغلون کی سرکوبی کی غرض سے سرحد پر متعین تھا یہ حالات سُن سُن کر دل ہی دل مین کڑھتا تھا۔ مگر چونکہ خسرو خان نے چالاکی سے اسکے بیٹے جونا خان کو دہلی مین روک رکھا تھا اور بہ ظاہر اس پر نہایت مہربان تھا کچھ نہ کر سکتا۔ جونا خان سے جب یہ حالت نہ دیکھی گئی۔ تو ایک دن جان پر کھیل کے اپنے چند جان باز رفیقون کو لیکر نکل بھاگا۔ خسرو خان کے سوارون نے اگرچہ بہت خاک اڑائی مگر اسکی گرد نہ پائی۔ اب خسرو خان نے اپنے بھائی کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ سرستی کے قلعہ پر جہان جونا خان نے ایک رات پڑاؤ کیا (؟) ... کیا گر وہ ناکامیاب واپس آیا۔ ادھر غازی ملک بیٹے کو دیکھ کر

خوش ہوا اور نمک حلال امرا کو جمع کرکے خسرو خان کے مقابلے کے لیے چل کھڑا ہوا۔ خسرو خان بدحواسی کے ساتھ دہلی کے باہر نکلا۔ اور فوج والون کو دو دو ڈھائی ڈھائی سال کی تنخواہ عطا کرکے سارا خزانہ لٹا دیا۔ غازی ملک نے جمعہ کی نماز کے بعد خسرو خان کے لشکر پر حملہ کیا اور ایک ہی حملے مین ساری فوج کو درہم برہم کر دیا۔ خسرو خان باقی فوج کے ساتھ تنپت کی طرف بھاگا۔ جہان پہونچتے ہی ہمراہیون نے اسے تنہا چھوڑ کر اپنی اپنی راہ لی۔ اور وہ خود ۲۳ رجب ۷۲۱ھ کو گرفتار ہوکر غازی ملک کے سامنے آیا اور قتل کیا گیا۔ مگر ابن بطوطہ اس واقعہ کو اس طرح بیان کرتا ہے کہ پہلے خسرو خان نے غازی ملک کو شکست دی۔ پھر بعد کو غازی ملک نے اس طرح جان پر کھیل کے حملہ کیا کہ خسرو خان بھاگا۔ اپنے کپڑے اور ہتھیار پھینک کے جوگی بن گیا اور ایک باغ مین چھپ رہا تین دن کے بعد جب بھوک پیاس سے عاجز ہوا تو باغبان سے کچھ کھانے کو مانگا۔ اتفاق سے اُسکے پاس کچھ کھانے کو موجود نہ تھا۔ آخر خسرو خان نے اُسے اپنی انگوٹھی دی کہ اُسے بیچ لاؤ۔ باغبان وہ انگوٹھی لیے ہوئے بازار مین آیا تو لوگون نے اس پر شبہ کیا۔ اور کوتوال کے سپرد کر دیا۔ کوتوال نے جب سب حالات اس سے دریافت کر لیے تو جونا خان کو لیکر اس باغ مین گیا اور خسرو خان کو گرفتار کر کے ملک غازی کے سامنے حاضر کر دیا۔ خسرو خان نے اسوقت کہا " مجھے

کھانا کھلواؤ اور میری ایسی مدارات کرو جیسی بادشاہون کی ہونی چاہیے چنانچہ غازی ملک نے کھانے شربت اور پان سے مدارت کرنے کے بعد حکم دیا کہ جس جگہ سلطان قطب الدین مارا گیا ہی اسی جگہ اسکی گردن ماری جائے اور اسکے ساتھ بالکل وہی برتاؤ کیا جائے جو اُس نے قطب الدین کے ساتھ کیا ہی۔ یہ سزا دیکر غازی ملک نے ادنیٰ و اعلیٰ کو جمع کیا اور کہا اگر خاندان خلجی کا کوئی شخص زندہ باقی ہو تو اُسے آپ تخت پر بٹھائین اور اگر اس خاندان کا کوئی شخص نہ ملے تو آپ کو اختیار ہی جسے مناسب جانین بادشاہ بنا دین۔ مین فرمان برداری کو حاضر ہون۔ میرا مطلب فقط انتقام لینا تھا جو بحمد اللہ پورا ہو گیا۔ مجھے تاج و تخت سے کچھ سروکار نہین ہے۔ چونکہ خاندان خلجی کا کوئی شخص زندہ باقی نہ تھا اس لیے سب نے مشورہ کرکے غازی ملک ہی کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا۔

باب ششم

سلاطین تغلق

۷۲۱ - ۸۱۷ھ
۱۳۲۱ - ۱۴۱۴ء

۷۲۱ - ۷۲۵ھ
۱۳۲۱ - ۱۳۲۵ء

سلطان غیاث الدین تغلق شاہ ابن ملک تغلق نے ۷۲۱ھ/۱۳۲۱ء مین اور بقول بعض مورخین کے ۷۲۰ھ/۱۳۲۰ء مین عام خلقت کے اصرار پر سلطنت کی باگ اپنے

ہاتھ مین لی۔ قطبی و علائی خاندان والون کو جو کسی نہ کسی طرح زندہ رہگئے تھے
جمع کیا اور ان کی بہت ہی عزت و توقیر کی۔ غربا سے بہ شفقت پیش آیا۔ بعض
لوگون کا بیان ہے کہ اِس کا باپ بلبن کا غلام تھا۔ مگر ابن بطوطہ لکھتا ہے کہ
"یہ ترکستان سے عسرت سے تنگ آکر سندھ چلا آیا اور گھوڑے چرانے پر
نوکر ہو گیا۔ پھر پیادون مین بھرتی ہوا۔ اور رفتہ رفتہ ترقی کرکے امیر آخور ہو گیا۔
بعد ازان امرائے کبار مین داخل ہو کر ملتان مین ایک مسجد بنوائی۔ اور اُسکی
محراب مین تحریر کرایا کہ "چونکہ مین نے اُنتیس ۲۹ مرتبہ تاتاریون کو شکست دی
لہذا غازی ملک میرا لقب قرار پایا" یہ بادشاہ شجاع۔ عدالت گستر دین پناہ
اور رعایا نواز تھا۔ مذہبی پابندیان سختی سے کرتا۔ نماز روزہ کبھی قضا نہ ہوتا۔ بہت
سے ویرانے آباد کیے جا بجا نہرین کھدوائین۔ باغون کو سرسبز کیا۔ ملک کا انتظام
اچھا کیا۔ جلوس کے پہلے ہی سال مین جونا خان ملقب بہ الغ خان کو ایک لشکر
کے ساتھ ورنگل روانہ کیا کہ وہان کے راجہ لدر دیو کو جس نے اطاعت سے
انحراف کیا تھا مطیع و منقاد کرے راجہ نے مقابلہ کیا مگر میدان مین شکست کھا کے
قلعہ بند ہو گیا۔ اور الغ خان نے محاصرہ کر لیا۔ اور اسقدر تنگ کیا کہ راجہ نے
محاصرے سے عاجز آکر بہت سے تحفے اور نذرانے بھیجکر صلح کی درخواست
کی۔ اور گذشتہ برسون کی طرح خراج دینے کا وعدہ کیا۔ مگر الغ خان نے
منظور نہ کیا۔ اب قریب تھا کہ قلعہ فتح ہو جائے کہ ناگہان لشکر مین ایک وبا

پھیلی اور بعض مفسدین نے غیاث الدین کے مرنے کی خبر مشہور کر دی۔ جس کا انجام یہ ہوا
کہ بڑے بڑے سردار محاصرہ چھوڑ کے چل دیے مجبوراً الغ خان نے بھی محاصرہ سے ہاتھ
اٹھایا۔ اسکو واپس جاتے دیکھ کر راجہ کی فوج نے تعاقب کیا اور اسکے پیچھے پیچھے لشکر
کو بھی تباہ کر دیا۔ آخر الغ خان نے دہلی مین پہنچکر ان سردارون کو جو اسکا ساتھ چھوڑ کر
چلے آئے تھے سزائین دین۔ اور چار مہینے کے بعد پھر لشکر مرتب کر کے دیوگڈھ ہوتا ہوا
ورنگل پہونچا۔ اور تھوڑی ہی مدت مین لدر دیو کو مع اہل و عیال کے اسیر کر کے دہلی
بھجوایا اور خود وہان کا انتظام کر کے واپس ہوا ۷۲۴ھ ۱۳۲۴ء مین سنارگانون (ڈھاکہ)
و لکھنوتی کے لوگونکی فریاد پر بادشاہ نے الغ خان کو بہ طور نائب کے دہلی مین چھوڑا
اور خود شرقی ہندوستان کی راہ لی۔ ترہت پہونچا تھا کہ ناصر الدین بغرا خان جو سلاطین
خلجیہ کے عہد مین اپنی سلامت روی کی وجہ سے حاکم بنگالہ رہا تھا بہت سے تحفے اور
نذرانے لیکر حاضر ہوا۔ تغلق شاہ نے اسکو چتر اور دورباش کی عزت سے سرفراز کر کے
واپسی کی اجازت دی۔ سنارگانون کے حاکم بہادر شاہ کو ظفر آباد کا حاکم تاتار خان جو بادشاہ
کا منھ بولا بیٹا تھا پکڑ لایا اور اس ملک کے تمام ہاتھی مع بہت سے غنائم کے بادشاہ
کی خدمت مین لا کے حاضر کیے۔ جن کو لیکر بادشاہ واپس روانہ ہوا۔ اور بقول مصنف
فتوح السلطان ترہت کا جنگل کٹوا کر اور اس علاقے کو فتح کر کے دہلی کی راہ لی۔
الغ خان نے جب بادشاہ کی آمد آمد سنی تو دہلی مین جشن کا سامان کیا اور افغان پور
کے قریب تین روز مین ایک کوشک تیار کی۔ اور بادشاہ نے جب وہان پہونچکر

سنا کہ یہ کوشک میرے واسطے تیار کی گئی ہو تو اس مین شب باش ہوا۔ دوسرے روز بادشاہ نے اس کوشک مین اُمرا کے ساتھ کھانا کھایا کھانے سے فراغت ہوتے ہی تمام امرا بغیر ہاتھ دھوئے عجلت کے ساتھ باہر چلے آئے۔ اور شاہزادہ الغ خان بھی ترتیب پیشکش کے واسطے باہر نکلا تھا کہ یکایک چھت گر پڑی اور بادشاہ مع اپنے پانچ ہمراہیون کے اسکے نیچے کچل کے مر گیا۔ بعض مورخین کا بیان ہو کہ خود تغلق خان نے اس محل کو ایک طلسم کے طریقہ پر بنایا تھا کہ جیسے ہی وہ باہر آیا چھت بیٹھ گئی۔ بعض مورخین کہتے ہین کہ بادشاہ کھانا کھا کے ہاتھ دھو رہا تھا کہ نا گہان بجلی گری جو چھت کو توڑتی ہوئی بادشاہ کے سر پر پہونچی اور ساتھ ہی چھت بیٹھ گئی۔ واللہ علم بالصواب۔ اس بادشاہ نے چار سال چار ماہ سلطنت کی۔ اسکا مقبرہ ۷۲۵ھ ۱۳۲۵ء مین اسکے بیٹے محمد تغلق شاہ نے تغلق آباد مین بنوایا۔ اس مقبرے کی چار دیواری سنگ سرخ کی اور گنبد سنگ مرمر کا ہی جسمین بہت ہی اچھی منبت کاری کی گئی ہو۔ مقبرے کی فصیل کا دروازہ سنگ سرخ کا ہو اور اس مین تینتیس ۳۳ سیڑھیان ہین۔ فیروز شاہ بادشاہ کے عہد مین یہ مقبرہ "دار الامان" کے نام سے موسوم تھا۔ اسکے سکے پر بخط ثلث "السلطان الغازی غیاث الدنیا والدین ابو المظفر" اور دوسری طرف "تغلق شاہ السلطان ناصر امیر المومنین بحضرت دہلی سنہ اربع وعشرین وسبعمائۃ ضرب ہند السکہ" لکھا تھا۔ اسکی مشہور یادگار قلعہ اور شہر تغلق آباد ہے جسے اس نے ۷۲۱ھ ۱۳۲۱ء مین تعمیر کرایا۔ یہ قلعہ اور شہر طرح طرح کی عمارتون سے مرتب کیا گیا

تھا اور چونکہ پہاڑ پر واقع تھا اس لیے نہایت شاندار اور مستحکم تھا اور کچھ ایسی حکمت سے چونہ اور سنگ خارا سے بنایا گیا تھا کہ سارا شہر مع قلعہ کے ایک قلعہ معلوم ہوتا تھا مشہور ہے کہ اِس قلعہ مین چھپن کوٹ اور باون دروازے تھے۔ یہ مکانات اور قلعہ اب بالکل ٹوٹ پھوٹ گیا ہے مگر کھنڈرون پر بھی عجیب عبرتناک جلال برستا ہے۔

سلطان المجاہد ابو الفتح محمد عادل تغلق شاہ۔ باپ کی وفات کے تیسرے روز تغلق آباد مین سریر آرائے مسند شاھی ہوا۔ چہلم کے بعد اشرفیون اور روپیونکے خوان لٹاتا ہوا دہلی مین آیا اور پرانے تخت سلطنت پر جلوس کیا۔ علما و فقرا کو بڑے بڑے وظائف اور امرا اور رفقا کو اعلی اعلی مناصب عطا فرمائے اِسکی فیاضی عام تھی۔ سخاوت کا یہ عالم تھا کہ دوسرے ملکون کے لوگ دور دور دراز سے آتے اور مالا مال ہو کر جاتے تتار خان والی سنار گانؤن (ڈھاکہ) کو سو زنجیر فیل۔ ایک ہزار عمدہ گھوڑے۔ ایک کرور تنگہ سرخ۔ اور ولایت بنگالہ و سنار گانؤن کی سند ولایت دیکر رخصت کیا۔ مولانا سنجر بدخشانی کو اسی لاکھ تنگہ عماد الدین کو ستر لاکھ تنگہ اور عضد الدین کو چالیس لاکھ تنگہ ایک روز مین دیے۔ اِسی طرح دیگر علماء فضلاء شعرا کے حال پر اسکی نظر عنایت تھی جن سوداگرونکا مال راستے مین لٹ جاتا یا کشتیان ڈوب جاتین اُن کو ان کے مال سے زیادہ قیمت دیدیتا۔ ہزارون آدمی عرب۔ خراسان ترکستان وغیرہ سے

۷۲۵ھ ۱۳۲۴ع

اسکی داد و دہش سنکر آتے اور اپنے حوصلے سے زیادہ روپیہ لیجاتے۔ مورخون نے
اس کی مختصر تعریف اِن الفاظ مین کی ہو کہ "حسن صورت مین ممتاز۔ ورزش
جسمانی کی تمام باتون مین طاق۔ اعلیٰ درجہ کی تعلیم مین فرد۔ عمدہ خوشنویس۔
ادب فارسی و عربی کا ماہر۔ طبیب کامل۔ خطیب بے مثل انشا لکھنے مین یگانہ
قوی الحافظہ۔ دقیق النظر۔ خوش اخلاق۔ بذلہ سنج۔ شراب نوشی سے محترز۔ اعزا
کا محب اپنے آقا قطب الدین کے خاندان کا دلدادہ شعار خیرخواہ۔ راسخ الاعتقاد
خداترس۔ ہندوستان مین نظام تعلیم کا موجد۔ منکسر المزاج۔ شجاع عالی
حوصلہ اور عدالت گستر تھا" ہر شخص کے دل مین اسکا خوف و احترام تھا
صوم و صلوٰۃ کی خود پابندی کرتا اور دوسرون سے بھی کراتا۔ فارسی شعر اچھے
کہتا اور قدیم شعرا کا کلام خوب سمجھتا۔ ۶۲۱ھ؁ ۱۲۲۴ع مین چنگیز خان چنتائی مغلونکا
بہت بڑا لشکر لیکر لمغان و ملتان لوٹتا ہوا دہلی پہونچا۔ سلطان نے دونون طرف
کے مسلمانون کو کٹوانا نامناسب سمجھ کے بہت سا زر و جواہر دیکر اس بلا
کو ٹالا۔ اور وہ گجرات کو لوٹتا ہوا سندھ و ملتان کے راستے سے واپس گیا
یہ مہم اِس طرح انجام دیکر سلطان لشکر اور ملک کے انتظام کی طرف متوجہ ہوا
اور چند دنون مین ایسا بندوبست کیا کہ تمام راجہ و زمیندار فرمان بردار
ہوگئے۔ رسم ستی کی موقوفی کا حکم جاری کیا۔ ہندو راجاؤن کو اعلیٰ جنگی مناصب
اور دیگر قابل ہندوون کو اعلیٰ خدمات پر سرفراز کیا۔ باوجود اِن صفتون کے

مورخین اِس بادشاہ پر پانچ سخت الزام عائد کرکے اسے نالائق اور بیوقوف بتاتے ہین حالانکہ جو صفتین اوپر بیان کی گئین اگر وہ صحیح ہین تو اجتماع ضدین لازم آئے گا کیونکہ لیاقت کے ساتھ نالائقی اور معاملہ فہمی و تجربہ کاری کے ساتھ بیوقوفی کا جمع ہونا غیر ممکن ہے۔ اصل یہ ہے کہ وہ پانچون الزام جن کی بنا پر اسکی فرد قرارداد جرم مرتب کی گئی ہے اگر نگاہ غور سے دیکھے جائین تو بے بنیاد ہی نہین بلکہ وہی اُسکی کمال عقلمندی کی دلیل معلوم ہوتے ہین نتیجہ کا خراب نکلنا دوسری بات ہے۔ اس پر حسب ذیل الزام عائد کیے گئے ہین۔

(۱) ملک دوآب پر ٹیکس زیادہ کرنا "یہ علاقہ سارے ہندوستان سے زیادہ مرفع الحال تھا۔ لہذا بادشاہ نے اور ملکون کو چھوڑکے اُس پر محصول بڑھا دیا۔ ہوئے اتفاق سے اسی زمانے مین قحط پڑگیا۔ اور قحط بھی ایسا کہ متواتر کئی سال تک قائم رہا۔ جس سے لاکھون آدمی بھوکون مرگئے یہانتک کہ ایک من غلہ چھ دینار کو فروخت ہونے لگا۔ بادشاہ نے کمال مردانگی سے اِس آفت آسمانی کا مقابلہ کیا ہزارون من غلہ اور سیکڑون روپیہ روزانہ تقسیم کرتا تاکہ رعایا کو اِس آفت سے نجات ملے۔ مورخین اِس قحط کا باعث اضافہ ٹکس کو بتاتے ہین۔ مگر سمجھ مین نہین آتا کہ اضافہ ٹکس نے بارش کو کیسے روک دیا۔ قطع نظر اسکے یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ سلطان مذکور نے جو ٹکس بڑھایا اسکی

مقدار سلطان علاء الدین کے زمانے کے ٹیکس سے بہت ہی کم تھی مگر اس وقت
نہ قحط پڑا اور نہ کسی نے اُسے نالائق اور بیوقوف بنایا۔
(۲) تانبے اور پیتل کا سکہ جاری کرنا۔ یہ الزام اول تو مشتبہ سا معلوم ہوتا ہے
کیونکہ اکثر مورخین خصوصاً ابن بطوطہ اور مصنف سالک الابصار جو ایسے
واقعات پر خاص نظر رکھتے ہین اور اس بادشاہ کے ہمعصر تھے اُنھون نے
اسکا بالکل ذکر نہین کیا ہی۔ ابن بطوطہ نے قسم کھا کے دعوی کیا ہی کہ مین نے
سلطان کے تمام عیوب اور اسکے تمام محاسن تحقیق کرکے بیان کیے ہین۔ اسپر
بھی اگر اس الزام کو کچھ وقعت دیجائے تو دیگر ملکون کی تاریخون کے دیکھنے سے
صاف واضح ہوتا ہی کہ اس زمانے مین چاندی کی عام طور پر کمی ہو گئی تھی
چنانچہ انگلستان مصر جاپان و ایران وغیرہ کی تاریخون مین اس کا ذکر موجود ہے
پھر یہان اسوقت بہت سے نئے اور بڑے بڑے وسیع علاقے سلطان ہند
کے قبضے مین آئے تھے جن مین شاہی سکون کے اجرا کی ضرورت تھی لہذا
سلطان نے بہت غور و خوض کے بعد بجائے اسکے کہ کاغذ کے سکے بنواتا
تانبے اور پیتل کے سکے ڈھلوائے کاغذی سکے مین اوّل تو کاغذ کے خراب
ہو جانیکا اندیشہ تھا دوسرے تھوڑے ہی دن قبل کاغذ کا سکہ ایران مین
ناکامیابی کی سند حاصل کر چکا تھا۔ یہ سکہ تین سال تک چلتا رہا۔ اس
درمیان مین ملک کے مہاجنون نے سونے اور چاندی کے سکے خرید خرید کر

اپنے گھرون مین بھر لیے اور سارے ملک مین چاندی سونے کے سکون کا قحط ہو گیا جن کے نہ ہونے سے بیرونی تجارت مین فرق پڑا۔ ماسوا اس کے اکثر ہندوٗن نے جعلی سکے بنا بنا کے بیچنا شروع کیے۔ مگر سلطان نے کمال دیانت داری سے اُن سکون کو منسوخ کر کے تانبے اور پیتل کے اصلی و جعلی سب سکے واپس خرید لیے۔ اِس سے اگرچہ خزانہ خالی ہو گیا مگر بادشاہ کی دیانت داری و ایماندار ی مین بٹہ نہ لگا۔ اور اِسی ایمانداری کے صلہ مین وہ بیوقوف اور نالائق بتایا جاتا ہے۔ اگر وہ یہ حکم دیدیتا کہ دو ہفتہ مین سارے منسوخ شدہ سکے واپس کر دیے جائین ورنہ ان کا بار اُنھین کے ذمہ ہوگا جن کے پاس ہین اور پھر وہ کوڑی کو بھی نہ خریدے جائین گے تو شاید الزام دینے والون کے نزدیک وہ بیوقوف و نالائق نہ ثابت ہوتا۔

(۳) ایران و توران کی تسخیر کے واسطے تین لاکھ ستر ہزار فوج کا بھرتی کرنا اور فوج کا ایک سال تنخواہ پانے کے بعد دوسرے سال تنخواہ نہ ملنے کی وجہ سے منتشر ہو جانا۔" سلطان نے یہ فوج بلاوجہ نہین بھرتی کی تھی۔ بلکہ اسوقت ایران کا تنزل اور اسکے حامیون کا ادبار دیکھ کر اسے موقع ملا تھا کہ خراسان پر قبضہ کر لے۔ اور جس طرح سلطان محمود غزنوی و سلطان شہاب الدین غوری ہندوستان و خراسان کے مالک تھے وہ بھی ہو جائے۔ چنانچہ تر مشترین چغتائی و سلطان مصر کے پاس (جو اِس معاملے مین اسکے رقیب تھے)

سفیر بھیجکر انھیں اپنا حلیف بنایا۔ امرائے خراسان کو بھی تحفہ و تحائف بھیجکر اپنا دوست بنایا۔ اور ان کارروائیون کے بعد قریب تھا کہ حملہ ہو جائے مگر عین وقت پر سلطان مصر نے شرکت سے انکار کر دیا اور شاہ ابو سعید سے مراسم اتحاد کی تجدید کر لی۔ دوسرے ترمشیرین کی طاقت بڑھتے دیکھ کر خاقان چین نے بھی مداخلت کرنا چاہی تیسرے سب سے بڑا سبب حملہ نہ کرنے کا یہ ہوا کہ ترمشیرین کو خود اسکی سرکش رعایا نے معزول کر دیا۔ ان اہم واقعات نے سلطان کو مجبور کیا کہ اپنا عزم فسخ کر دے اور حقیقت مین اتنی بڑی مہم کا تن تنہا اختیار کرنا دانائی سے بعید تھا اور چونکہ کوئی اور علاقہ قابل فتح اسکے سامنے نہ تھا لہذا جسقدر فوج ضرورت سے زیادہ تھی اسے برطرف کر دیا۔ بہ ظاہر اس مین بھی کوئی بیوقوفی نہین معلوم ہوتی کیونکہ فوج کا جمع کرنا اور دوسرے ملکون کا اپنے قبضے مین لانا عقلمند اور اولوالعزم بادشاہون کا کام ہی۔ علاء الدین نے عزم سکندری کیا شیر شاہ نے ایران پر حملہ کا ارادہ کرنا چاہا اور ان مین سے کوئی بیوقوف نہ بنا۔

(۴) الزام ہمالیہ کے راستون سے چین کی فتح کے واسطے ایک لاکھ فوج کا بھیجنا اور اسکا غارت ہو جانا ہی" واقعہ یہ ہی کہ ۷۳۸ھ ۱۳۳۷ء مین سلطان نے ایک لاکھ سوار اپنے بھانجے خسرو ملک کو دیکر ہدایت کی کہ اول ہماچل (ہمالیہ کا وہ علاقہ جو چین اور ہندوستان کے درمیان مین ہے) کو اپنے قبضے مین لائے

اور وہان قلعے وغیرہ بناکر مکمل انتظام کرے اس انتظام کے بعد جب مین دوسرا لشکر کمک کے واسطے بھیجون تو بتدریج آگے بڑھکر ملک چین کی تسخیر کا ارادہ کرے چنانچہ یہ لشکر گیا اور ہماچل کو تسخیر کرکے بغیر حکم شاہی کے آگے بڑھا۔ سرحد چین پر پہونچکر اسے معلوم ہوا کہ حریف بہت زبردست ہے۔ اسکے علاوہ راستون کی تنگی اور رسد کی کمیابی نے بھی اس لشکر کو واپسی پر مجبور کیا۔ واپسی مین بوجہ برسات کے راستے مسدود ہوگئے۔ پہاڑیون نے موقع پاکر لوٹ کھسوٹ شروع کردی اور غلہ کا ملنا محال ہوگیا۔ یہ لشکر پریشان اور تباہ ہوتا ہوا ایک کھلے میدان مین پہونچا اور اسے امن کی جگہ سمجھکر قیام کیا۔ اسکو اتفاق کہیے یا قسمت کہ اسی رات کو بقدر پانی برسا کہ سارا لشکر سیلاب کے بحر ناپیداکنار مین غرق ہوگیا جو لوگ باقی بچے ان مین سے اکثر تو پہاڑیون کا شکار بنے اور باقی ماندہ لوگ جو دہلی مین پہونچے اس جرم پر قتل ہوئے کہ اسقدر جانین انھین کے سبب سے ضایع ہوئین۔ اس عام تباہی پر بھی سلطان کامیاب رہا کیونکہ اُسنے جس علاقہ پر قبضہ کرنیکے واسطے یہ فوج بھیجی تھی اسپر بخوبی قبضہ ہوگیا۔ چنانچہ اسی علاقہ کی بابت چین کے سفیر اسکے دربار مین حاضر ہوئے اور اس علاقہ مین ایک بتخانہ بنانے کی اجازت چاہی جسکو سلطان نے نامنظور کیا۔

(۵) "الزام دولت آباد کا دارالسلطنت بنانا ہے" دارالسلطنت کا تبدیل کرنا کوئی نئی بات نہ تھی حسب ضرورت تبدیل ہی ہوا کرتے ہین اور یہ تبدیلی بھی بلاوجہ ہوتو

سلطان کی بیوقوفی کہی جاسکتی ہی۔ ملک دکن کا بہت بڑا حصہ یکبارگی بادشاہ کے قبضے
مین آگیا تھا جسپر بوجہ مفسدونکی موجودگی کے پوری طرح تسلط نہوسکا تھا اور یہ ملک
دارالسلطنت سے اسقدر دور و دراز تھا کہ بادشاہ دہلی مین رہکر پورا پورا انتظام نہ کرسکتا
تھا۔ لہذا سلطان نے ارکان سلطنت سے مشورہ کیا اکثر ارکان کی یہ رائے
ہوئی کہ اجین دارالسلطنت بنایا جائے مگر یہ نکتہ گرکر خود بادشاہ دولت آباد کو
دارالسلطنت بنانا چاہتا ہے اکثر ارکان نے دولت آباد کو اجین پر ترجیح دی
اور بادشاہ نے ملتان کی طرف سے اطمینان کرکے ۷۲۷ھ مین دفاتر اور
ضروری عملہ دیوگڈھ مین منتقل کیے اور وہان بہت ہی شاندار عمارتین تعمیر
کرائین اور ایک قلعہ بنایا جس مین جانے کے لیے پہاڑ کو کاٹ کر ایک سو اسی
فٹ کا ایک عمودی وضع کا راستہ تراشا اور اسکے وسط مین ایک چکر دار راہ بنائی
پھر قلعہ کے گرد پہاڑ مین سے کاٹ کر ایک عمیق خندق بنائی۔ دولت آباد سے
لیکر دہلی تک سڑک بنوائی جسکے دونون طرف سایہ دار درخت لگائے اور ہر
منزل پر سرائے اور مکان تیار کرائے اور ان مین آدمی مقرر کیے کہ مسافرونکو
واسطے ہمیشہ کھانے پینے کا سامان طیار رکھین یہ انتظامات کرکے حکم دیا کہ دہلی
کی ساری رعایا دولت آباد کی راہ لے۔ جو لوگ دولت آباد گئے انھین سفر
خرچ اور مکانون کا معاوضہ دینے کے علاوہ معقول انعام اور معافیان عطا کین
یہ بات کہ دولت آباد کو آباد کرنیکے لیے دہلی کو کیون تباہ کیا ظاہر ہے کہ دوسری

جگھونکے لوگون پر بادشاہ یکبارگی کیسے اعتبار کرسکتا تھا لہذا ضروری ہوا
کہ وہی لوگ نئے دار السلطنت مین بسائے جائین جو بھروسے کے ہون اور وقت پر
کام آسکین۔ اس مین شک نہین کہ باوجود ان تمام انتظامات کے اکثر لوگ
راستے مین مرگئے اور اکثرون کو آب وہوا ناموافق ہوئی مگر بادشاہ نے اپنی طرف
سے اسکا بہت ہی کافی معاوضہ کردیا۔ پھر اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیے
کہ کس بادشاہ نے سلطنت کی ضرورتون کے سامنے رعایا کی خواہشون کا
خیال کیا ہے۔ دار السلطنت کی تبدیلی کا خیال بادشاہ کے دل مین گرشاسپ
کی بغاوت سے پیدا ہوا۔ یہ ممالک دکن مین سے ساگر اور اسکے متعلق دیگر قطاع
کا حاکم تھا۔ اس نے دکن کے مفسدون سے مل کے بغاوت پر کمر باندھی۔ بادشاہ
نے خواجہ جہان کو اسکی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا۔ دیوگڈھ مین مقابلہ ہوا اور
گرشاسپ شکست کھاکر ساگر چلا گیا اور جب یہان بھی دشمنون نے اس کا
پیچھا نہ چھوڑا تو مع اہل وعیال کے کنبلہ مین چلا گیا جو کہ کرناٹک مین واقع ہے
خواجہ جہان حسب الحکم شاہی کنبلہ پر بھی جا پہونچا۔ وہان گرشاسپ نے
دو مرتبہ خواجہ جہان کو شکست دی مگر تیسری مرتبہ جب ایک بڑا لشکر خواجہ جہان
کی کمک کو پہونچا تو وہ غالب آیا اور راے کنبلہ گرفتار ہوا۔ گرشاسپ بلال دیو
کے پاس چلا گیا۔ بلال دیو نے شاہی لشکر کے تعاقب سے ہراسان ہو کر گرشاسپ
کو گرفتار کرکے خواجہ جہان کے پاس بھیجدیا۔ اور جب خواجہ جہان نے اسے

بادشاہ کے سامنے حاضر کیا تو بادشاہ نے اسکی کھال کھچوا کر اس مین بھُس بھروایا اور شہرون شہرون تشہیر کیا۔

اسی واقعہ سے متاثر ہوکر بادشاہ نے اپنے امرا کے مشورے سے دیوگڑھ کو دار السلطنت بنا کے اس کا نام دولت آباد رکھا اور اہل دہلی کو مجبور کیا کہ بجائے دہلی کے دولت آباد مین جا کے سکونت اختیار کرین۔ اس انتظام سے فراغت کرکے بادشاہ قلعہ کندھانہ کی طرف متوجہ ہوا۔ یہ قلعہ نہایت مستحکم اور ایک بلند پہاڑ پر واقع تھا جو آٹھ ماہ کے محاصرہ کے بعد فتح ہوا۔ ابھی بادشاہ اطمینان سے نہ بیٹھا تھا کہ ملک بہرام ابیہ حاکم ملتان جو غیاث الدین تغلق کا بہت بڑا دوست تھا باغی ہوگیا۔ ۷۲۸ھ ۱۳۲۷ء مین سلطان نے خود ملتان پہونچکر اسے شکست دی۔ اور اس کا سر کاٹ کے شہر کے دروازہ پر لٹکایا۔ پھر دو سال دہلی مین قیام کرکے دوآب کا محاصل وصول کرنے مین ایسی سختی کی کہ رعایا پریشان ہو کے جنگلون اور پہاڑون مین چلی گئی۔ ۷۳۹ھ ۱۳۳۸ء بہرام خان حاکم بنگالہ نے انتقال کیا اور ملک فخر الدین نے قدر خان حاکم بنگالہ کو قتل کرکے سارے لکھنوتی اور سنار گانون پر قبضہ کر لیا۔ بنگالہ کی بغاوت کے ساتھ ہی ساتھ معبر کے حاکم سید حسن کے باغی ہونے کی خبر پہونچی۔ بادشاہ نے بنگالہ کی بغاوت کو اہم نہ سمجھکر ۷۴۲ھ ۱۳۴۱ء مین ساحل کارومنڈل کی طرف رخ کیا مگر ورنگل پہونچکر لشکر مین بیماری پھیلی اور خود بادشاہ بیمار ہوکر دولت آباد

واپس آیا۔ راستے مین بادشاہ کا ایک دانت ٹوٹ گیا جسے مقام بیڑ مین دفن کر کے
اِس پر ایک عظیم الشان گنبد بنوایا۔ اِسی بیماری کے زمانے مین دکن کے مختلف
علاقے مختلف امرا کو بطور ٹھیکہ کے دیکر اہل دولت آباد کو حکم دیا کہ جسکا جی چاہے
دہلی مین واپس جائے۔ اور خود دہلی مین آکر رعایا کو قحط سے بچانے کے واسطے
غلہ اور روپیہ تقسیم کرنا شروع کیا۔ ابھی زراعت کی پوری صلاح نہوئی تھی کہ شاہو
افغان کی بغاوت کی خبر آئی اور پٹھانون نے دریائے سندھ سے اُتر کے لوٹ
مار مچادی۔ بادشاہ بغاوت کو فرو کرنے روانہ ہوا۔ ملتان پہونچکر شاہو کا عریضہ مشتمل
اطاعت ملا اور بادشاہ دہلی مین واپس آیا یہان قحط کی اسقدر شدت تھی کہ آدمی
آدمی کو کھائے جاتے تھے۔ بادشاہ پھر زراعت کی سرسبزی کی طرف متوجہ ہوا اور کرورہا
روپیہ تقسیم کردیا۔ اب سمانہ و سنام کے ٹھاکرون نے سر اُٹھایا بادشاہ نے خود
جاکر اُنھین متفرق کردیا اور اُنکی گڈھیان کھود کر زمین کے برابر کردین سنہ ۷۴۳ھ ۱۳۴۲ع مین
گکھرون نے مخالفت کی اور بادشاہ نے خواجہ جہان کو بھیجکر ان کی سرکوبی
کی اب بادشاہ کو خیال آیا کہ خلیفہ اسلام کی اجازت کے بغیر سلطنت کرنا جائز
نہین اور یہ سُن کے کہ مصر مین خاندان بنی عباس مین سے کوئی شخص خلیفہ[1] ہے

---

[1] اِس زمانے مین المستنصر باللہ خلیفہ تھا جو بعد کو الحاکم بامر اللہ کے لقب سے مشہور ہوا۔ یہ اُن
خلفا مین سے تھا جو عباسیہ خلافت کی تباہی کے بعد سلاطین مصر کے ماتحت ایک مدت تک

اسکے پاس بہت سے ہدیون اور تحفون کے ساتھ ایلچی بھیجے اور سکّے مین اپنے نام کے بجائے خلیفہ کا نام نقش کرایا۔ اور شہر مین جمعہ و عیدین کی نماز موقوف کرادی ۷۴۴ھ (۱۳۴۳ع) مین شاہی ایلچی کے ہمراہ حاجی سعید حرمزی منشور حکومت

(بقیہ صفحہ ۱۶۲) اسلامی دنیا کے بادشاہونکی حکومتون کو تسلیم کرتے رہے اور انھین معزز خطابون سے سرفرازی بخشا کیے۔ چونکہ ان خلفا کا ذکر اکثر اس کتاب مین آئیگا لہذا ان کا مختصر حال اس مقام پر لکھدینا فائدہ سے خالی نہوگا۔

آخری خلیفہ بغداد المستعصم باللہ کے شہادت کے بعد ساری اسلامی دنیا تقریباً تین سال تک بغیر خلیفہ کے رہی۔ مگر جب سلطان مصر نے تاتاریون کو شکست دی تو ابوالقاسم احمد بن الظاہر باللہ جو بدوی قبائل مین مارے مارے پھرتے تھے مصر مین آئے سلطان مصر ملک الظاہر نے بڑی دھوم دھام سے ان کا استقبال کیا اور پھر ایک بہت بڑا دربار کرکے ان کے عباسی النسل ہونے کا ثبوت لیا جب اسکے معزز ارکان اور علما اور قاضیون نے انکے نسب اور حق کو تسلیم کرلیا تو ۱۳ر رجب ۶۵۹ھ کو جملہ اہل دربار نے مع ملک الظاہر کے اسکے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس نے اپنا لقب المستنصر باللہ رکھا اور چند ہی دنون مین ایک بہت بڑا لشکر مجاہدین کا جمع کرکے بغداد فتح کرنے کو روانہ ہوا۔ ۳ر محرم ۶۶۰ھ (۱۲۶۱ع) کو تاتاریون سے مقابلہ ہوا۔ مجاہدین کو شکست ہوئی اور خلیفہ کا پتہ نہ لگا کہ کیا ہوا۔ اسکے ہمراہیون مین سے جو لوگ جان بچاکر بھاگے ان مین ابوالعباس احمد عباسی بھی تھا جسکا سلسلہ خلیفہ المسترشد باللہ سے ملتا تھا اسکی اطلاع جب ملک الظاہر کو ہوئی تو اس نے انھین بلواکر پھر ایک دربار مرتب کیا اور جب ان کا استحقاق ثابت ہوگیا تو سب نے انکے ہاتھ پر بیعت کی اور ان کا لقب الحاکم بامراللہ قرار پایا۔ یہ ہمیشہ تاتاریون پر لوگون کو جہاد کرنے پر آمادہ کرتے رہے یہان تک کہ ۷۰۱ھ (۱۳۰۱ع) مین انتقال کرگئے۔ ان کے بعد انکے صاحبزادے ابوالربیع سلیمان المستکفی باللہ کے لقب سے خلیفہ ہوئے اور ۷۴۰ھ (۱۳۳۹ع) مین

اور خلعت خلافت لایا۔ بادشاہ نے بع امرا کے چھ سات کوس سے اس کا
استقبال کیا حاجی سعید کے دامن کو بوسہ دیکر منشور خلافت کو سر پر رکھا شہر مین
ہر طرف خیمے نصب ہوئے جمعہ و عیدین کی نماز کا حکم ہوا۔ اور خطبہ سے اُن
بادشاہون کا نام نکال دیا گیا جنھون نے بغیر خلیفہ کی اجازت کے سلطنت

(بقیہ صفحہ ۱۶۳) راہی جنت ہوئے انکی وصیت تو یہ تھی کہ میرے بعد میرا بیٹا احمد خلیفہ ہو۔ مگر
ملک الناصر سلطان مصر نے انکے بھتیجے ابراہیم کو الواثق باللہ کے لقب سے خلیفہ کیا
پورا سال نہ گزرا تھا کہ ملک الناصر کو ملک الموت نے گھیرا اور اُس نے مرتے وقت اپنے بیٹے کو
ہدایت کی کہ الواثق باللہ کو معزول کر کے احمد کو خلیفہ کرے جب اسکا بیٹا ابوبکر منصور بادشاہ
ہوا تو اس نے ایک دربار کر کے اِس معاملہ مین بحث کی اور جب سارے دربار نے احمد کی
موافقت مین فیصلہ کیا تو الواثق باللہ کی بیعت توڑ کے اسکے ہاتھ پر بیعت کی گئی اور اس نے
اپنا لقب المستنصر باللہ رکھا مگر تھوڑے دنون بعد اس لقب کو منسوخ کر کے الحاکم بامر اللہ کا
لقب اختیار کیا سنہ ۷۵۳ھ ۱۳۵۲ء مین اسے بھی دربار الٰہی مین جانا پڑا اور چونکہ بے وصیت کے مرا
تھا لہٰذا علما و اکابر دربار نے اسکے بھائی ابوبکر بن المستکفی باللہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس نے
اپنا لقب المعتضد باللہ رکھا سنہ ۷۶۳ھ ۱۳۶۲ء مین جب ان کا انتقال ہوا تو انکے بیٹے ابو عبداللہ
محمد المتوکل علی اللہ کے لقب سے خلیفہ قرار پائے۔ اُنھون نے سلطان مصر کے خلاف
ایک سازش مین حصہ لیا سلطان نے سنہ ۷۸۵ھ ۱۳۸۳ء مین دربار کر کے انھین معزول کرنا چاہا
مگر علما راضی نہوئے تو سلطان نے زبردستی انھین قید کر دیا اور عمر بن ابراہیم بن احمد کے
ہاتھ پر بیعت کر کے اسے مسند خلافت پر بٹھایا یہ الواثق باللہ کے لقب سے موسوم ہوا۔

کی تھی۔ پھر ساری مملکت مین خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ شاعرون نے قصیدہ خوانی کی بدر چاچی اِس دربار کا مشہور شاعر تھا چنانچہ اسکے ایک قصیدے کے دو شعر ہدیہ ناظرین ہین۔

جبرئیل از طاق گردون انشجر گویان سید	گر خلیفہ سوئے سلطان خلعت و فرمان سید
ہمچنان کز بارگاہ کبریائے ذوالجلال	زیپے عز محمد آیت قرآن رسید

(بقیہ صفحہ ۱۶۴) سنہ ۷۸۸ھ ۱۳۸۶ء مین عالم آخرت کو سدھارا تو اسکا بھائی ذکریا المعتصم باللہ کے لقب سے خلیفہ ہوا۔ یہ سنہ ۷۹۱ھ ۱۳۸۸ء تک خلیفہ رہا تھا کہ سلطان مصر کو المتوکل علی اللہ کے حال پر رحم آیا اور اسے معزول کر کے پھر المتوکل باللہ کو خلیفہ بنایا۔ سنہ ۸۰۸ھ ۱۴۰۵ء مین اسکے انتقال کے بعد اسکا بیٹا ابوالفضل المستعین باللہ کے لقب سے خلیفہ ہوا۔ سنہ ۸۱۶ھ ۱۴۱۴ء مین معزول کیا گیا اور اسکے بجائے اسکا بھائی داؤد المعتضد باللہ کے لقب سے سنہ ۸۴۵ھ ۱۴۴۱ء تک خلافت کرتا رہا۔ اِسنے مرنے سے قبل اپنے بھائی ابوالربیع سلیمان کو اپنا جانشین منتخب کیا تھا یہ المستکفی باللہ کے لقب سے سنہ ۸۵۴ھ ۱۴۴۹ء تک خلیفہ رہے اور انکے بعد انکے بھائی ابوالبقاء حمزہ کے ہاتھ پر بیعت کی گئی اور وہ القائم بامر اللہ کے لقب سے سنہ ۸۵۹ھ ۱۴۵۵ء تک خلافت کرتے رہے مگر اِس سال فوج نے سلطان مصر کے خلاف بغاوت کی اور انھون نے فوج کی طرفداری کی اتفاق سے فوج کو شکست ہو گئی تو یہ مارے شرم کے سلطان مصر کے سامنے نہ جا سکے اور خلافت سے دست بردار ہو کے اسکندریہ چلے گئے۔ انکے بعد انکے بھائی ابوالعباس یوسف کے ہاتھ پر بیعت کی گئی اور انھون نے المستنجد باللہ کے لقب سے خلافت سنبھالی ان کا انتقال سنہ ۸۸۴ھ ۱۴۷۹ء مین ہوا اور انکی ہدایت کے مطابق سیدی عبدالعزیز ابوالعز

اور حاجی سعید حرمزی کو بیش بہا جواہرات اور خلیفہ کے نام عریضہ دیکر رخصت کیا گیا۔

اسی زمانے مین کشنا نائک پسر لدر دیو جو ورنگل کے نواح مین تھا آن ہتھنا بلال دیو راجہ کرناٹک کے پاس آیا اور دونون نے آپس مین مشورہ کر کے مسلمانون کے راستے مین پہاڑون کے اندر ایک شہر مسمی بیجن نگر بیجانگر آباد کیا اور بہت سا لشکر جمع کر کے پہلے تو ورنگل سے اور پھر معبر و کرناٹک وغیرہ سے مسلمانون کو نکال باہر کیا۔ اور چونکہ بارش نہونے کی وجہ سے ساری خلقت حیران تھی لہذا سلطان اسکا کچھ دفیعہ نہ کرسکا۔ قحط کے متعلق اپنی تمام تدبیرون کو ناکافی دیکھ کر رعایا کو حکم دیا کہ جسکو جہان آسانی ہو چلا جائے۔ چنانچہ خلقت جوق جوق اودھ اور بنگالہ کو روانہ ہوئی۔ بادشاہ خود قصبہ پٹیالی اور کنپلہ (جو ضلع فرخ آباد مین ہین) سے گذر کر گنگا کے کنارے مقیم ہوا اور اس مقام کا نام

(بقیہ صفحہ ۱۶۵) یعقوب بن متوکل مسند خلافت پر المتوکل علی اللہ کے لقب سے جلوہ افروز ہوئے انکے عہد مین سلطان سلیم خان نے غسا کر مصر کو شکست دی اور انھین عزت و احترام کے ساتھ قسطنطنیہ لیگیا اور وہان کچھ ایسی مہربانی سے پیش آیا کہ انھون نے راضی ہوکر اپنا حق خلافت اور وہ تبرکات خلافت جو نسلاً بعد نسلاً اس خاندان مین چلے آتے تھے سلطان سلیم خان کو بخش دیے اور اسی وقت سے اس دوسری خلافت عباسیہ کا جو سطوت و حکومت سے معریٰ تھی خاتمہ ہوگیا۔

سرگدواری رکھا۔ یہان اودھ اور کڑے کے حاکمون نے غلہ بھیجنا شروع کیا
جو بہ نسبت دہلی کے بہت ارزان بکتا۔ بادشاہ جب تک یہان مقیم رہا چار
بغاوتین پے درپے ہوئین (۱) ۷۴۵ھ ۱۳۴۴ء مین نظام پائین نے کڑے مین
بغاوت کر کے سلطان علاء الدین اپنا لقب رکھا مگر عین الملک حاکم اودھ نے
اسکی سرکوبی کی اور اس کا سر کاٹ کے بادشاہ کے پاس بھیجدیا (۲) نصرت
خان جس نے صوبہ بیدر کا ٹھیکہ ایک لاکھ تنگہ سالانہ پر لیا تھا باغی ہوا
اسے قتلغ خان نے گرفتار کر کے بادشاہ کے پاس بھیجدیا (۳) تیسری بغاوت
علی شاہ نے جو امیران صدہ مین سے تھا کی یہ دولت آباد سے شاہی محصول
وصول کرنیکے واسطے گلبرگہ گیا اور وہان اپنے بھائی بندون کو جنمین حسن گانگوی
بھی شامل تھا جمع کر کے ۷۴۶ھ ۱۳۴۶ء مین گلبرگہ کے صوبہ دار کو قتل کر کے غدر مچادیا
اور لوٹتا مارتا ہوا بیدر پہونچا اور وہان کے نائب کو بھی مار کے سارے ملک پر قبضہ
کر لیا بادشاہ نے پھر قتلغ خان کو اسکی سرکوبی پر متعین کیا جس نے ان سب کو گرفتار
کر کے سرگدواری مین بادشاہ کے سامنے حاضر کر دیا۔ بادشاہ نے اسے غزنین
مین رہنے کا حکم دیا۔ چوتھی بغاوت اسطرح سے ہوئی کہ قتلغ خان کے اہلکارونکی
شکایت سنکر بادشاہ نے عین الملک کو دولت آباد بھیجنا چاہا۔ مگر عین الملک
کے دل مین خطرہ پیدا ہوا اور اپنا لشکر لے کر بادشاہ پر گنگا پار کر کے چڑھ آیا۔
بادشاہ نے ادھر ادھر کی فوجین جمع کر کے اسے شکست دیکر گرفتار کر لیا

اور پھر خلعت دیکر اسکو مناصب جلیلہ پر سرفراز کیا اور خود اودھ کا دورہ کرکے بہرائچ مین سید سالار مسعود غازی کے مزار کی زیارت کی۔ اور ان لوگون کو جو قحط کی وجہ سے ظفر آباد اور اودھ مین آبسے تھے دہلی روانہ کرکے خود بھی دہلی روانہ ہوا۔ اسی زمانہ مین حاجی رجب خلعت اور منشور خلافت لائے۔ بادشاہ خلیفہ کے اس منشور و قرآن شریف اور کتاب مشارق الانوار کو جو حدیث مین ہے ہمیشہ اپنے سامنے رکھتا۔ خلیفہ کے نام پر لوگون سے بیعت لیتا اور جو حکم دیتا اُسے خلیفہ کی طرف سے منسوب کرتا۔ اب پھر زراعت کی ترقی کی جانب توجہ کی۔ زمین کو تیس تیس کوس کے مربع حلقون مین تقسیم کیا اور حکم دیا کہ خزانہ شاہی سے اس کا تردد ہو۔ اسی زمانہ مین متواتر قتلغ خان کے اہلکارون کی شکایتین آئین۔ بادشاہ نے قتلغ خان کو دہلی طلب کرکے اسکے بجائے اسکے بھائی نظام الدین کو بھیجا۔ اور ملک دکن کو چار حصون مین تقسیم کرکے ہر حصے کا جدا جدا حاکم مقرر کیا۔ اور عزیز خمار کو جو فرقہ اراذل مین سے تھا مالوہ کا حاکم بنایا۔ اس کمبخت نے ستر اسی امرائے صدگان کو دعوت کے بہانہ بلا کر قتل کرایا۔ جب یہ خبر دیگر امرائے صدگان کو پہونچی تو آگ بگولا ہوگئے۔ اور بغاوت پر متفق ہوئے۔ عین اسی زمانہ مین خزانہ گجرات اور بادشاہ کے خاصے کے گھوڑے برودہ کے راستے سے دہلی آرہے تھے امیران صدہ نے وہ گھوڑے اور خزانہ مع ان تاجرون کے مال کے جو اس قافلے کے ہمراہ تھے لوٹ لیا اور سپاہ فراہم کرکے کھمبایت پہونچ گئے۔ بادشاہ کو یہ خبر پہونچی

تو زنشا کی سرکوبی کو ۷۴۳ھ میں خود روانہ ہوا راستے میں یہ خبر آئی کہ وہ خود
باغیوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ مگر بادشاہ نے بروچ پر پہنچکر ان لوگوں کو
ایک بڑی لڑائی کے بعد سخت سزائیں دیں اور اکثر امیران صدہ کو قتل کر کے بھروچ
میں مقیم ہوگیا۔ پھر ملک احمد لاچین اور ملک علی سرجاندار کو دولت آباد
میں قتلغ خان کے بھائی کے پاس بھیجکر حکم دیا کہ تمام مشہور و نامی امراے
صدہ جات دونوں کے ہمراہ پندرہ سو سواروں کی حراست میں روانہ کیے جائیں
عالم الملک برادر قتلغ خان نے گلبرگہ بیجاپور وغیرہ مقامات سے امیران صدہ
کو جمع کر کے پندرہ سو سواروں کی حراست میں ان دونوں سرداروں کے ہمراہ
روانہ کیا۔ راستے میں ان امیروں نے باہم مشورہ کر کے ملک احمد لاچین کو
مار ڈالا پھر دولت آباد میں واپس جاکر وہاں کے عمال کو قتل کیا۔ عالم الملک قید کیا
اور ملک علی جاندار جان بچاکر بھاگ گیا۔ اب امراے صدہ ہر طرف سے
آکر دولت آباد میں جمع ہوگئے اور اسمٰعیل مخ کو جو بہت بڑا دانشمند اور بلند ہمت
تھا ناصر الدین کا خطاب دیکر اپنا بادشاہ بنایا۔ بادشاہ کو بھروچ میں یہ خبر
پہنچی فوراً دولت آباد کی طرف چل کھڑا ہوا۔ امیران صدہ بڑی بہادری سے
لڑے مگر شکست کھاکر بھاگ گئے۔ اسمٰعیل مخ مع ایک بڑے لشکر کے دھارا گڈھ
کے قلعہ میں چلا گیا جہان سامان ضروری کثرت سے موجود تھا اور باقی امراء اپنے اپنے
اقطاع متعینہ پر جو حسب مشورہ باہمی طے ہوگئے تھے چلے گئے۔ بادشاہ نے خود

قلعہ کا محاصرہ کیا اور عماد الملک کو باغیون کے گرفتار کرنیکے واسطے گلبرگہ وغیرہ بھیجا۔ ابھی قلعہ پر قبضہ نہوا تھا کہ گجرات مین ملک طغی نے فساد برپا کیا اور کھمبات وغیرہ کو لوٹ کر قلعہ بھڑوچ کا محاصرہ کر لیا۔ یہ خبر سنتے ہی بادشاہ نے قلعہ کے محاصرہ کا کام دیگر امرا کے سپرد کرکے گجرات کا رخ کیا۔ دکھنیون نے تعاقب کرکے شاہی لشکر سے خزانہ اور ہاتھی چھین لیے۔ بادشاہ کی آمد سنکر ملک طغی کھمبات چلا گیا بادشاہ نے ملک یوسف کو اسکے تعاقب مین بھیجا۔ مگر ملک طغی نے اسے شکست دیکر مار ڈالا۔ اب بادشاہ خود کھمبات کی طرف بڑھا تو ملک طغی احمد آباد ہوتا ہوا نہروالہ بھاگ آیا اور وہان سے فوج جمع کرکے بادشاہ کے مقابلے کو احمد آباد آیا اور پھر شاہی لشکر سے شکست کھاکر ٹھٹھہ مین بھاگ گیا۔ اب بادشاہ تو گجرات کے انتظام مین مصروف ہوا اور دکن مین امیران صدہ نے جمع کرکے حسن کانگوی کو اپنا سرگروہ بنایا اور سارے دکن پر قبضہ کرکے اسمٰعیل فتح کو محاصرہ سے نکالا۔ اور حاکم مالوہ کو اپنا شریک بنا لیا۔ اسمٰعیل فتح سلطنت سے مستعفی ہوا اور اسکے بجائے امیران صدہ نے اتفاق کرکے حسن کانگوی کو سلطان علاء الدین کا خطاب دیکر اپنا بادشاہ بنایا۔ بادشاہ نے یہ خبر سنکر بہت پیچ و تاب کھایا اور نیا لشکر دہلی سے طلب کیا۔ مگر اپنی پہلی غلطی جو دولت آباد کو بغیر فتح کیے ہوئے چھوڑ کر گجرات چلے آنے مین ہوئی تھی یاد کرکے خیال کیا کہ گجرات کا پورا انتظام کرکے دکھنیون کو

سزا دون لہذا گجرات مین دو سال تک لشکر کی آراستگی اور کچھ جونا گدھ وغیرہ کے فتح کرنے مین مصروف رہا۔ ان امور سے فراغت کرکے بادشاہ کونڈل آیا اور یہان بیمار ہوکر صاحب فراش ہوگیا۔ چند دنون کے بعد جب مرض سے نجات ملی تو طغی باغی کا جسے قوم سومرہ نے پناہ دی تھی استیصال کرنیکے واسطے دریائے سندھ کو پار کرکے ٹھٹھہ کی طرف روانہ ہوا۔ عاشورہ کے دن تازہ مچھلی سے روزہ کھولا۔ کھاتے ہی بخار چڑھ آیا۔ مگر سفر جاری رکھا۔ ٹھٹھہ مین پہونچا تھا کہ ۲۱ محرم الحرام ۷۵۲ھ مطابق ۲۰ مارچ ۱۳۵۱ء کو اس دار فانی سے یہ اشعار پڑھتا ہوا اسد حار گیا۔

بسیار درین جہان چمیدیم	بسیار نعیم و ناز دیدیم
اسپان بلند بر نشستیم	ترکان گران بہا خریدیم
کردیم بسے نشاط آخر	چون قامت ماہ نو خمیدیم

اس بادشاہ کی مدت سلطنت ۲۷ سال کچھ ماہ ہے۔ ابن بطوطہ مشہور سیاح افریقہ اسی بادشاہ کے وقت مین ہندوستان آیا اور اُسنے اپنے سفرنامے مین اس بادشاہ کے بہت سے حالات تحریر کیے ہین جو اسنے بچشم خود دیکھے تھے اس بادشاہ کے متعلق اسکی مختصر رائے یہ ہے "تمام اشخاص سے زیادہ یہ بادشاہ منکسر متواضع ہے اور تمام اشخاص سے زیادہ عدل کو ملحوظ رکھتا ہے"۔ اسکی مشہور یادگارین مندرجہ ذیل ہین (۱) قلعہ دولت آباد۔ یہ قلعہ ایک بلند پہاڑ پر واقع ہے جسکا دور پانچ ہزار گز کا ہے۔ اسکے چارون طرف ایک خندق

چالیس گز چوڑی اور تیس گز گہری پہاڑ سے کاٹ کے بنائی ہی۔ اس قلعہ مین جانیکا سوا ایک راستے کے دوسرا راستہ نہین ہی۔ یہ راستہ پہاڑ کاٹ کر ہوندی صورت مین نکال کے ہموار کیا ہی اور اسکے عین وسط مین ایک چکردار زینون کا راستہ بنایا ہی جسپر دوپہر کے وقت بھی بغیر مشعل کے جانا مشکل ہی۔ زینون کے نیچے ایک آہنی پھاٹک ہی اور اس سے آگے راستے مین لوہے کے بڑے بڑے مضبوط شکنجے لگے ہوئے ہین۔ ان مین اگر آگ دیدی جاتی ہی تو اسطرح دہک اُٹھتے ہین کہ دشمن کی فوج جل بھنکر خاک ہو جائے۔ اگر غنیم بذریعہ سرنگ اس قلعہ کو فتح کرنا چاہے تو یہ بھی ناممکن ہی۔ اب یہ قلعہ حضور محی الملت والدین ہز ہائینس میر عثمان علی خان بہادر خلد اللہ ملکہ والی دکن کے قبضے مین ہی۔ اسکے ایک گودام مین گھی اور پینے والے تنباکو کا ذخیرہ ہی اور مشہور ہی کہ کئی سو سال سے اسی طرح جمع ہے۔ اس قلعہ پر ایک دھرتی دھمک توپ یادود اور بہت سے ہوائی بان وغیرہ اب بھی موجود ہین (۲) یادگار عادل آباد یا محمد کیا صلم یا عمارت ہزار ستون ہی جسکو سنہ ۷۲۸ھ مین اس نے قلعہ تغلق آباد کے پاس تعمیر کیا اسکا اب نام و نشان بھی نہیں باقی رہا (۳) یادگار جہان پناہ ہی یہ دو دیوارین بطور شہر پناہ کے تھین جو قلعہ علائی سے قلعہ رائے پتھورا تک بنائی گئی تھین اور ان کے درمیان مین بہت بڑا شہر آباد ہو گیا تھا جو سنہ ۹۴۸ھ مین بزمانہ شیر شاہ ویران ہو گیا (۴) یادگار کوشک بجے منڈلی یا بدیع منزل ہی جسکے ٹوٹے پھوٹے نشانات شیخ شہاب الدین سہروردی کے مزار کے پاس موجود ہین (۵) یادگار

پل ہی جو ۷۲۷ھ (۱۳۲۶ء) مین اس بادشاہ نے بنوایا اس پل کے اوپر بہت سے خوشنما مکان بنے ہوئے ہین۔ اس بادشاہ کے تین سکے دستیاب ہوئے ہین جنپر حسب ذیل عبارت تحریر ہے (۱) ضرب فی زمن العبد الراجی رحمۃ اللہ محمد بن تغلق دوسری جانب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہذا الدینار بحضرۃ الدہلی فی سنہ سبع و عشرین و سبعمائۃ" (۲) ایک جانب وہی عبارت ہی اور دوسری طرف مین السلطان السعید الشہید تغلق شاہ سنہ ثلث ثمانین و سبعمائۃ"

(۳) ایک جانب "اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ" دوسری جانب الواثق بتائید الرحمٰن محمد شاہ السلطان ضرب ہذا الدینار بحضرت الدہلی سنہ ست و عشرین و سبعمائۃ"

(۴) **غیاث الدین محمد بن محمد عادل شاہ تغلق**۔ اسے چھ برس کی عمر مین خواجہ جہان نے تخت پر بٹھایا اور فیروز شاہ نے دہلی مین آکر تخت سے اُتار دیا۔

۶۹۰/۸۸

(۵) **سلطان فیروز شاہ بن سالار رجب**۔ سلطان محمد عادل تغلق شاہ کی وصیت کے مطابق اور امرا کے اصرار پر تیئیسوین محرم الحرام ۷۵۲ھ (۱۳۵۲ء) کو بمقام سہوان مین بعمر پچپن سال وہ اورنگ آرائے جہانبانی ہوا۔ محمد عادل شاہ کی وفات کے وقت مغلون کی دو فوجین شاہی لشکر مین موجود تھین جنھون نے موقع پاکر فساد کیا اور قبل اسکے کہ کوئی شخص بادشاہ سے نے بہت سا خزانہ لوٹ لیا اور ہزارون آدمیون اور بچون کو پکڑ لے گئے۔ ٹھٹھہ کے باغیون نے بھی شورش مچائی

فیروز شاہ نے بادشاہ ہوتے ہی مغلون کو شکست دی اور اپنے کل قیدی اپس لیکر ٹھٹھہ کے باغیونکی سرکوبی کے واسطے عماد الملک کو مقرر کرکے براہ دیپالپور ملتان اور اجودھن شریف مین ہوتا ہوا دہلی کی طرف روانہ ہوا۔ دہلی مین احمد ایاز المخاطب بہ خواجہ جہان نے جو بطور نائب کے کام کرتا تھا بادشاہ کی وفات اور فیروز شاہ کے غائب ہونیکی خبر سنکر ایک شش سالہ بچے کو غیاث الدین محمد لقب دیکر تخت پر بٹھایا تھا اب فیروز شاہ کی تخت نشینی کی خبر سنکر گھبرایا تو سارا خزانہ شاہی و جواہرات و ظروف طلا و نقرہ سپاہیون اور رعیت مین تقسیم کرکے مقابلہ کو طیار ہوا مگر جیسے ہی فیروز شاہ کی تخت نشینی اور دہلی کی طرف آنیکی خبر مشہور ہوئی امرا و سرداران فوج چھپ چھپ کے فیروز شاہ کے پاس پہونچ گئے۔ خواجہ جہان نے جب یہ حال دیکھا تو اپنی غلطی پر پچھتایا اور برہنہ سر ننگی تلوار گلے مین لٹکا کے فیروز شاہ کے سامنے حاضر ہوا۔ فیروز شاہ نے دوسرے وقت ملاقات کا وعدہ کرکے اُسکی خاطر و مدارات کا حکم دیا مگر جب ارکان سلطنت کو اُسکے خلاف پایا تو اسکا معاملہ عماد الملک کے سپرد کر دیا جو طغی باغی کو قتل کرکے اور مفسدان سندھ کو سزا دیکر واپس آگیا تھا۔ عماد الملک نے ارکان سلطنت کے مشورہ سے اُسے سامانہ انعام مین دیکر حکم دیا کہ وہان جاکر عبادت الٰہی مین اپنی زندگی گذارے۔ خواجہ جہان ہنوز راستہ ہی مین تھا کہ شیر خان نے جسے ارکان سلطنت نے اُسکے قتل کرنے کو بھیجا تھا جا لیا اور نماز پڑھنے مین اس اسی برس کے بڈھے کا سر تن سے جدا کیا۔ اب فیروز شاہ بے کھٹکے ہوکر دہلی مین آیا

اور ۲۲ رجب ۷۵۲ھ ۱۳۵۱ء کو تخت سلطنت پر جلوس فرما کے امرا کو خطابات عطا کیے اور وہ کل روپیہ جو محمد عادل شاہ کے وقت میں بطور تقاوی کے تقسیم ہوا تھا اور وہ روپیہ اور ظروف و جواہرات وغیرہ جن چیزون کو خواجہ جہان نے اپنی امداد کی اُمید مین لوگون کو تقسیم کیا تھا معاف کر دیا۔ اور اُسکے بعد خلقت کے اطمینان کے واسطے اُس دفتر مین آگ لگوا دی۔ افسرون اور عہدہ دارون کو بجائے تنخواہ کے معافیان عطا کین اور نوکرون کے واسطے یہ قانون جاری کیا کہ جب کوئی مر جائے تو اسکے بجائے اسکا بیٹا مقرر ہو اور اگر بیٹا نہو تو داماد اور داماد بھی نہو تو غلام مستحق غلام کی عدم موجودگی مین اور کوئی قریبی رشتہ دار مقرر کیا جائے ان جدید قاعدون سے خلقت کو بہت بڑا اطمینان ہو گیا۔ ۷۵۴ھ ۱۳۵۳ء مین فیروز شاہ رائے گورکھپور اور اسکے اطراف کے راجاؤن کو مطیع کرتا ہوا لکھنوتی پہونچا یہان حاجی الیاس اپنے آپ کو شمس الدین شاہ کے لقب سے ملقب کر کے سلطنت کر رہا تھا۔ بادشاہ اور حاجی الیاس مین کئی لڑائیان ہوئین اور حاجی الیاس کا شاہی سامان چتر و علم۔ اور دار السلطنت فیروز شاہ کے قبضے مین آئے۔ حاجی الیاس بھاگ کے قلعہ اکدالہ مین پناہ گزین ہوا۔ فیروز شاہ نے اُس قلعہ کے فتح کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ وہان کے شریف مسلمانون کی عورتون نے برہنہ سر سامنے آکے فریاد کی۔ اور اُس نے قلعہ کے فتح کرنے کا خیال چھوڑ دیا۔ ارکان سلطنت نے سمجھایا کہ ہاتھ مین آئے ہوئے ملک کو نہ چھوڑیے مگر اُس نے یہ جواب دیکر کہ خدا جانے

کتنی مرتبہ اِس ملک کو دہلی کے سلاطین نے فتح کیا مگر اب اُن کا کچھ بھی نشان
باقی ہی لڑائی کو ٹال دیا۔ پھر سلطان کے حکم سے مقتول بنگالیون کے سر جمع کیے
گیے جنکی تعداد ایک لاکھ اسی ہزار سے کچھ زیادہ تھی۔ فیروز شاہ اِن سرون کے
انبار کو دیکھ کر بہت رویا۔ اور واپسی کا حکم دیا۔ پھر پنڈوہ مین آکر جسے شمس الدین
نے اپنا دار السلطنت قرار دیا تھا اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اور اسکا نام فیروز آباد رکھا
اس مہم سے فراغت کرکے بادشاہ دہلی مین آیا۔ اور حصار فیروزہ کو تعمیر کیا۔ پھر
وہان پانی کی قلت دیکھ کر دو نہرین ایک جمنا سے اور دوسری ستلج سے کاٹ کر
یہان تک جاری کردین ان نہرون کے جاری ہوتے ہی پیداوار بہت بڑھ گئی۔
اور لاکھون بیگہ زمین مزروعہ ہوگئی۔ بعد ازان ۷۵۵ھ ۱۳۵۴ء مین شہر فیروز آباد بسایا۔
آخر ۷۵۶ھ ۱۳۵۵ء مین عباسی خلیفہ کا خلعت فیروز شاہ کے واسطے آیا۔ اور اُسنے اُسے
بڑی تعظیم و تکریم سے لیا۔ اور عباسی خلیفہ نے سلطنت بہمنی کی بھی سفارش
فیروز شاہ سے کی تھی۔ اِسی زمانے مین حاجی الیاس کے سفیر بہت سے
تحفے لیکر فیروز شاہ کی خدمت مین بغرض صلح حاضر ہوئے اور فیروز شاہ نے بھی
راضی ہوکر اُنھین عزت و حرمت سے رخصت کیا۔ اور یہی تاریخ ہے جب سے
دکن و بنگالہ کی دو جداگانہ سلطنتین تسلیم کی گئین۔ ۷۶۰ھ ۱۳۵۸ء مین فیروز شاہ نے
پھر لکھنوتی کا عزم کیا۔ اِس خبر کے سنتے ہی حاجی الیاس کا بیٹا سکندر شاہ جو
باپ کے مرنے پر گدی نشین ہوا تھا پھر اکدالہ مین جا چھپا۔ اور فیروز شاہ کے

پاس بہت سا نذرانہ بھیجا اور آیندہ بھیجتے رہنے کا وعدہ کیا۔ اور فیروز شاہ سکندر شاہ سے
صلح کرکے جاج نگر کو مطیع کرتا ہوا دہلی میں واپس آیا۔ ۷۶۶ھ میں فیروز شاہ نے
نگر کوٹ کو مطیع کیا اور پھر نوے ہزار سواروں کے ساتھ ٹھٹھہ کی طرف متوجہ
ہوا۔ یہاں جام اور بابنیہ نے دریائے سندھ کے دونوں جانب بہت سے
مضبوط قلعے بنا لیے تھے بمقابلہ پیش آئے۔ چنانچہ چند روز کی لڑائی میں
فیروز شاہ کے لشکر میں دانے گھاس اور غلہ کی کمی ہوئی اور لشکر بھوکوں
مرنے لگا۔ برسات بھی سر پر آگئی تھی۔ غرض فیروز شاہ نے گجرات کی جانب کوچ
کا حکم دیدیا۔ اور اہل ٹھٹھہ نے شاہی لشکر کا تعاقب کیا۔ خضر خان نے بمشکل اُنکے
حملہ کو رد کیا۔ اب شاہی لشکر میں پہلے سے زیادہ غلہ کا قحط تھا اور رہبروں نے
اُسکے لشکر کو ایسے مقام میں پہونچا دیا جہاں میٹھے پانی کا کہیں پتہ نہ تھا۔ اور آبادی کا
کیا ذکر۔ یہاں گھاس تک نہ اُگتی تھی۔ ہر لشکری اپنی جان سے مایوس کوچ پر کوچ
کرتا چلا جاتا تھا جب جینے کی بہت کم آس رہگئی تو فیروز شاہ نے سجدے میں گرکے
اور رو رو کر خداوند کریم سے دعا مانگی۔ اللہ نے اپنا فضل کیا۔ اور اُس خشک زمین پر
پانی برسا۔ لشکریوں کی جان میں جان آئی اور تھوڑے ہی دنوں بعد رستہ مل گیا۔ اور یہ تباہ
شدہ لشکر خدا خدا کرکے گجرات پہونچا۔ فیروز شاہ نے یہاں کے ناظم کو معزول کرکے
بچے کھچے لشکر کو از سر نو آراستہ کیا اور دہلی سے نیا لشکر اور غلہ وغیرہ طلب کرکے
پھر ٹھٹھہ کی طرف چلا۔ جام اور بابنیہ نے پھر مقابلہ کیا۔ مگر اب کی بار خود ٹھٹھہ

لشکر مین قحط پڑ گیا۔ کچھ شاہی لشکر عماد الملک اور ظفر خان کی سرداری مین دریائے
سندھ کے پار اتر گیا۔ اور آخرکار سید جلال الدین نے درمیان مین پڑکر صلح
کرا دی۔ بادشاہ جام اور بابنیہ کو ہمراہ لیکر دہلی مین آیا اور تھوڑے دنون کے بعد جب اہل
ٹھٹھہ نے پھر سرکشی کی تو فیروز شاہ نے جام اور بابنیہ کو چتر و علم دے کر ٹھٹھہ
کی طرف روانہ کر دیا۔ ۷۷۶ھ ۱۳۷۵ء مین فیروز شاہ کے بڑے بیٹے فتح خان نے
انتقال کیا۔ فیروز شاہ نے اپنے جیتے جی ۷۷۰ھ ۱۳۶۹ء اس شاہزادہ کو تخت پر
بٹھایا تھا اور سکہ و خطبہ بھی اُسکے نام کا کر دیا تھا۔ اُسکی سعادتمندی اور نیک بختی کی
بہت سی حکایتین مشہور ہین۔ بادشاہ کو اس صدمہ نے نیجان کر دیا۔ ۷۷۸ھ ۱۳۷۶ء مین
شمس الدین حاکم گجرات مقرر ہوا۔ مگر شاہی محاصل جمع کرکے وہ بغاوت پر آمادہ ہو گیا
اور گجرات کے عمال نے میران صدر کی مدد سے اُسکا سر کاٹ کے فیروز شاہ کے پاس
بھیج دیا۔ ۷۷۹ھ ۱۳۷۷ء مین اٹاوہ کے زمیندارون نے بغاوت پر کمر باندھی اور فیروز شاہ
نے خود جا کر انھیں تباہ و برباد کر دیا۔ ۷۸۱ھ ۱۳۷۹ء مین کٹیھر کے مقدم کھرگو نے حاکم بداؤن
سید محمد کو معہ اُسکے بھائیون کے مہمان بلا کر مار ڈالا۔ فیروز شاہ نے یہ خبر سنی تو ۷۸۲ھ ۱۳۸۰ء
مین کٹیھر پہونچا۔ اور وہان بہت کشت و خون کیا۔ کھرگو پہاڑون مین بھاگ گیا
اور پھر اسکا پتہ نہ چلا کہ کیا ہوا۔ اور فیروز شاہ نے داؤد خان کو سنبھل مین
حاکم مقرر کرکے حکم دیا کہ ہمیشہ ان سرکشون کی سرکوبی کیا کرے۔ اور خود بھی
۷۸۶ھ ۱۳۸۵ء تک سال مین ایک بار ان کی سرکوبی کو جا پہونچا۔ ۷۸۷ھ ۱۳۸۵ء مین

فیروز شاہ کا ضعف وناتوانی حد سے زیادہ بڑھ گیا۔ اور سلطنت کا کاروبار
خان جہان وزیر کرتا تھا۔ جسے ہوتے ہوتے ۷۸۹ھ ۱۳۸۷ء مین یہ ہوس
ہوئی کہ ورثائے سلطنت کو قتل کرکے خود بادشاہ بنجائے۔ اور یہ منشا اس
طرح پورا کیا کہ فیروز شاہ کو بہکا کے شاہزادہ محمد خان کے قتل کا حکم حاصل
کیا۔ محمد خان نے یہ خبر سُنی تو محل مین چھپ کے بیٹھ رہا۔ اور ایک دن
موقع پاتے ہی ڈولی مین بیٹھ کے شاہی محل مین جا پہونچا۔ شاہزادے کو
مسلح دیکھ کے عورتین سمجھین کہ فیروز شاہ کے قتل کرنے کو آیا ہے۔ غل مچایا۔ مگر
محمد خان سیدھا فیروز شاہ کے پاس گیا۔ اسکے قدمون پر گر پڑا۔ اور عرض
کیا کہ اگر اعلیٰ حضرت کو مجھے قتل کرنا ہو تو اسوقت سے بہتر کون موقع ہو سکتا
ہے۔ وزیر نے خود بادشاہ بننے کی ہوس مین حضور کو بہکا دیا ہے۔" فیروز شاہ
نے اسکی پیٹھ پر دست شفقت پھیرا اور وزیر کے قتل کا حکم صادر کیا۔ محمد خان
نے فوراً شاہی سوارون کے ساتھ جا کر وزیر کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔ خان
جہان خوب جی کھولکر لڑا۔ اور آخر کو زخمی ہو کر میوات کی طرف بھاگ گیا۔
جہان گرفتار ہو کر مارا گیا۔ اب فیروز شاہ نے محمد خان کو محمد ناصر الدین کا
کا خطاب دیکر تخت پر بٹھایا مگر وہ ایسا عیش و عشرت مین پڑا کہ چند ہی
روز مین امرائے دولت سے بگاڑ لی اور انھون نے ایک لاکھ شاہی
غلامون کو اپنا طرفدار بنا کے فیروز شاہ کو بھی اپنے بس مین کر لیا۔ کئی

لڑائیان ہوئین جن مین ناصر الدین ہی کا پلہ بھاری رہا۔ مگر آخر مین یہ لوگ فیروز
شاہ کو پالکی مین بٹھا کر لڑائی کے میدان مین لائے۔ اور شاہی لشکر نے جو
ناصر الدین کے ساتھ تھا۔ اپنے بادشاہ فیروز شاہ کو دوسری طرف دیکھا تو اسکا
ساتھ چھوڑ دیا اور ناصر الدین نے یہ نازک حالت دیکھی تو سرموڑ کے پہاڑون
کی طرف بھاگ گیا۔ ادھر غلامون نے بادشاہ سے کہہ سن کے فتح خان کے
بیٹے معروف بہ تغلق شاہ کو تخت پر بٹھا دیا۔ اس ہنگامے کو تھوڑے ہی دن گذرے
تھے کہ فیروز شاہ نے اڑتیس برس سلطنت کرکے ۱۳ رمضان المبارک سنہ ۷۹۰ھ
کو نوے برس کی عمر مین انتقال کیا۔ یہ بادشاہ فاضل، عادل، کریم، رحیم، حلیم،
علما پرور اور رعایا نواز تھا۔ کسی شخص کو اس کے عہد مین ظلم کا یارا نہ تھا۔ شیر
اور بکری ایک گھاٹ پانی پیتے تھے۔ غلامون کے جمع کرنیکا اسے خاص
شوق تھا جن کو طرح طرح کے علوم و فنون سے آراستہ کرتا۔ چنانچہ منجملہ ایک لاکھ
اسی ہزار غلامونکے بارہ ہزار غلام اہل حرفہ مین سے تھے بیکار آدمیون کو
کام مین لگانے کے واسطے اُس نے چھتیس مختلف کارخانے کھول رکھے تھے۔
جن مین طرح طرح کے کام ہوتے اور بیکار آدمی اُن مین کام کرکے روزی کماتے
اس نے ایک خیراتی فنڈ بھی قائم کیا تھا جسکا کام یہ تھا کہ غریب لوگون کی
لڑکیان جو جوان ہو جائین اور بہ سبب ناداری و مفلسی کے اُن کا نکاح نہو سکتا
ہو اُن کا عقد مناسب خرچ دیکر کرا دیا جائے۔ ایک شفاخانہ بھی قائم کیا تھا

جسمین غریب مسافرون اور شہر کے آدمیون کو مفت دوا اور غذا ملتی تھی۔ قحط اس بادشاہ کے زمانہ مین کبھی پڑا ہی نہین۔ ارزانی کا یہ حال تھا کہ لوگ سلطان علاءالدین کے وقت کی ارزانی کو بھول گئے تھے۔ سنگین سزائین دینا اس نے موقوف کر دیا۔ ایسے محاصل سے جو شرعاً نا جائز تھے دست بردار ہو کر دوسرے محاصل جو مستحسن شرعاً تھے جب انکا اجرا اس طرح ہر کہ ومہ پر آشکارا کر دیا کہ وصول کرنے والون کو دست تصرف دراز کرنے کا موقع نہ ملتا۔ جن بادشاہون کے نام محمد تغلق نے خطبے سے نکال ڈالے تھے اُن کے نام اُس نے پھر درست سکون مین درج کر لیے۔ رفاہ عام کے جسقدر کام اِس بادشاہ نے کیے کسی بادشاہ کو کرنا نہ نصیب ہوئے تھے۔ بارہ سو جدید شاہی باغ نصب کرانے اور پرانے باغون کو بھی سرسبز و شاداب کر دیا۔ آب پاشی کی غرض سے مختلف دریاؤن سے بہت سی نہرین نکالین اِسکی بنوائی ہوئی سب سے بڑی اور مشہور نہر وہ ہے جو جمنا مین سے اُس جگہ کاٹ کر نکالی گئی ہے جہان وہ پہاڑون سے علیحدہ ہوئی ہے اور وہ نہر کرنال اور ہانسی و حصار کی سرزمین کو سیراب کرتی ہوئی ستلج مین جا گرتی ہے۔ دوسری عمارتون کی مختصر فہرست یہ ہے۔ چالیس مسجدین تیس مدرسے ایک سو مہمان سرائین۔ تیس تالاب۔ سو شفا خانے۔ ڈیڑھ سو پل۔ ایک سو پچاس حمام اور کنوئین۔ ان کے علاوہ اور بہت سی

عمارتین شہر کی زیب و زینت کے واسطے بنوائین جو حسب ذیل ہین:- کوشک فیروز شاہ یا کوٹلہ فیروز شاہ ۷۵۵ھ ۱۳۵۴ء مین تعمیر ہوا جسمین تین سرنگین مختلف اطراف مین ایسی وسیع بنوائی تھین کہ بادشاہ مع اپنے محل کی عورتون کے سواریون پر بیٹھ کے چلا جاتا تھا۔ راجہ اشوکا کی مشہور لاٹھ موضع نوہرہ ضلع خضرآباد سے لاکر اس کوشک مین قائم کی تھی۔ دوسری عمارت کوشک جہان نما یا کوشک شکار ہے۔ کوٹلہ فیروز شاہ کی ایک سرنگ اس عمارت تک گئی تھی اور راجہ اشوکا کی دوسری لاٹھ نواح میرٹھ سے لاکر اس کوشک مین کھڑی کی تھی۔ یہ کوشک اب بالکل مسمار ہے۔ تیسری یادگار جامع مسجد فیروزی ہے۔ جو ۷۵۵ھ ۱۳۵۴ء مین تیار ہوئی۔ اس مسجد کے ہشت پہل گنبد پر اُس نے اپنی تصنیف شدہ تاریخ فیروز شاہی کا خلاصہ لکھوایا تھا مگر اُس گنبد کا اب پتہ نہین۔ اسکے علاوہ کوشک انور یا حدیان بولی بھٹیاری کا محل۔ کالی مسجد کوٹلہ نظام الدین۔ درگاہ حضرت روشن چراغ دہلی وغیرہ اسکی مشہور عمارتین ہین۔ شہر جونپور بھی اسی بادشاہ کا آباد کیا ہوا ہے طاس گھڑیال اسی بادشاہ کی ایجاد ہے۔ سکے بھی اس بادشاہ نے بہت طرح کے چلائے۔ اس عہد سے پہلے جیتل سے کم کوئی سکہ نہ تھا۔ اس نے رعایا کی تکلیف کا خیال کرکے نصف جیتل (آدھا) اور پاؤ جیتل (بیکھ) کے سکے جاری اسکے سکے کی ایک جانب خلیفۃ المومنین من اللہ ۷۵۱ھ اور دوسری

جانب فیروز شاہ سلطانی ضرب فی دہلی" مرقوم ہے اور بعض سکون پر فیروز شاہ و فتح شاہ دونون نام لکھے ہین۔ اس کا مقبرہ حوض خاص کے کنارے ہے جسے ناصرالدین محمد شاہ نے ۷۹۲ھ ۱۳۸۹ء مین چونے اور پتھر سے بنوایا تھا۔

[illegible]

(۵) شاہزادہ فتح خان بن فیروز شاہ۔ فیروز شاہ نے اپنی حیات مین اس شاہزادہ کو ۷۵۶ھ ۱۳۵۵ء مین تخت پر بٹھایا اور سکہ و خطبہ اس کے نام کا جاری کیا۔ اس شاہزادے کی یہ حالت تھی کہ باوجود کمسنی کے لہو و لعب مین نہ پڑتا اور دن رات پڑھنے لکھنے مین مصروف رہتا۔ اسکے عدل و انصاف کے بھی بہت سے قصے مشہور ہین۔ چنانچہ ایک روز کا ذکر ہے کہ اس پر نیند کا غلبہ ہوا اور استراحت کے لیے مکتب سے محل کی راہ لی۔ راستے مین ایک بڑھیا نے فریاد کی کہ میرا شوھر اور بیٹا بغرض تجارت شاہی لشکر کی طرف آرہے تھے۔ راستہ مین ڈاکون نے اُن کو لوٹ لیا اور جب وہ تباہی کے مارے شاہی لشکر مین پہونچے تو لشکر والون نے اُن کو جاسوسی کا مجرم سمجھکر گرفتار کر لیا۔ حضور میری دادرسی فرمائین۔ شاہزادے نے قاعدے کے مطابق اُس سے دو گواہ عادل مانگے۔ اُس نے عرض کیا کہ گواہ تو بہت ہین مگر ان کی حاضری مین دیر ہوگی۔ اور مجھے اندیشہ ہے کہ شاید دوبارہ حضور تک نہ پہونچ سکون۔

شاہزادے نے سنکر جواب دیا کہ جب تک تیرے گواہ نہ آجائین گے مین اسی جگہہ کھڑا رہون گا۔ جا اور گواہون کو لے آ۔ بڑھیا کے جانیکے بعد مصاحبون نے عرض کیا کہ جب تک بڑھیا گواہون کو لیکے آئے حضور کو دھوپ مین کھڑے کھڑے تکلیف ہوگی۔ یہان سے نزدیک کسی سایہ دار درخت کے نیچے تشریف لے چلیے۔ شاہزادے نے جواب دیا کہ "مین نے تو اس غریب سے اسی جگہہ کھڑے رہنے کا وعدہ کیا ہے دوسری جگہ کیسے جاسکتا ہون"۔ بڑھیا بڑی دیر مین گواہون کو لے کر آئی اور شاہزادے نے اسی جگہہ کھڑے کھڑے انکی شہادت لی اور جب گواہون کے بیان سے بڑھیا اپنے دعوی مین سچی ثابت ہوئی تو فوراً اُس کو لے کر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ بادشاہ خواب استراحت مین تھا۔ فتح خان بادشاہ کے بیدار ہونے تک دیوان خانہ مین بیٹھا رہا۔ اور جیسے ہی بادشاہ بیدار ہوا اُس کی خدمت مین حاضر ہوکر کل واقعہ عرض کیا۔ اور بڑھیا کے شوہر اور بیٹے کو جب قید سے آزاد کرلیا تو اپنے محل مین گیا اور چاشت کا کھانا عصر کے وقت تناول فرمایا۔ اس نیک شاہزادے نے ۷۷۶ھ مین انتقال کیا۔ اس کے سکے پر ایک جانب "فتح خان فیروز خلد اللہ ظلالہ و جلالہ" اور دوسری جانب "فی زمن الامام امیر المومنین ابو الفتح المعتضد باللہ خلد خلافتہ" تحریر تھا۔

۱۳۸۸ء

(۶) ناصر الدین محمد شاہ بن فیروز شاہ ۷۸۹ھ ۱۳۸۷ء مین فیروز شاہ نے اپنے اِس دوسرے فرزند معروف بہ محمد خان کو محمد ناصر الدین شاہ کا خطاب دیکر اپنے جیتے جی تخت پر بٹھایا اور سکہ و خطبہ اسکے نام کا جاری کیا۔ مگر اُس نے عیش و عشرت مین پڑکر چند ہی دن مین اُمرائے دولت کو اپنے خلاف کرلیا۔ چنانچہ اُمرا نے شاہی غلامون کو اپنا طرفدار بناکے اسے شکست دی اور وہ سرمور کے پہاڑون مین بھاگ گیا۔ اُسکے سکے پر مندرجہ ذیل عبارت منقوش تھی "محمد شاہ فیروز شاہ سلطانی ابو عبد اللہ خلدت خلافتہ ضرب بحضرت دہلی ۷۸۹ھ"

۷۹۱ھ ۱۳۸۹ء

(۷) سلطان غیاث الدین تغلق شاہ ثانی بن فتح خان بن سلطان فیروز شاہ ۷۹۰ھ ۱۳۸۸ء مین اس نے تخت سلطنت پر فیروز آباد کے قصر مین جلوس کیا اور ناصر الدین کی سرکوبی کے واسطے ایک بڑا لشکر ملک تاج الدین وزیر و بہادر ناہر کی سرداری مین روانہ کیا۔ ناصر الدین اِس لشکر سے شکست کھاتا اور اِدھر اُدھر بھاگتا ہوا نگرکوٹ کے مستحکم قلعہ مین پناہ گزین ہوگیا اور اِس قلعہ کی مضبوطی و پائیداری دیکھکر لشکر شاہی دہلی مین واپس چلا آیا اِدھر غیاث الدین نے عیش و عشرت مین پڑکر اپنے اعزا کو ستانا شروع کیا۔ یہ حالت دیکھکر اُسکے چچیرے بھائی ابوبکر نے رکن الدین نائب وزیر اور شاہی غلامون کو اپنا ہمخیال

بناکے امیر الامرا ملک مبارک کبیری کو قتل کر ڈالا۔ اور غیاث الدین اسکی خبر سنتے ہی چور دروازہ سے نکلکر مع تاج الدین وزیر کے جمنا کی طرف بھاگا۔ مگر رکن الدین نے تعاقب کرکے ۲۱ صفر ۷۹۱ھ / ۱۹ فروری ۱۳۸۹ء کو اُسکو مع وزیر کے پکڑ کے قتل کر ڈالا۔ چنانچہ اُسکی سلطنت کی مدت صرف پانچ ماہ اٹھارہ یوم تھی۔ اُسکے سکے پر "السلطان تغلق شاہ سلطانی ضرب بحضرت دہلی" اور دوسری جانب "نائب امیر المومنین" منقوش تھا۔

(۸) سلطان ابوبکر شاہ بن ظفر خان بن سلطان فیروز شاہ ۷۹۱ تا ۷۹۲ھ / ۱۳۸۹ تا ۱۳۹۰ء۔ یہ بادشاہ بندگان فیروز شاہی کی امداد سے فیروز آباد مین تخت نشین ہوا۔ اور رکن الدین کے ہاتھ مین وزارت کی باگ آئی۔ مگر اُس نے خود بادشاہ بننا چاہا ابوبکر شاہ کو یہ حال معلوم ہوا تو قبل اسکے کہ کوئی فساد اُٹھے رکن الدین کو مع ان شاہی غلامون کے جو اسکے طرفدار تھے پکڑ کے قتل کر ڈالا۔ اب سمانہ کے امیران صدہ نے اپنے حاکم کو جو ابوبکر شاہ کا ہوا خواہ تھا قتل کرکے ۷۹۱ھ / ۱۳۸۹ء مین محمد شاہ ناصر الدین کو دوبارہ تخت پر بٹھایا۔ اور پچاس ہزار کا لشکر جمع کرکے فیروز آباد پر چڑھ آئے۔ ابوبکر شاہ اور بہادر ناہر نے اِس لشکر کو شکست دی۔ ناصر الدین محمد بھاگ کر گنگا کے کنارے جلیسر مین مقیم ہوا۔ وہان بہت سے امرا اور والیان ملک اُس سے آملے۔ اور سب نے ملکر پھر دہلی پر چڑھائی کی مگر ابوبکر سے پھر

شکست کھائی اور جلیسر کو واپس گئے۔ مسلمانوں کی اس باہمی لڑائی سے ہندوؤں نے فائدہ اُٹھایا اور جزیہ و خراج دینا موقوف کر دیا۔ اسی اثنا میں ناصر الدین محمد نے فیروز شاہ کے غلاموں کے قتل کا حکم دیا۔ اور ہزاروں غلام بیگناہ قتل ہوئے ۷۹۲ھ میں ہمایون شاہ پسر ناصر الدین محمد ایک لشکر مرتب کر کے پانی پت کے میدان میں خیمہ زن ہوا مگر ابوبکر شاہ کی طرف سے ملک شاہین عماد الملک نے پہونچکر اس لشکر کو زیر و زبر کر دیا اور اب خود ابوبکر شاہ ناصر الدین محمد شاہ کے استیصال کے واسطے ایک بڑے لشکر کو اپنے ہمراہ لے کر جلیسر کی طرف چلا۔ ابھی یہ دہلی سے بیس ہی کوس پر خیمہ زن تھا کہ ناصر الدین محمد نے چار ہزار سواروں کے ساتھ دہلی کی راہ لی۔ اور محافظوں سے لڑ بھڑ کر دہلی میں گھس پڑا۔ ابوبکر نے یہ خبر سنی تو فوراً دہلی کی طرف واپس ہوا۔ ناصر الدین محمد نے جو اُس کے آنے کا حال سُنا تو چور دروازہ سے بھاگ کر جلیسر چل دیا۔ اور اس کے ساتھی جو نہ بھاگ سکے ابوبکر کے ہاتھ میں گرفتار ہوئے جنمین سے بعض قتل ہوئے اور بعض قید کیے گئے۔ اب فیروز شاہ کے غلاموں نے ناصر الدین محمد سے سازش کر کے ابوبکر کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اور ابوبکر اپنے معتمد علیہ لوگوں کے ساتھ دہلی کو چھوڑ کر بہادر ناہر کے کوٹلہ میں چلا گیا جو میوات کے علاقہ میں تھا۔ اہل دہلی نے اس واقعہ کی ناصر الدین محمد شاہ کو

اطلاع دی۔ اور اُس نے فوراً دہلی آکر ۱۹ ر رمضان المبارک ۷۹۲ھ ۱۳۹۰ء کو فیروز آباد کے کوشک مین تاج شاہی سر پر رکھا۔ اور ابوبکر فقط ایک سال چھ ماہ بادشاہ رہا۔ ابوبکر شاہ کے سکے مندرجہ ذیل تھے۔ (۱) ابوبکر شاہ بن ظفر بن فیروز شاہ سلطانی اور دوسری جانب "الخلیفۃ ابو عبداللہ خلدت خلافۃ" (۲) اول طرف "ابوبکر شاہ ظفر بن فیروز شاہ سلطانی" اور دوسری جانب "نائب امیر المومنین خلدت خلافۃ ۷۹۲ھ" (۳) ابوبکر شاہ ظفر بن فیروز شاہ سلطانی نائب امیر المومنین ۷۹۳ھ"

(۹) ناصر الدین محمد شاہ بن سلطان فیروز شاہ بار دوم۔ تخت پر بیٹھتے ہی اس نے اسلام خان نومسلم کو وزیر سلطنت کیا اور اُسکی قوت سے غلامان فیروز شاہی کا استیصال کرکے اسلام خان اور شاہزادہ ہمایون کو مع ایک لشکر کے میوات پر روانہ کیا۔ اسلام خان نے ایک ہی حملے مین بہادر ناہر کو شکست دیدی۔ اور بہادر ناہر اور ابوبکر دونون ناصر الدین محمد شاہ کی خدمت مین حاضر ہوگئے۔ اُس نے بہادر ناہر کو خلعت سے سرفراز کرکے اُس کا علاقہ اُسے بخشا۔ اور ابوبکر کو میرٹھ کے قلعہ مین قید کردیا۔ جہان قید ہی مین اُس نے ۷۹۲ھ ۱۳۹۰ء مین انتقال کیا۔ بعض مورخون کا بیان ہے کہ بہادر ناہر نے شکست کے بعد ابوبکر کو گرفتار کرکے ناصر الدین محمد شاہ کے حوالے کردیا۔ ۷۹۴ھ ۱۳۹۲ء مین گجرات کے حاکم فرحۃ الملک نے بغاوت کی۔ محمد

۷۹۲ھ ۱۳۹۰ء

محمد شاہ نے ظفر خان کو خلعت خاص و بارگاہ سرخ جو بادشاہون کے واسطے مخصوص تھی مرحمت فرما کر گجرات کی حکومت عطا کی۔ اسی سال ناہر سنگھ اور دیگر راٹھور راجپوتون نے بھی بغاوت کی۔ مگر اسلام خان اور نیز خود محمد شاہ نے موقع پر پہونچکر انھین شکست دی ۷۹۵ھ ۱۳۹۳ء مین میوات کو تاخت و تاراج کیا اور جلیسر پہونچکر بیمار پڑ گیا۔ اس بیماری کی حالت مین بہادر ناہر نے دہلی کے اطراف مین لوٹ مار مچا دی۔ محمد شاہ باوجود ضعف و نقاہت کے میوات مین آیا اور بہادر ناہر کو شکست دیکر پنا چھر کی طرف بھگا دیا ۷۹۶ھ ۱۳۹۴ء مین شاہزادہ ہمایون کو حکم دیا کہ شیخا گھکر جس نے لاہور مین بغاوت پھیلائی ہے اسکی سرکوبی کرے۔ مگر شاہزادہ دہلی سے باہر نہ نکلا تھا کہ محمد شاہ نے جلیسر مین انتقال کیا۔ لاش دہلی مین آئی اور فیروز شاہ کے مقبرے مین دفن ہوئی۔ اس بادشاہ نے چھ سال سات ماہ سلطنت کی۔ قلعہ محمد آباد اس کی یادگار ہے جو اس نے جلیسر مین ۷۹۴ھ ۱۳۹۲ء مین بنوایا۔ اسکے سکے پر "السلطان الاعظم ابو المحامد محمد شاہ فیروز شاہ سلطانی فی زمن الامام امیر المومنین خلدت خلافتہ ۷۹۳ھ منقوش تھا۔

۹۶ھ ۱۳۹۴ء (۱۵) علاء الدین سکندر شاہ بن ناصر الدین محمد شاہ۔ شاہزادہ ہمایون باپ کے مرنے کے تیسرے دن فیروز آباد مین تخت پر بیٹھا مگر چند ہی روز بعد بیمار ہوا۔ اور ڈیڑھ مہینہ ماہ سلطنت کر کے مر گیا۔ اور حوض

خاص مین دفن ہوا۔ اسکے سکے پر ایک جانب "سکندر شاہ محمد شاہ سلطانی" اور دوسری
طرف "الخلیفۃ ابو عبداللہ خلدت خلافتہ" مرقوم تھا۔

۷۹۶ھ
۱۳۹۴ء

(۱۱) ناصر الدین محمود شاہ بن محمد شاہ۔ سکندر شاہ کی وفات کے بعد
پندرہ دن تک کشمکش رہی۔ اور آخر سب اُمرا نے اتفاق کرکے شاہزادہ
محمود شاہ کو جو محمد شاہ کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا تخت پر بٹھایا۔ مگر اب
سلطنت کا رعب بالکل اُٹھ گیا تھا۔ اُمرا خودسر تھے۔ اور ہر طرف فتنہ و فساد
برپا تھا۔ محمود شاہ مین کمسنی کے باعث اُس غیر منتظم سلطنت کے سنبھالنے کی طاقت
نہ تھی۔ تاہم اُس نے خواجہ جہان وزیر سلطنت کو بیس زنجیر فیل اور بہت
بڑے لشکر کے ساتھ قنوج اور بہار کا فساد مٹانے کے واسطے روانہ کیا
خواجہ جہان نے اٹاوہ و قنوج و جونپور وغیرہ کو مطیع کرکے اودھ کے علاقہ
کو بھی فرمان بردار بنا لیا۔ اور جونپور مین طرح اقامت ڈال دی۔ لکھنوتی
اور جاج نگر کے حکمرانون سے دہلی کا مقررہ خراج اور ہاتھی وغیرہ جو کئی
سال سے باقی تھے وصول کیے۔ اسی طرح محمود شاہ نے سارنگ خان کو
جو دیپال پور کا حاکم تھا شیخا کھکر کا فساد مٹانے کو ملتان روانہ کیا۔ اس نے
شیخا کھکر کو شکست دیکر لاہور و ملتان وغیرہ کا انتظام کیا۔ بعد ازان
محمود شاہ نے دہلی کو مقرب الملک کے سپرد کیا اور خود بہ غرض تفریح
گوالیار و بیانہ کی راہ لی۔ یہان اُسکے پیچھے باہمی نزاع شروع ہوئی۔

اور سعادت خان نے جسکا پلہ بھاری تھا مبارک خان اور علاء الدین کو مار ڈالا ایک اور امیر
ملو خان اسکے نیچے سے نکلکر مقرب الملک کے پاس بھاگ گیا محمود شاہ بھی اس فساد کے بعد دہلی واپس آیا
مقرب الملک نے دہلی کی آمد سنکر استقبال کے واسطے شہر سے باہر نکلا۔ مگر بادشاہ کو اپنے سے
رکا دیکھا تو کچھ حیلہ حوالہ کرکے دہلی مین واپس گیا۔ اور قلعہ بند ہو گیا۔ سعادت
خان کی ترغیب سے محمود شاہ تقریباً تین مہینے تک روز دہلی پر حملہ کرتا رہا۔ اور
جب اس مین کامیابی نہ ہوئی تو سعادت خان سے چھپکر محرم ۷۹۷ھ ۱۳۹۴ع
مین مقرب الملک کے پاس دہلی چلا گیا۔ بادشاہ کے آتے ہی مقرب الملک
نے دہلی کی خلقت کو جمع کیا اور شہر پناہ سے نکلکر سعادت خان پر حملہ
کر دیا۔ مگر شکست کھاکر پھر قلعہ بند ہو گیا۔ سعادت خان برسات کی
وجہ سے میدان سے ہٹ کر فیروز آباد مین مقیم ہوا۔ اور اپنے ساتھیون
سے مشورہ کرکے نصرت خان بن فتح خان بن فیروز شاہ کو میوات سے
بلوا کے ربیع الاول ۷۹۷ھ ۱۳۹۴ع مین بادشاہ بنایا۔ اور مہمات سلطنت کو خود
انجام دینے لگا۔ یہ بات دیگر امرا کو ناگوار گذری۔ سعادت خان سے
خلاف ہو گئے۔ اور ایک دن موقعہ پاکر اس پر چڑھ دوڑے سعادت
خان غافل تھا موت کو سر پر دیکھ کر بھاگا اور دہلی کے اندر مقرب الملک
کے پاس جاکے پناہ لی اور اس نے چند روز کے اندر اس کا کام تمام کر دیا۔
امرائے فیروز آباد نے نصرت شاہ سے پھر تجدید بیعت کی اور دو آبہ کا

علاقہ سنبھل و پانی پت و رہتک وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔ محمود شاہ کے قبضے مین فقط سیری کا قلعہ اور دہلی باقی رہ گئے۔ پرانی دہلی پر بہادر ناہر کا تصرف تھا۔ محمود شاہ اور نصرت شاہ سے روزانہ لڑائی ہوتی اور کبھی یہ غالب ہوتا اور کبھی وہ۔ اِن لڑائیون نے تین سال تک طول کھینچا۔ ۸۰۰ھ ۱۳۹۸ء مین ملوخان عرف اقبال خان عہد و پیمان کر کے نصرت شاہ سے مل گیا۔ اور پھر بدعہدی کر کے جملہ لوازم شاہی کو اپنے قبضے مین کر کے فیروز آباد پر بھی قابض ہو گیا۔ نصرت شاہ نے یہ حالت دیکھی تو اپنے وزیر تاتار خان کے پاس پانی پت مین بھاگ گیا۔ اور اقبال خان نے سیری مین آکر اپنے مربی مقرب الملک کو نہایت ہی بیدردی سے قتل کر ڈالا۔ اور پانی پت پہونچکر تاتار خان کو بھی شکست دے کے سلطنت کے تمام امور کو خود انجام دینے لگا۔ ان آپس کی لڑائیون سے تمام امرا و ملوک مین سے ہر ایک اپنی ولایت کا خود سر حاکم بن گیا۔ اور اپنا علاقہ وسیع کرنے کی غرض سے ایک دوسرے سے لڑنے لگا ہندوستان مین یہی جھگڑے بپا تھے ناگہان خبر آئی کہ امیر تیمور بلائے بے درمان کی طرح ہندوستان کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اور اُسکا پوتا دریائے سندھ کو عبور کر کے ملتان پر حملہ آور ہو گیا۔

۸۰۰ھ ۱۳۹۸ء

(۴۳) امیر تیمور صاحبقران بن امیر طراغان چغتائی۔ ۷۳۶ھ ۱۳۳۵ء مین علاقہ سبزوار کے قصبہ کش مین پیدا ہوا۔ اِس کا باپ صوبہ ہائے کش و نخشب کا

حکمران تھا۔ تیمور ۷۵۶ھ (۱۳۵۶ع) مین سیستان کی جنگ مین زخمی ہوکر لنگڑا ہوگیا
اور اسی وقت سے اُس کا لقب تیمور لنگ قرار پایا۔ ۷۶۵ھ (۱۳۶۳ع) مین
سمرقند فتح کرکے اُس نے اپنا دارالسلطنت بنایا۔ بعد ازان ایران وغیرہ کی
مختلف لڑائیون مین کامیاب ہوکر اپنے پوتے پیر محمد کو ہندوستان کی
تسخیر کے لیے روانہ کیا۔ جس نے سندھ سے اُترتے ہی ملتان کا محاصرہ کرلیا چونکہ
تیمور کا ارادہ چین کے فتح کرنے کا تھا۔ مگر یکبارگی یہ ارادہ فسخ کرکے ۸۰۰ھ (۱۳۹۸ع)
مین ہندوستان کے قصد سے دریائے جیحون کو عبور کرکے ہندوکش سے گذرتا
اور سیاہ پوشون کو لوٹتا مارتا کابل مین آگیا۔ یہان پہونچتے ہی مفتوحہ
علاقون کے راستون پر پہرے چوکی کا مستحکم انتظام کرکے درۂ خیبر کے راستہ
دریائے سندھ کے کنارے پر پہونچا۔ اور کشتیون کا پل بندھا کے ۱۲ ر
محرم الحرام ۸۰۱ھ (۱۳۹۸ع) کو اس پار اترا اور شہاب الدین مبارک تمیمی پر جو دریا
کنارے کے علاقہ کا حاکم تھا حملہ کرکے اُسے شکست دے دی پھر چناب
اور جہلم کے مقام پر کشتیون کا پل بندھوا کر اس پار آیا اور تلمبا کو برباد
کرکے شیخا گھکر کے بھائی نصرت سے مقابلے پر پہونچا۔ نصرت
زخمی ہوکر بھاگ کھڑا ہوا۔ اور تیمور نے دریائے بیاس کو عبور کرکے پڑاؤ
ڈال دیا۔ یہان اُسکا پوتا پیر محمد جسے ہندوستانیون نے ملتان مین محصور
کرلیا تھا اُس سے آکر ملا۔ اب تیمور نے اپنی فوجین مختلف اطراف مین پھیلا دین

اور خود اجودھن ہوتا ہوا بھٹنیر پہونچا وہاں کے راجہ نے اطاعت قبول کر لی۔ مگر متمردان قلعہ نے پیشکش دینے میں حجت کی اور اس جھگڑے میں وہاں قتل عام ہوا۔ اور قلعہ مسمار ہو گیا۔ پھر تیمور قلعہ فیروزہ کے راستے سے فتح آباد اور سرستی کو فتح کر کے جاٹوں کو مغلوب کرتا ہوا دہلی کے سامنے آپہونچا اور جہان نما میں جو دہلی سے پانچ میل ہے قیام کر کے اپنی اس فوج کو جو ادہر ادھر پھیلی ہوئی تھی اکٹھا کر لیا۔ اس درمیان میں ملوخان نے دہلی سے نکل کر حملہ کیا مگر شکست کھا کے پھر دہلی بھاگ آیا۔ اس حملے کے وقت اُن ہندوستانی قیدیوں سے جو تیمور کی قید میں تھے خوشی کا اظہار دیکھ کر امرا نے تیمور سے یہ حال بیان کیا۔ اور اس نے سرداروں سے مشورہ کر کے ان سب قیدیوں کو جن کی عمریں پندرہ سال سے زائد تھیں قتل کرا ڈالا۔ اور ۶ ربیع الثانی ۸۰۱ھ کو دہلی کی طرف بڑھا۔ شاہی لشکر نے اپنے حوصلے کے مطابق مقابلہ کیا۔ مگر مغلوں نے ایک ہی حملے میں سارے لشکر کو تہس نہس کر دیا۔ ملوخان اور سلطان محمود شاہ بھاگ کر دہلی میں آ گئے تو دروازے بند کر کے بیٹھ رہے مگر رات کا پردہ پڑتے ہی محمود شاہ گجرات کو اور ملوخان بلند شہر کی طرف بھاگ گئے تیمور نے شہر کے باہر قیام کیا اور ملوخان و محمود شاہ کے عقب میں آدمی روانہ کئے۔ جو ناکام واپس آئے۔ اب تیمور نے شہر کے باہر عید گاہ میں جشن منایا

اور تکمیل معاہدے کے بعد امراے دہلی نے نذریں پیش کیں جمعہ کے دن شہر کی جامع مسجد میں تیمور کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ اور پہلے بادشاہوں کے نام خطبہ سے خارج کر دیے گئے اس کے بعد تیمور نے پنج روزہ عیش و طرب کا حکم دیا۔ مگر انھیں عیش و عشرت کے پانچ دنوں کے درمیان میں بہت سے مغل روپیہ وصول کرنے کو شہر میں گھسے۔ اور لوٹ کھسوٹ مچا دی شہر والوں نے روکنا چاہا تو وہ لوگ خونریزی پر آمادہ ہو گئے۔ استنے لوگوں کو قتل کیا کہ کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ تیمور کی فوج جو باہر پڑی ہوئی تھی اس کے جو یہ حال سنا تو دروازے توڑ کر شہر کے اندر گھس پڑی اور اہل شہر کا قتل عام شروع ہو گیا۔ یہ قتل عام مسلسل چار پانچ روز تک رہا۔ سارا شہر مغلوں نے لوٹ لیا۔ لاکھوں عورتوں اور بچوں کو لونڈی غلام بنا لیا۔ تیمور کہتا ہے کہ یہ قتل غارت میری رضی کے خلاف ہوا۔ میں چاہتا تھا کہ اس شہر پر کوئی بلا نہ نازل ہو۔ مگر مشیت ایزدی یہی تھی" تیمور پندرہ روز تک دہلی میں اپنا ڈنکا بجا کر فیروز آباد گیا۔ یہاں بہادر ناہر نے دو سفید طوطے پیش کیے۔ اور خضر خان نے بھی یہیں حاضر ہو کر باریابی حاصل کی۔ یہاں سے تیمور میرٹھ گیا اور اس کے مضبوط قلعہ کو زمین دوز کر کے ہردوار پہونچا اور کئی لڑائیاں لڑ کر ہمالیہ کے کوہستانی علاقہ کو تاخت و تاراج کرتا ہوا

نواح جموں سے گذرا وہان کا راے شکست کھا کر مسلمان ہو گیا۔ اور ملک سکندر شاہ بادشاہ کشمیر نے بھی یہیں حاضر ہو کر نذر پیش کی اس کے بعد شیخا گکھر کو شکست دے کر اس کا علاقہ ملتان و دیبالپور و لاہور خضر خان کے حوالے کیا جو اس کے ہمراہ تھا اور ۲ رجب ۸۰۱ھ/۱۳۹۹ء کو دریاے سندھ پر پہونچا وہان سے کشتیون کا پل بنوا کے اترا۔ اور بنوں کے راستے سے سمرقند کی راہ لی۔ مگر ہندوستان کو اس حال میں چھوڑ گیا کہ کوئی حکومت کرنے والا نہ تھا۔ تیمور نے بعد فتوحات بسیار ۱۷ شعبان ۸۰۷ھ/۱۴۰۵ء کو بہتر سال کی عمر میں انتقال کیا اور شاہزادہ محمد سلطان کی خانقاہ میں جو سمرقند میں دفن ہوا اس کے سکے پر ایک طرف اسکا نام اور دوسری طرف کلمہ شریف منقوش تھا۔

مولانا بہاء الدین جامیؒ نے اسکی وفات کی مندرجہ ذیل تاریخ نظم کی

رباعی

سلطان تمر آنکہ چرخ را دل خون کرد ‌‌ ‌ در خون عدو روے زمین گلگون کرد
در ہفدہ شعبان سوے علیین تاخت ‌ ‌ ‌ فی الحال ز رضوان سر و پا بیرون کرد

(ختم ہوا حصہ دوم)

سرمہ مقوی بصر

آنکھون کی بینائی بڑھانے میں بے نظیر ہے مطالعہ کرنے والے اصحاب کو بیحد مفید ثابت ہوا ہے اس کا دائمی استعمال دھند جالا اور آنکھون سے پانی بہنے کو موقوف کرتا ہے۔
قیمت فی تولہ (عہ)

مسی ... پیسوار

لب لعلین کو گل سوسن بنا ... [illegible]
قیمت فی تولہ ۲

سر مین لگانیکے خوشبودار تیل

گو کہ انگریزی مذاق کے نئے نئے تیل ایجاد ہوگئے ہیں لیکن انصاف یہ ہے کہ دماغ کو جیسی تقویت اُن پرانے تیلون سے ہوتی ہے اور جیسی پائداری ان کی خوشبو میں ہے ان جدید تیلون کو نہیں نصیب لیکن تلی اور پھول اس قدر گران ہوگئے ہیں کہ اب ایک روپیہ سیر والے تیلوں میں ہرگز وہ خوبیان نہیں ہوسکتیں جن کے شوق میں لوگ دور دور سے منگواتے تھے ہم اپنے دوستون کو مشورہ دیتے ہیں کہ عہ سیر سے کم قیمت کا تیل نہ منگوائیں۔ روغنون کی فرمائش بھیجتے وقت کم چہارم رقم پیشگی ضرور روانہ کیجائے ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف

روغن بیلا	فی سیر	عہ	روغن چنبیلی	فی سیر	سے
"	"	۸ر معہ	"	"	۸ر عہ للعہ
" گدو	"	۸ر عہ	" کاہو	"	۸ر عہ
" حنا	"	سے	" کیوڑا	"	سے
"	"	للعہ	"	"	۸ر للعہ
"	"	۸ر عاہ	"	"	۸ر عاہ
" بادام	"	عہ	" آملہ	"	عہ

نمک سلیمانی

اس کی ایک چٹکی کا روزانہ استعمال جملہ بیماریون سے بچاتا ہے اور امراض معدہ خصوصاً کمی اشتہا کھٹی ڈکارون وغیرہ کا آنا غذا کو پورے طور سے ہضم نہونا۔ اسہال پیچش دائمی قبض ریاحی درد وغیرہ میں بیحد مفید ثابت ہوا ہے آپ اسکا استعمال فرما کر آزمائیے قیمت فی شیشی جس میں آدھ پاؤ نمک ہوتا ہے (۱۲ر)

منجن خوشبودار

یہ ایک نہایت ہی اعلی درجے کا اور مختلف طبی اجزا سے مرکب کیا ہوا پوڈر ہے جس کا استعمال دانتون کو مثل موتیوں کے چمکا دیتا ہے۔ اور گندہ دہنی کو دور کرکے دانتوں کو مضبوط کرتا ہے
قیمت فی ڈبیہ (۶ر)

ضیق النفس

یہ مرض بہت مشکل ... [illegible] ... فائدہ ... قیمت فی ڈبیہ ... [illegible]